مجموعہ رسائل

علیحضرت احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی

حصہ سوم

مرتبہ:- مفتی سید شجاعت علی قادری

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ، کراچی

Marfat.com

۷/۵۱

مجموعہ

رسائلِ اعلیٰحضرت

حصّہ سوم

اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

ابنِ مسعود مفتی سیّد شجاعت علی قادری

ایم۔اے

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔اے جناح روڈ کراچی

Marfat.com

بار اوّل ——— جون ۱۹۷۵ عیسوی

تعداد اشاعت ——— ایک ہزار

مرتبہ ——— مفتی شجاعت علی قادری

کتابت ——— محمد ثاقب ادیب کانپوری

طابع ——— مشہور آفسٹ پریس
میکلوڈ روڈ۔ کراچی

قیمت .....

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

فون ۲۳۹۰۲۶

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز	
۱	تقدیم	۶
۲	سوال در بارۂ تکرار نماز جنازہ	۸
۳	جواب	۹
۴	قبر پر نماز جنازہ کی صورت۔	۱۰
۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں۔	۱۱
۶	عالم کا گناہ ایک ہے اور جاہل کا گناہ دوگنا ہے۔	۱۷
۷	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ دراصل درود ہی تھی۔	۲۵
۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر نے کس طرح ادا کی	۲۷
۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اپنی نماز جنازہ کی بابت۔	۲۸
۱۰	شہید کو غسل نہ دینے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے میں کیا حکمت ہے؟	۳۱
۱۱	ایک بوڑھی عورت کی نماز جنازہ کا واقعہ۔	۳۵
۱۲	نماز جنازہ شفاعت ہے۔	۳۸
۱۳	نبی کے مال میں وراثت جاری نہ ہوگی۔	۴۲
۱۴	صحت حدیث کی دو قسمیں صحیح فقہی و صحیح حدیثی۔	۴۴
۱۵	حضرت حمزہؓ پر ستر نمازیں پڑھنے کا واقعہ۔	۴۵
۱۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پونے دو دن رکھا رہا۔	۴۷
۱۷	مسلمان کے حقوق مسلمان پر۔	۴۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب	
۱۸	حضرت علی رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو سیدہ فاطمہ رضؓ کی نماز جنازہ کی اطلاع نہ دی۔	۵۲
۱۹	نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے یا نہیں؟	۶۲
۲۰	جواب	۶۳
۲۱	تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔	۸۵
۲۲	امام شافعی رحؒ کا امام ابوحنیفہ رحؒ کے مزار پر اپنے طریقہ کے خلاف نماز پڑھنا۔	۸۶
۲۳	نجاشی کی نماز جنازہ کی تحقیق	۹۹
۲۴	معاویہ بن معاویہ مزنی کی نماز جنازہ غائبانہ کی تحقیق۔	۱۰۱
۲۵	ایک روایت پر نفیس جرح۔	۱۰۳
۲۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زمین کا سمٹ جانا۔	۱۰۶
۲۷	خلافِ مذہب بعض مشائخ کے قول پر بھی عمل نہ ہوگا۔	۱۱۳
	تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلوٰۃ والصیام	
۲۸	سوالات دربارۂ فدیۂ صلوٰۃ وصوم	۱۳۰
۲۹	صاع کی تحقیق۔	۱۴۲
۳۰	حیلۂ اسقاط کا بیان۔	۱۴۷
	صفائح اللجین	
۳۱	مصافحہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟	۱۵۶
۳۲	اعلیٰحضرت رحؒ نے خواب میں قاضی خان کی زیارت کی۔	۱۵۷
۳۳	سچے خواب شریعت میں اہمیت رکھتے ہیں۔	۱۵۸
۳۴	ابوحمزہ کے خواب پر ابن عباس نے انکی قدردانی کی۔	۱۶۰
۳۵	مصافحہ کے فضائل میں احادیث	۱۶۱
۳۶	ایک راوی پر جرح۔	۱۶۸
۳۷	حنظلہ سدوسی پر جرح۔	۱۷۸
۳۸	امام ترمذی کی تصحیح وتحسین پر جرح۔	۱۷۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۹	ابویوسف کی علمِ حدیث میں جلالتِ شان۔	۱۹۰
۴۰	حدیث میں ابوحنیفہ رح کا مقام	۱۹۱
۴۱	امام مالک رح کے زمانہ میں استی موطا لکھی گئیں۔	۱۹۲
۴۲	اعلیٰحضرت کا اپنے معاصر محدثین کو چیلنج	۱۹۳
۴۳	حصرِ رُواۃ بھی نہیں ہوسکتا حصرِ روایات درکنار	۱۹۴
۴۴	بعض حدیثیں جو کتابوں میں ہونیکے باوجود محدثین کو نہ ملیں۔	۱۹۵
۴۵	عبداللہ بن مسعود کا طریق رکوع	۱۹۷
۴۶	اعلیٰحضرت کا رسالہ تخریج احادیث میں۔	۱۹۹
۴۷	حدیث سمجھنا فقہا کا کام ہے۔	۲۰۰
۴۸	مصافحہ کا طریقہ مسلمانوں نے اہلِ یمن سے سیکھا	۲۰۷
۴۹	سلام کا جواب انگلی یا ہتھیلی سے مکروہ ہے۔	۲۰۸
۵۰	جوبات مسلمانوں میں متوارث ہو اسکے لئے کسی خاص سند کی ضرورت نہیں۔	۲۱۰
	رسالہ ختمِ نبوّت	
۵۱	استفتار دربارۂ ختم نبوّت	۲۲۳
۵۲	احادیث دربارۂ ختم نبوّت	۲۲۸
۵۲	ملائکہ وکتب سابقہ کے علماء کے اقوال۔	۲۳۶
۵۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمار شریفہ	۲۴۷
۵۴	حضور کے نبی التوبہ ہونیکی سترہ وجوہات۔	۲۴۸
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے	۲۵۵
۵۵	جو خدا کا گنہگار ہے وہ حضور کا بھی گنہگار ہے۔	۲۵۸
۵۶	قسم کے معنی	۲۶۰
۵۷	حضور کے تمام انبیاء میں مقدم	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ہونے کی وجہ	۲۶۵
۵۸	ختم نبوت پر خاص تصریحات	۲۶۹
۵۹	نبوت منقطع ہوئی	۲۷۵
۶۰	لوعاش ابراھیم لکان نبیاً پر بحث۔	۲۷۷
۶۱	حضور کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے، دجّال کذّاب ہے	۲۸۰
۶۲	نبوّت کے ختم ہونے پر متواتر حدیثیں۔	۲۸۲
۶۳	یا علی احضمک بالنبوۃ	۲۵۵
۶۴	غوث پاک کا مقام	۲۸۶
۶۵	طالبِ علم کی فضیلت	۲۸۷
۶۶	حفاظ کی فضیلت	۲۸۸
۶۷	صدّیق اکبرؓ کی شان	۲۸۸
۶۸	حضرت علیؓ نے شیخین سے انکو فضیلت دینے والوں کو مفتری کہا۔	۲۹۰
۶۹	حضرت علیؓ کے ارشادات	

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
	دربارۂ افضلیت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ	۲۹۰
۷۰	زریب بن برثملا کا عجیب واقعہ	۳۰۴
۷۱	خلافت ابی بکرؓ کے متعلق عجیب حکایت	۳۰۶
۷۲	ابوبکرؓ کے وفد کا ہرقل کے دربار میں آنا	۳۰۷
۷۳	جاہلوں کا اعتراض کہ اولیاء کو قدرت ملتی تو امام حسینؓ یزید کو غارت کر دیتے۔	۳۰۹
۷۴	انبیاء کے مجسمے ہرقل کے پاس	۳۱۰
۷۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر مدینہ میں محفلِ میلاد	۳۱۹
۷۶	طائفۂ امیریہ کی تکفیر۔	۳۵۴
۷۷	علم لدنی کی اقسام۔	۳۵۵
۷۸	عقیدۂ کفریہ رکھنے والے کو سید کہنا جائز نہیں۔	۳۵۸
۷۹	تقریظ شیخ احمد مکّی	۳۶۹
۸۰	علماء بدایوں کا فتویٰ	۳۷۲
۸۱	فتاویٰ علماء لاہور اور حیدر آباد دکن۔	۳۷۳

Marfat.com

۵

اَلنَّھی الحَاجِز

عن

تکرارِ صَلوٰۃ الجنائز

تصنیف

★ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مفتی سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

تقدیم

یہ رسالہ نمازِ جنازہ کے تکرار کی ممانعت میں ہے، لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ اس پورے رسالہ میں صرف یہی ایک مسئلہ بیان ہوا ہے بلکہ یہ متعدد رسائل پر مشتمل ہے جنکا بیان ضمناً ہوا ہے، اعلیٰحضرت نے اس رسالہ میں خصوصی توجہ ایک غلط رسم کے ختم کرنے پر دی ہے اور وہ یہ کہ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا جمعہ کے دن انتقال ہو جائے تو اسکا جنازہ نماز جمعہ کے اختتام تک رکھا رہنے دیتے ہیں تاکہ جماعت زیادہ ہو لیکن از روئے حدیث یہ غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں مردے کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے، علاوہ ازیں یہ رسالہ کئی فقہی جزئیات پر مشتمل ہے کہ اگر آپ سالہا سال تک انھیں تلاش کریں تب بھی نہ ملیں۔

مرتب

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

الحمد لمن خلق سنوی والذی قدر فھدی والصلوٰۃ علی من ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین **اما بعد** بندۂ راجی رحمت خالقِ کونین سید رضی الدین حسین ولد سید عطا حسین مرحوم ساکن موضع موہن پور پکری ضلع گیا حالمقامی مخدوم پور قاضی چک پرگنہ نرہٹ ضلع گیا یوں کہتا ہے کہ اس رسالہ کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ اس گاؤں مخدوم پور نرہٹ کے رئیس سید مقبول علی کی لڑکی نے انتقال کیا اور نماز جنازہ اُس مرحومہ کی لوگوں نے مزید ثواب کی نظر سے چند بار پڑھی میں نے اس فعل کو شرع اور عقل اور رواج کیخلاف سمجھ کر منع کیا مگر میرے دوست مولوی محمد اسمٰعیل صاحب چواڑہ نے تکرار نماز جنازہ کے جواز پر بہت بڑی لمبی تقریر کی میں مولوی نہیں کہ احادیث اور آثار سے اسکا جواب افسوس مجھ کو استفتار کرنا ہوا۔ عالم فاضل مولٰنا مولوی سید کریم رضا صاحب مدفیضہٗ بیتھوی نے جو از روئے قرابت میرے بھانجے ہیں اور ان کی ذات سے میرے خاندان کو ہزار ہزار فخر اور عزت ہے میری رائے کی تائید کر کے مولٰنا احمد رضا خانصاحب بریلوی سے استفتا طلب کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے کمال محنت اور ہمدردی سے اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک چھوٹا سا رسالہ تصنیف فرما کر بھیجدیا یہ رسالہ نہایت جامع ہے انسان کو جو تحقیق کی قوت کا حصہ خدا نے دیا ہے وہ اس رسالہ میں صرف کی گئی ہے کوئی جملہ براہین اور ادلہ سے خالی نہیں مجھ کو اور میرے عزیزوں کو مولوی صاحب کی یہ مختصر تالیف پسند ہوئی۔ جس کا میں پوری طرح شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھ کو اس

Marfat.com

بے ثبات دنیا کے انقلاب نے ایک سخت صدمہ پہنچایا ہے جس سے میں اپنے حواس خمسہ اور عقل مدرکہ سے پوری طرح کام نہیں لے سکتا (یعنی میرا ایک پیارا بچہ جوالوان سنم کے نام سے مشہور تھا دس سال کی عمر میں تاریخ چہارم ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ میں اس جہان کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ گیا جس کے فراق کے درد والم نے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بے طاقت بنا دیا) ورنہ میں ٹوٹے پھوٹے مضامین سے صفحے سیاہ کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا اس رسالہ کا نام مصنف نے النھی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز رکھا خداوندا تو بڑا دانا اور بینا پاک بے نیاز ہے میرے دل کو اپنی رحمت سے دھو کر اپنی حقیقت اور معرفت کا نور اُس میں بھر دے اور مجھ کو اور میرے سارے عزیزوں اور دوستوں کو نیک کام کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

استفتا

مسئلہ مذکورہ پرگنہ منورہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا مرسلہ مولٰنا مولوی کریم رضا صاحب رجب ۱۳۱۵ھ بملاحظہ اقدس مولٰنا صاحب راس العلماء تاج الفضلا جامع کمالات صوریہ معنویہ جناب مولٰنا المولوی احمد رضا خانصاحب ادام اللہ تعالیٰ بالافادۃ السلام علیکم عرض ضروری یہ ہے۔ مولوی محمد اسماعیل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے بھانجے اور شاگرد جو ایک مدت سے قصبہ مرہٹ میں اقامت رکھتے ہیں غیر مقلد ہیں اور بیچارے غریب مقلدین کو اپنے مذہب میں لانا چاہتے ہیں چنانچہ فی الحال ایک رئیس کی لڑکی مرگئی تو اُن کے اصرار سے دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی گئی انھوں نے علی رؤس الاشہاد کہہ دیا کہ تین روز تک جتنی بار جی چاہے نماز

Marfat.com

پڑھے اس لئے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کہ جواب استفتا تحریر فرمایئے کہ ارغام و اسکات مخالفین ہو اور ترجمہ عبارات بھی تحریر فرمایئے کہ جس مقام مین یہ فتویٰ بھیجا جائیگا۔ وہاں کے لوگ فارسی جانتے ہیں۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولی میت نے ایکبار نماز جنازہ کی لوگوں کے ساتھ پڑھی پھر دوسری بار اُنہی لوگوں کیساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بامامت شخص آخر نماز جنازہ پڑھی تو یہ تکرار نمازِ جنازہ جائز ہے یا نہیں اور اگر ولی اس مسئلہ سے ناواقف ہے اور بہ سبب اصرار کسی عالم کے اُسنے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا یا وہ عالم یا دونوں یا کوئی نہیں اور نماز جنازہ تین روز تک جائز ہے یا نہیں۔ **بینوا توجروا**

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتاً واکرام المومنین احیاءً واموتاً والصلوٰۃ والسلام علی من عم القلوب نصلاتہ ونور بصلاتہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ واھلہٖ وحزبہٖ اجمعین اٰمین

الجواب۔ نماز جنازہ کی تکرار ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تو مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے مگر جبکہ اجنبی غیر احق نے بلا اذن و بلا متابعت ولی پڑھ لی ہو تو ولی اعادہ کر سکتا ہے امام اجل برہان الملۃ والدین ابوبکر ہدایہ میں فرماتے ہیں:۔

ان صلی غیر الولی والسلطان	یعنی اگر ولی و حاکم اسلام کے سوا اور لوگ
اعاد الولی ان شاء لان الحق للاولیاء	نماز جنازہ پڑھ لیں تو ولی کو اعادہ کا اختیار
وان صلی لم یجز لاحدٍ ان یصلی بعدہٗ	ہے کہ حق اولیاء کا ہے اور اگر ولی پڑھ چکا
لان الفرض ینادی بالاول والنفل	تو اب کسیکو جائز نہیں کہ فرض تو پہلی نماز سے ادا

Marfat.com

بها غیر مشروع ولهٰذا رأینا الناس
ترکوا ان اٰخرهم الصلاۃ علی قبر
النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو الیوم
کما وُضع۔

ہو چکا اور یہ نماز بطور نفل پڑھنی مشروع
نہیں ولہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ تمام جہان کے
مسلمانوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار
اقدس پر نماز چھوڑ دی حالانکہ حضور آج بھی
ویسے ہی ہیں جیسے جسد ان قبر مبارک میں رکھے گئے تھے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:۔

لو کان مشروعًا لما اعرض
الخلق کلهم من العلماء والصالحین
والراغبین فی التقرب الیه علیه
الصلوٰۃ والسلام بانواع الطرق
عنه فهٰذا دلیل ظاهر علیه
فوجب اعتبارہٗ

یعنی اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار
اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ
کرتا جس میں علماء و صلحا اور وہ بندے ہیں جو
طرح طرح سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
میں تقرب حاصل کر کے رغبت رکھتے ہیں تو یہ
تکرار کی نامشروعی پر کھلی دلیل ہے پس اسکا
اعتبار واجب ہوا۔

اقول: حاصل کلام یہ کہ نماز جنازہ جیسے قبل دفن ویسی بعد دفن قبر پر لہٰذا اگر کوئی شخص بے نماز پڑھے دفن کر دیا گیا تو فرض ہے اُس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھیں جبتک ظن غالب رہے کہ بدن بگڑ نہ گیا ہوگا اور نماز جنازہ ایک تو ہر مسلمان کا حق ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حق المسلم علی المسلم خمس وذکر منها اتباع الجنائز وسیاتی۔ دوسرے مقبول بندوں کی نماز میں وہ فضل ہے کہ پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے ہم عنقریب حضرت انس بن مالک و عبداللہ

Marfat.com

ابن عباس وعبداللہ بن جابر وسلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعدد احادیث ذکر کرینگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مومن صالح کو پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے، کہ جتنے لوگوں نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی سب بخش دئے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل حیا فرماتا ہے کہ اُن میں سے کسی پر عذاب کرے اب اگر حق کا لحاظ کیجئے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق کے برابر تمام جہان میں کس کا ہو سکتا ہے اور اگر فضل کو دیکھئے تو افضل المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے برابر کس مقبول پر نماز پڑھی ہو سکتی ہے ہاں قبر پر نماز پڑھنے سے مانع یہ ہوتا ہے کہ اتنی مدت گزر جائے جس میں میت کا بدن سلامت ہونا مظنون تر ہے اسی کو بعض روایت میں دفن کے بعد تین دن سے تقدیر کیا اور صحیح یہ کہ کچھ مدت معین نہیں جب سلامت و عدم سلامت مشکوک ہو جائے نماز جنازہ ناجائز ہو جائے گی مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معاذ اللہ اس کا اصلاً احتمال نہیں وہ آج بھی یقیناً ایسے ہی ہیں جیسے روزِ دفن مبارک تھے وہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم :-

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

رواہ احمد ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والدارقطنی وابونعیم وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والدارقطنی

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک کھانا۔ رواہ احمد ابوداؤد اسے احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، دارقطنی، ابونعیم نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے ابن حبان حاکم دارقطنی اور ابن دحیہ نے اسے صحیح

Marfat.com

وابن وحیتہ وحسنہ عبدالغنی والمنذری وغیرھم۔

کہا، عبدالغنی اور منذری وغیرہ نے اسے حسن کہا۔

جب مانع مقصود اور مقتضی اسدرجہ قوی سے موجود تو اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع وجائز ہوتی تو صحابہ وتابعین سے لیکر آجتک تمام جہان تمام طبقات کے تمام اور اولیاء وصلحاء وعاشقانِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسکے ترک پر اجماع کیا معنی؟ جن میں لاکھوں بندے خدا کے وہ گذرے اور اب بھی ہیں جنہیں رات دن یہ فکر رہتی ہے کہ جہانتک مل سکیں وہ طریقے بجالائیں کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب پائیں لاجرم تیرہ سو برس کا یہ اجماع کلی دلیل ظاہر ہے کہ تکرار نماز جنازہ جائز نہیں اسلئے مجبوراً سب باقیماندوں کو اس فضل عظیم سے محروم رہنا پڑا امام اجل نسفی وافی اور اُس کی شرح کافی میں فرماتے ہیں۔

لم یصل غیرہ بعدہ ای یصلی الولی لم یجز لغیرہ ان یصلی بعدہ لان حق المیت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلٰوۃ الاولٰی فصلی علیہ الفریق الثانی لکان نفلاً وداً غیر مشروع کمن صلے علیہ مرۃ اخر

اسکے بعد اس کا غیر اسپر نماز پڑھیگا یعنی ولی کے بعد کسی کو حق نہیں کہ اسپر نماز پڑھے کیونکہ میت کا حق تو پہلی جماعت سے ادا ہوا، اور پہلی نماز کی ادائیگی سے فرض ساقط ہوا اب اگر فریق ثانی اس پر نماز پڑھے گا تو نفل ہوگی اور یہ ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس شخص کیلئے جو ایک مرتبہ پڑھ چکا ہو۔

امام محمد بن حلبی ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

لا یصلی قال علماءنا اذا صلے علی المیت من لہ ولایتہ ذلک لا تشرع الصلاۃ علیہ ثانیا لغیرہ

ہمارے علماء نے فرمایا جب میت پر صاحب حق نماز پڑھ چکے پھر اور کو اُس پر نماز مشروع نہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں :۔

لا یصلی علیہ لئلا یودی الی تکرار الصلاۃ علی میت واحد فانہ غیر مشروع۔

اس پر نماز پڑھی نہ جائے کہ ایک میت پر دوبار نماز نہو کہ یہ نامشروع ہے۔

درر شرح غرر و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے :۔

الفرض یتادی بالاولی والنفل بھا غیر مشروع۔

فرض تو پہلی نماز سے ادا ہوگیا اور یہ نماز نفلی طور پر مشروع نہیں۔

درمختار و فتح اللہ المعین میں ہے :۔

لیس لمن صلے علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع۔

جو پہلے پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ بھی اعادہ کا اختیار نہیں رکھتا کہ اس کا تکرار غیر مشروع ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے۔

لا یعید من لہ حق التقدم من صلی مع غیرہ لان النفل بھا غیر مشروع

جو اور کے ساتھ پڑھ چکا صاحب حق کے ساتھ نہ پڑھے کہ اس نماز میں نفل مشروع نہیں۔

ایضاح و عالمگیریہ میں ہے :۔

لا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ

کسی میت پر ایک بار کے سوا نماز نہ پڑھی جائے

Marfat.com

والنفل بصلاۃ الجنازۃ غیر مشروع — اور نماز جنازہ نفل ادا کرنا غیر مشروع ہے۔

فتاویٰ امام قاضی خاں ظہیریہ و شرح نقایہ برجندی و خلاصۃ ولوالجیہ و تجنیس و واقعات و بحر الرائق وغیرہا میں ہے :۔

انکان یصلی سلطانًا او الامام الاعظم او القاضی او والی المصر او امام الحی لیس للولی ان یعید۔

یعنی اگر بادشاہ اسلام یا امیر المومنین یا قاضیٔ شرع یا اسلامی حاکم مصر یا امام الحی نماز پڑھ چکا تو اب ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں۔

شرح لعانیہ علامہ قہستانی میں ہے :۔

لا یصلی علی میت الا مرۃ۔

کسی مردے پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے

سراج و ہاج و بحر الرائق و رد المحتار و جامع الرموز و جوہرۂ نیرۂ و ہندیہ و مجمع الانہر و ہندیہ و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے۔

وللفظ للجر عن السراج ان صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہٗ

اگر ولی نے اُس پر نماز نہ پڑھ لی تو اُس کے بعد اب کسی کو جائز نہیں کہ نماز جنازہ پڑھے

ان سب کتابوں میں بلفظ لم یجز و لا یجوز تعبیر فرمایا۔ یعنی ناجائز ہے ایسا ہی عبارت ہدایہ سے گذرا اور یہی لا یصلی و لا یعید اور لیس کا مفاد اور یہی غیر مشروع سے مراد مگر اس میں صاف تصریح ہے جس سے تمام اوہام منصرف اور باقی عبارات کی بھی مراد مگر یوہیں قدوری[۱] ہدایہ[۲] منیہ[۳] وقایہ[۴] نقایہ[۵] وافی[۶] کنز[۷] غرر[۸] اصلاح[۹] متقی[۱۰] تنویر[۱۱] نور الایضاح[۱۲] ان بارہوں اور ان کی غیر سب میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ جب ایکبار ہو چکی فوت ہو گئی۔ مختصر

یجوز التیمم للصحیح المقیم

صحت مند مقیم کے لئے جائز ہے کہ جب جنازہ

Marfat.com

اذا حضرت الجنازة والولی غیرہ
یخاف ان اشتغل بالوضوء تفوت الصلاۃ ھٰذا تیمم الصحیح
فی المصر اذا حضرت الخ وقال
بالطھارۃ مکان بالوضوء وھو
اشمل منیہ الصحیح فی المصر
تیمم لصلاۃ الجنازۃ اذا خاف
الفوت الا الولی وقایہ ھو لمحدث
وجنب وحائض ونفساء لم یقدروا
علی الماء لخوف فوت صلاۃ الجنازۃ
بغیر الولی اصلاح مثلہ وقال
عجز وعن الماء نقایہ ما یفوت
لا الی خلف کصلاۃ الجنازۃ
بغیر الولی صحیح لخوف فوت
جنازۃ تنویر جاز لفوت الخ وفی
مثل الکنز وزاد لم یکن ولیھا
غر رجاز لمحدث وجنب وحائض
عجز وعن الماء لخوف فوت صلاۃ
الجنازۃ لغیر الولی ۔ ملتقی یجوز

آجائے اور ولی اس کے علاوہ کوئی اور ہو، اور
یہ خطرہ ہو کہ وضو میں مشغول ہونیکی صورت میں
نماز جنازہ فوت ہو جائیگی، یہ صحت مند
انسان کا تیمم ہے شہر میں جبکہ جنازہ آجائے
الخ اور بالوضو کے بجائے بالطہارۃ کہا
کیونکہ یہ زیادہ شامل ہے، منیہ، صحتمند
شہر میں نماز جنازہ کے لئے تیمم کرے گا
جب کہ نماز کے فوت ہونے کا اسے خطرہ
ہو، سوائے ولی کے، وقایہ، یہ (تیمم)
بے وضو ناپاک، حائض، نفاس والی
عورت کے لئے ہے، جو نماز جنازہ کے فوت
ہونے کے خطرہ کیوجہ سے باقی پر قادر نہ ہوں
ولی کے غیر کیلئے اس کے مثل کی اصلاح ہے۔
اور کہا کہ وہ پانی سے عاجز ہوں، نقایہ،
جو چیز فوت ہو اور اس کا خلیفہ نہ ہو جیسے
نماز جنازہ ولی کے غیر کے لئے، جنازہ کے فوت
ہونیکے خطرہ کی پیش نظر درست ہے، تنویر،
جائز بوجہ فوت کے الخ، وانی مثل الکنز
اور یہ زیادہ کیا کہ اس کا ولی نہ ہو، غرر، جائز

Marfat.com

فی المصر لخوف فوت صلاۃ الجنازۃ	ہے بے وضو ناپاک، اور حائض کیلئے جو نماز
نور الایضاح العذر المسبیح	جنازہ فوت ہونے کے خطرہ کی وجہ سے پانی
لتیمم خوف فوت صلاۃ الجنازۃ	کے استعمال سے عاجز ہوں، یہ ولی کے غیر
	کے لئے ہے، ملتقی، جائز ہے (تیمم) نماز جنازہ
	کے فوت کے خطرہ کے پیش نظر شہر میں۔

ہدایہ و مجمع الانہر میں ہے لانہا لا تقضی بتحقق العجز کافی امام نسفی میں ہے صلوٰۃ الجنازۃ والعید تقومان لا الی بدل لانہما لا تقضیان فتحقیق العجز۔ مرا فی الفلاح و برجندی میں ہے لانہا نفوت بلا خلف فتاوی خیریہ میں ہے لا یجوز التیمم مع وجود الماء الا فی موضع یخشی الفوات الی خلف کصلوٰۃ الجنازۃ عند التحقیق۔ ان سب عبارات کا بھی وہی اصل ہے کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنی صرف مکروہ ہی نہیں ہے بلکہ محض ناجائز ہے۔ برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر شرح نظم الکنز للعلامۃ المقدسی پھر حاشیہ علامہ نوح افندی پھر ردالمحتار افندی شافعی تحریر ہے مجرد الکراھتہ لا یقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانہا لیست اقوی من فوات الجمعۃ والوقتیۃ مع عدم جوازہ لہما یہ چالیس کتابوں کی عبارتیں ہیں اور خود کثرت نقول کی کیا حاجت کہ مسئلہ واضح وظاہرہ تمام کتب مذہب متون و شرح و فتاوٰی میں دائر و سائر صورت مستفسرہ میں کہ خود ولی پڑھ چکا تھا دوبارہ اعادہ نماز ہمارے سب ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اتفاق سے ناجائز و گناہ واقع ہوا ایسی ناواقفی مانع گناہ نہیں کہ مسائل سے ناواقف رہنا خود گناہ ہے اس لئے

Marfat.com

حدیث میں آیا ہے :۔

ذنب العالم ذنب واحد وذنب الجاھل ذنبان قیل ولم یارسول اللہ تعالی رکوبہ الذنب وترک التعلم وعلی رکوبہ الذنب والجاھل یعذب علی رکوبہ الذنب وترک التعلم

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دو گناہ کسی نے عرض کی یارسول اللہ یہ کس لئے فرمایا۔ عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔

(رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

عالم جس نے تاکید و اصرار کر کے ان لوگوں سے نماز جنازہ کی تکرار کرائی اگر مدعی حنفیت ہے تو خود اپنے ہی مذہب کے حاکم سے گناہگار ہے اور فرقہ غیر مقلدین سے ہے تو گناہگاری درکنار بد مذہب و گمراہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں اُس عالم پر اتنے گناہ لازم ہوئے جس قدر شمار حضّار جماعت ثانیہ کا تھا۔ اور اُس پر ایک زائد مثلاً دوسری دفعہ اس کے اصرار سے سو آدمیوں نے نماز پڑھی تو اُن میں ہر ایک پر دو گناہ ایک گناہ فعل دوسرا گناہ جہل اور اس عالم پر ایک سو ایک گناہ ایک اپنا اور سو اُن کے فعل کے آخر یہی اُنہیں داعی بگناہ ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من دعا الی ضلالتہ کان علیہ من الاثم مثل اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من آثامھم شیئاً

جو کسی ضلالت کی طرف بلائے سب ماننے والوں کے برابر گناہ ہونے کے سبب وہ گناہوں میں کچھ کمی نہ آئی۔

یعنی یہ نہوگا کہ اس کی ترغیب باعثِ گناہ ہونے کے سبب وہ گناہ سے بچ رہیں یا

Marfat.com

اس پر صرف اپنے ہی فعل کا گناہ ہو بلکہ وہ سب اپنے اپنے گناہ میں گرفتار اور اُن سب کے برابر اس ترغیب دہندہ پر بار، والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

(رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور اگر بالفرض شافعی المذہب یہی ہوتا تو سخت جاہل ہوتا کہ دوسرے مذہب والوں کو ایسے امر پر مصر ہوا جو ان کے مذہب میں گناہ تھا اور اس کے اپنے مذہب میں بھی مکروہ امام یوسف آردبیلی شافعی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں فرماتے ہیں :۔

لا یستحب لمن صلے جماعۃ او مفرداً اعادتھا جماعۃً وانفراداً بل مکروہ۔	یعنی جس نے نماز جنازہ جماعت سے یا تنہا پڑھ لی اسکے لئے دوبارہ جماعت سے یا تنہا پڑھنی پسندیدہ نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

اور اگر کراہیت نہ بھی لیجئے تو اس قدر تو ضرور ہے کہ باجماع تمام امتِ مرحومہ کسی کے نزدیک ضروری نہ تھا پھر آپ نے کس آیت حدیث کس امام کے قول سے اختیار کیا تھا کہ مذہب والوں سے باصرار ایسے امر کا ارتکاب کرائے جو اُن کے مذہب میں ناجائز اور اپنے نزدیک محض بے حاجت شافعیہ وغیرہم بعض علماء اگرچہ اس کیلئے جس نے ہنوز نماز جنازہ پڑھی نماز اول ہو جانے کے بعد بھی اجازتِ نماز دیتے ہیں مگر اس مدعی علم کا پڑھ چکنے والوں پر یہ اصرار خصوصاً ایسی حالت میں کہ خود ولی اقرب بھی انھیں میں ہے اور اسکا وہ علی رؤس الاشہاد زعم واظہار کہ تین روز تک جتنی بار چاہے نماز جنازہ پڑھے جیسا کہ فاضل سائل نے اپنے خط میں ذکر فرمایا یہ حنفی شافعی مالکی حنبلی اصلاً کسی مذہب کے مطابق نہیں نہ شرح مطہر سے اس پر

Marfat.com

کوئی دلیل ہے اگر سچا ہے تو اُس اصرار اور اُس اظہار کی دلیل پیش کرے ورنہ اپنے جہل و سفاہت اور امر شرع میں بیباکی و جرأت کا مُقِر ہو قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ حضرات غیر مقلدین بلکہ تمام طوائف مطلبین کی عادت ہے کہ جب کچھ اپنے مفید مطلب نہیں پاتے تو الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا ہوا تنکا پکڑتا ہے۔ بیعلاقہ باتیں جنہیں اُنکے دعوے سے اصلاً مس نہیں بلکہ جوش غضب میں مدہوش ہوکر اپنے مخالف دلیلوں سے استناد کر بیٹھے ہیں جیسے ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے اُنکے دعو سے بڑی تالیف معیار وغیرہ میں بکثرت وبیشمار واقع ہوا، نمونہ درکار ہو تو فقیر کا رسالہ ملاحظہ ہو حاجز الحسنین الواقی عن جمع الصلاتین جس کا لقب تاریخی طرفالی حجۃ[1] الحین علی نذیر حسین رکھا دو برس ہوئے بعض غیر مقلدین نے سفر میں ظہر و عصر مغرب و عشاء ملا کر پڑھنے پر زور دیا اور اس مسئلہ کی تقریر جو دہلوی صاحب نے معیار میں بہت چمک کر کے اس پر ناز تھا۔ فقیر ظفر اللہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا اُس کے جواب میں یہ عجالہ لکھا گیا جس میں بحمد اللہ تعالیٰ مذہب حنفیہ کا احقاق و اثبات اور خلاف و مخالف کا ایہان و اسکات بعون باری روشن وجہ پر واقع ہوا کہ اس رسالہ کے سوا کہیں نہ ملیگا۔ اُسکے دیکھنے سے ان محدث صاحب کی حدیث دانی کے جلوے کھلتے ہیں ایک ہی مسئلہ کی بحث سے روشن ہوتا ہے کہ حضرت کو نہ احادیث پر نظر نہ اسانید سے خبر نہ علم رجال نہ طریق استدلال۔ مفید و عبث میں تمیز درکنار نافع و مضر میں فرق دشوار مگر آئمہ اُمت و کبرآء ملت پر مُنہ آنے کو تیار کذالک یطیع اللہ

[1] حَین بالفتح بمعنی مرگ ۱۲

علی کل قلب متکبر جبار بھلا اس مسئلہ میں شیخ صاحب کے لئے سلف موجود تھا
کتب شافعیہ وغیرہم کی گداگری سے اجتہاد کا بھرت پورا کرلیا۔ مسئلہ میں یہ مدعی
صاحب ایجاد بندہ بنانے کو کسی کا تیار مال نہ پائیں گے ظاہر ہے جو کچھ جوہر علم وعقل
دکھائیں گے فضول و بے معنی مہملات کے رد میں خواہی نخواہی تضیع اوقات ہوتی ہے
لہٰذا قصر مسافت دفع کثافت کیلئے پہلے ہی چند ہدایتیں مناسب کہ اگر بعد تنبیہ بھی
اُن سے عدول ہو تو ہمارا بھی کلام اُسکا پیشگی جواب مقبول ہو ان مجتہد صاحب کے
دعوے یہ ہیں کہ نماز جنازہ اگرچہ وجہ کامل ہو چکی اگرچہ ولی احق ادا کرچکا ہو مگر پھر
اُسے اور سب پڑھ چکنے والوں کو چاہیے کہ دوبارہ پڑھیں (اصرار نہ ہوگا مگر کسی
امر ضروری یا لااقل مستحب پر معہذا جو نماز شرعاً ماذون فیہا ہوگی کم از کم مستحبہ ہوگی کہ نماز
مباح محض جس کے کرنے نکرنے میں کسی فضل وثواب کی اصلاً آیدنہ ہو شرعاً زنہار معہود
نہیں (اور یہ تکرار تین روز تک متواتر جائز اور تین روز پر شرعاً محدود پچھلے دعووں کے
ثبوت میں جو کچھ درکار وہ خود اشکار۔ دلیل معتمد شرعی چاہیے جو تین روز کی اجازت
دے اور اسی قدر پر تجدید کرے بیچارے بے علم مسلمانوں کے سامنے جو منہ پر آئے
کہدینا آسان ہے ثبوت دیتے حال کھلتا ہے۔ رہا پہلا دعوے اس کے لئے کوئی حدیث
دکھائیں کہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو نماز جنازہ
کئی کئی بار پڑھا کرو۔ یا اتنی ہی ارشاد فرمایا ہو کہ جب نماز جنازہ پڑھ لو پھر اعادہ کرو
یا اسی قدر[۳] سہی کہ پڑھنے والو جو ولی احق کے ساتھ یا اُس کے اذن سے ادا کرچکے ہو
پھر اعادہ کرو تو بہتر ہے یا اسقدر[۴] کہ تمہارے لئے حرج نہیں یا نہ سہی[۵] اتنا ہی آتا ہو کہ
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ بار بار یا دو ہی بار پڑھا کرتے یا اُس[۶] سے

Marfat.com

بھی درگزر رہے یا اسی قدر ثابت ہو کہ ولی الحق پڑھ چکا تھا بعدہٗ پھر اسی نے یا دیگر
پڑھ چکنے والوں یا صرف اسی نے یا صرف اور بعض مصلیوں نے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے دوبارہ پڑھی اور حضورؐ نے منع نہ فرمایا، یا حضورؐ کو خبر پہونچی اور
حضورؐ نے جائز رکھا۔ یہ سات صورتیں ثبوت کی ہیں جن میں چار پہلے ثبوت قولی اور
پانچویں فعلی اور باقی دو تقریری ان میں جس ہلکی سے ہلکی آسان سے آسان صورت پر
قدرت پاؤ پیش کرو اور جب جان لو کہ سب راہیں بند ہیں تو پھر شرع مطہر پر افترا یا
اقل درجہ احکام اللہ میں بے باکی و اجترا کا اقرار کرنے سے چارہ نہیں۔ مسلمان ان
مجتہد صاحب سے بغیر ثبوت لئے نہ مانیں اگر ساتوں وجہ سے عاجز پائیں تو اتنا دریافت
ہیں کہ حدیث سنن دارمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احرؤکم علی الفتیا
اجرؤکم علی النار جو تم میں فتویٰ دینے پر زیادہ جری ہے آتش دوزخ پر زیادہ جرأت
رکھتا ہے۔ اس میں آپ حضرات تو داخل نہیں اگر بحکم آنکہ ع

وقت ضرورت جو نماند گریز

مجبوراً نہ کسی واقعۂ حال کا دامن پکڑے تو اتنا یاد رہے کہ واقعہ عین لاعموم لہا
وقائع خاصہ احکام عامہ نہیں ہوتے وہ ہر گونہ احتمال کے محل ہوتے ہیں اولاً آپکو
ثابت کرنا ہوگا کہ پہلے اس جنازہ پر صلاۃ ہو چکی تھی مجرد استبعاد کہ بھلا صحابہ اسوقت
نہ پڑھتے اقول وباللہ التوفیق یہ کافی نہ ہوگا نماز جنازہ ہمیشہ سے فرض نہ تھی حضرت
ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازہ مقدسہ پر اس لئے نماز نہ ہوئی کہ اُس
وقت تک اسکی فرضیت ہی نہ تھی۔ تو ایک تو بسند صحیح یہ ثابت کیجئے یہ کب کس سال کس ماہ
میں اُس کی فرضیت اوتری مجرد حکایات بے سند مسموع نہ ہونگی کہ آپ مجتہد ہو کر

Marfat.com

قیل وقال کی تقلید نہیں کرسکتے پھر بدلیل صریح یہ مبرہن کیجئے کہ یہ واقعہ عین بعد فرضیت ہی تھا مجرد وقوع صلاۃ مفید فرضیت نہ ہوگا۔ شرع میں اس کے نظائر موجود کہ بعض افعال بلکہ خاص نماز کا قبل فرضیت وقوع ہوا بعد کو فرضیت اُتری جیسے حضرت اسعد بن زرارہ وغیرہ انصار کرام اہلِ مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قبل فرضیتِ جمعہ جمعہ پڑھنا کما رواہ عبد الرزاق ومن طریقہ عبد بن حمید فی تفسیرہ بسند صحیح وقد بیناہ فی رسالتنا لوامع البہا فی المصر للجمعۃ والاربع عقیبہا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جماعت تراویح اسی خیال سے ترک فرمادی کہ مداومت کیے سے فرض نہ ہوجائے کما رواہ الستہ عن زید بن ثابت والشیخان عن ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا اگر کبھی نماز میں نفس وقوع ہی فرضیت بنادیگا کہ یہ نماز شرع میں فرض ہی ہوکر معہود ہوئی ہے نفلی طور پر اصلا مشروع نہیں اقول اب راہ پر آگئے اسی لئے تو ائمہ کرام اُسکی تکرار کو نامشروع فرماتے ہیں کہ شرع مطہر میں یہ نماز بروجہ تنفل ہیں اور اسکی فرضیت بالاجماع بسبیل الکفایہ ہے اور فرض کفایہ جب بعض نے ادا کرلیا ادا ہوگیا اب جو پڑھیگا نفل ہی ہوگا اور اس میں تنفل مشروع ہیں ثانیاً ثبوت دیجئے کہ اُس واقعہ میں صلاۃ بمعنی ارکان مخصوصہ تھی صلاۃ علی فلاں بمعنی دعا نصوص شرعیہ میں شائع و ذائع ہے قال تعالیٰ

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بہا وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم۔

اے نبی مسلمانوں کے مال سے زکوٰۃ تحصیل فرما کہ اُسکے سبب اے نبی تو ان کو پاک اور ستھرا کردے اور اُنپر صلوٰۃ کر بیشک تیری صلوٰۃ اُن کیلئے چین ہے

Marfat.com

اسی آیت کے حکم سے جب لوگ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ حاضر کرتے حضورؐ انکے حق میں دعا فرماتے اللھم صلی علی فلان کما رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وغیرھم عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنھما۔ اسی طرح کریمہ ان اللہ وملائکتہٗ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وکل منھم الیہ۔ کریمہ ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ کریمہ ومن الاعراب من یومن باللہ والیوم الاٰخرہ ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول یقیناً اللہ اور اس کے رسول صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو! تم بھی صلوٰۃ بھیجو ان پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا، اے اللہ! درود وسلام اور برکتیں نازل فرما اپر اور ان کی آل واصحاب پر اور ان کے ہر متبع پر، آیت کریمہ وہی صلوٰۃ بھیجتا ہے تم پر اور اسکے فرشتے آیت کریمہ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر اور جو خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کے نزدیک عبادتیں بناتے ہیں اور رسول کی صلوٰت وغیرہ میں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے علماء نے حدیث موطا امام مالک وسنن نسائی عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

انی بعثت الی اھل البقیع لاصلی علیھم	میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ اُن پر صلاۃ کروں۔

صلاۃ کو بمعنی استغفار ودعا لیا۔

اقول بلکہ سنن نسائی کی دوسری روایت میں ہے

Marfat.com

ان جبرئیل اتانی (فذکر الحدیث
قال) فامرنی ان آتی البقیع
فاستغفر لھم قلت لہٗ کیف
اقول یارسول اللہ قال قولی
السلام علی اھل الدار من
المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ
المستقدمین منھا والمستاخرین
وان شاء اللہ بکم لاحقون۔

یعنی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے مجھے حکم
پہنچایا کہ بقیع جا کر اہل بقیع کے لئے
دعائے مغفرت کروں۔ ام المومنین فرماتی
ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کس طرح
کہوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم دعا زیارت
قبور تعلیم فرمائی۔

یہ لو! حدیث خود بخاری و مسلم و ابی داؤد و نسائی عن عقبہ بن عامر ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج یوماً فصلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت میں یہی علماء نے صلاۃ بمعنی دعا لی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے زاد (ای البخاری) فی غزوۃ احد من طریق حیوۃ بن شریح عن یزید احد ثمان سنین والمراد انہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعالھم بدعاء صلاۃ المیت ولیس المراد صلاۃ المیت المعھودۃ کقولہ تعالیٰ وصل علیھم والاجماع یدل لہ لانہ لا یصلی

بخاری غزوہ احد میں طریق حیواۃ میں شریح
عن یزید (جو آٹھ سالہ بچوں میں سے
ایک تھے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے میت کی سی دعا ان کے لئے
کی اور نماز جنازہ مراد نہیں ہے، جیسے
وصل علیھم ہے، اور اجماع اس کی
دلیل ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اس پر نماز
نہ پڑھی جائے گی، ابو حنیفہؒ مخالف ہیں

Marfat.com

علیہ عندنا۔ عند ابی حنیفۃ المخالف لا یصلی علی القبر بعد ثلثۃ ایام

کہ قبر پر تین دن بعد نماز پڑھی جائے۔

امام نووی شرح مہذب پھر امام سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں :۔

قال اصحابنا وغیرھم ان المراد من صلاۃ منھا الدعاء وقولہ صلاۃ علی المیت ای دعا لھم کدعاء صلاتہ المیت ولیس المراد صلاۃ الجنازۃ المعروفۃ بالاجماع الاختصاراً

ہمارے اصحاب وغیرہم نے فرمایا کہ صلاۃ سے مراد دعا ہے اور ان کے قول صلاۃ علی المیت سے مراد یہ کہ انھوں نے دعا کی جیسی کہ نماز جنازہ میں کیجاتی ہے ، اور بالاجماع نماز جنازہ معروفہ مراد نہیں ہے۔

اسی طرح وصال اقدس کے بعد حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو صلاۃ صحابۂ کرام رضیِ اللہ تعالیٰ عنہم نے ادا کی ایک گروہ علماء اُسے بھی بمعنی محض درود و دعا لیتا ہے اور حدیث امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے

اخرج ابن سعد عن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر ابن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہٖ عن علی رضی اللہ عنہ قال لما وضع رسول اللہ صلی

یعنی جب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیکر سریر منیر پر لٹایا حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن نہ کھڑا ہو کہ وہ تمہارے امام ہیں اور اپنی زندگی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم السریر قال لا
یقوم علیہ احد ھوامامکم
حیاً ومیتاً فکان یدخل الناس
وصلاً رسلا فیصلون علیہ صفا
صفا لیس لھم امام ویکبرون
وعلی قائم بحیال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یقول السلام
علیکم ایھا النبی ورحمۃ اللہ
وبرکاتہٗ اللھم انا نشھد ان
قد بلغ ما انزل الیہ ونصح
لامتہٖ وجاھد فی سبیل اللہ
حتی اعز اللہ دینہ وتمت
کلمتہٗ اللھم فاجعلنا ممن
تبع ما انزل الیہ وثبتنا بعدہٗ
واجمع بیننا وبنیہٖ فیقول الناس
امین وعلی یصلے علیہ حتی صلی
علیہ الرجال ثم النساء ثم الصبیان

دنیاوی اور بعد وصال بھی پس لوگ گروہ
گروہ آتے اور پرے کے پرے حضور پر صلاۃ
کرتے کوئی اُن کا امام نہ تھا علی کرم اللہ
وجہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
سامنے عرض کرتے تھے سلام حضور پر اے
نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں
الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے پہنچا دیا
جو کچھ اونکی طرف اتارا گیا اور ہر بات میں اپنی
امت کی بھلائی چاہی اور راہِ خدا میں جہاد
فرمایا تھا یہانتک کہ اللہ عزوجل نے اپنے
دین کو غالب کیا اور اللہ کا قول پورا ہوا
الٰہی تو ہمکو ان پر اتاری ہوئی کتاب کے پیرووں
سے کر اور انکے بعد بھی اُن کے دین پر قائم
رکھ اور روز قیامت ہمیں اُن سے ملا۔
مولیٰ علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین
کہتے یہانتک کہ اُن پر مردوں پھر عورتوں
پھر لڑکوں نے صلاۃ کی صلے اللہ علیہ وسلم

اور بھی ظاہر اُس حدیث کا ہے جو ابن سعد و بیہقی نے محمد ابراہیم ہاشمی بدنی سے
روایت کی کہ

Marfat.com

لما كفن رسول الله صلے الله
علیه وسلم ووضع سریرہ دخل
ابوبکر وعمر فقالا السّلام
علیك ایها النبی ورحمة وبرکاته
ومعهما نفر من المهاجرین
والانصار قدر ما یسع البیت
فسلموا کما سلم ابوبکر وعمر و
هما فی الصف الاول اللّٰهم
انا نشهد ان قد بلغ ما انزل
الیه ونصح لامته وجاهد فی
فی سبیل الله حتی اعز الله
دینه وتمت کلمته فاومن
به وحده لا شریك له فاجعلنا
یا ایها الرحمٰن نتبع القول الذی
انزل واجمع بیننا وبنیه حتی
نعرفه نها فانه کان بالمومنین
رؤفا رحیما لا نبغی بالایمان
بدلا ولا نشتری به ثمنا ابدا
فیقول الناس آمین آمین

یعنی جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم
کو کفن دیکر سریر مبارک پر آرام دیا صدیق
وفاروق رضی اللہ عنہما نے حاضر ہوکر عرض
کی سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی مہر
اور اس کی افزونیاں اور دونوں حضرات
کے ساتھ تک گروہ مہاجرین اور انصار کا
تھا جس قدر اس حجرۂ پاک میں سما جاتا اُن
سب نے بھی یوہیں سلام عرض کیا اور
صدیق وفاروق پہلی صف میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے یہ دعا
کرتے کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ
تو نے اپنے نبی پر اتارا حضور نے امت کو
پہنچایا اور اسکی خیر خواہی میں رہے،
اور راہِ خدا میں جہاد فرمایا یہانتک کہ اللہ
تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اللہ کی باتیں
پوری ہوئیں میں ایک اللہ پر ایمان لاتا ہوں
اُسکا کوئی شریک نہیں تو اے معبود ہمارے ہمیں
اُنکی کتاب کے پیروؤں میں کر جو اُنکے اوپر اُتری
اور ہمیں اُن سے ملا کہ ہم انھیں پہچانیں اور تو

Marfat.com

ثم یخرجون ویدخل علیه آخرون حتی صلوا علیه الرجال ثم النساء ثم الصبیان۔

ہماری پہچان انھیں کرادے کہ وہ مسلمانوں پر مہربان رحم دل تھے ہم نہ ایمان کسی چیز سے بدلنا چاہیں نہ اسکے عوض کچھ قیمت لینا لوگ اس دعا پر آمین آمین کہتے پھر باہر جاتے اور آتے یہانتک کہ مردوں پھر عورتوں پھر بچوں نے حضورؐ پر صلوٰۃ کی۔

بزار و حاکم و ابن سعد و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اذا غسلتمونی وکفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبرئیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنودہ من الملائکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا بعد فوج فصلوا علی وسلموا تسلیما۔

جب میرے غسل و کفن سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب میں پہلے مجھ پر جبرئیل صلوٰۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود سلام عرض کرتے جاؤ۔

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں :۔

قال البیھقی تفرد بہ سلام

بیہقی نے کہا اس کے ساتھ سلام طویل

Marfat.com

الطویل عبد الملک بن عبد الرحمٰن وتعقبہ ابن حجر فی المطالب العالیۃ بان ابن منیع اخرجہ من طریق سلمۃ بن صالح بن عبد الملک بہ فھذہ متابعۃ لسلام الطویل واخرجہ البزاز من وجھہ اٰخر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

عبد الملک بن عبد الرحمٰن متفرد ہوئے، اور ابن حجر نے مطالب عالیہ میں تعاقب کیا۔ کہ ابن منیع نے اس کو بطریق سلمہ بن صالح بن عبد الملک نے روایت کیا تو یہ سلام طویل کی متابعت ہے اور اسے بزار نے دوسرے طریق سے ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا۔م۔

اس حدیث سے بھی ظاہر کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے جنازہ اقدس کی نسبت اسی قدر تعلیم فرمائی کہ گروہ گروہ حاضر ہوکر درود وسلام پڑھتے جانا شرح مؤطائے امام مالک العلامہ الزرقانی میں بعد ذکر حدیث مذکور امیر المومنین علی ہے:۔

ظاھر ھذا ان المراد بالصلاۃ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم ماذھب الیہ جماعۃ ان من خصائصہ انہ لم یصل علیہ صلا وانما کان الناس یدخلون فیدعون ویصدقون قال الباجی ولھذا وجھہ وھو انہ افضل

اس سے ظاہر ہے کہ حضورؐ پر صلوٰۃ سے مراد وہی جو علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ آپ پر نماز جنازہ قطعاً نہیں پڑھی گئی بس لوگ آتے اور دعا اور تصدیق کرتے تھے، باجی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ ہر شہید سے افضل ہیں اور شہید نماز جنازہ سے مستغنی ہے، نبی غسل کے معاملہ میں شہید

Marfat.com

من کل شهید والشهید الغنیہ
فضالہ عن الصلاۃ وانما فارق
الشهید فی الغسل لانہ حذر
من غسلہ ازالۃ الدم عنہ
وھو مطلوب بقاؤہٗ بطبیبہ۔ ولانہ
عنوان الشہادۃ فی الاٰخرۃ
ولیس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما یکرہ ازالتہ عنہ فافترقا
انتھی۔ اے ما افاد الامام ابوالولید
ثم نقل علیہ جوابان المقصود من
الصلوٰۃ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم
عود التشریف علی المسلمین مع ان
الکامل یقبل زیادۃ التکمیل ثم
اثر عن القاضی عیاض تصحیح
ان صلاۃ کانت ھی المعروفۃ لا
مجرد الدعاء اقول اما الجواب
فلا یمس ما یخوالیہ ابوالولید فانہٗ
لا یدعی احالتہ الصلاۃ المعروفۃ
علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے اس لئے جدا ہے کہ شہید کا خون زائل
ہو جانے کے خطرہ سے اسے غسل دیا نہیں
جاتا ہے کیونکہ یہ اُس خون سمیت اللہ کے
حضور لیجایا جائے گا اور یہ اس کی شہادت
کی نشانی ہے، اور حضورؐ کے جسم اقدس
پر کوئی ایسی چیز نہیں جس کا ازالہ مکروہ ہو
لہٰذا دونوں میں فرق ہوا۔ یہانتک
ابوالولید کا قول ختم ہوا، پھر اُن سے دو
جواب نقل کئے کہ حضورؐ پر صلوٰۃ کا مقصد
مسلمانوں کو شرافت اور عزت کا عطا کرنا
ہے، پھر کامل زیادتی کمال حاصل کرلیتا ہے
پھر قاضی عیاض سے بافادۂ تصحیح منقول ہے
کہ نماز معروف تھی محض دعا نہ تھی،
میں کہتا ہوں، اس جواب کو ابوالولید
کے اشارہ سے کچھ تعلق نہیں، کیونکہ
وہ دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ
علیہ وسلم پر معروف نماز محال ہے اور
اس کی کوئی وجہ نہیں، اُس کا
جواز ثابت کیا جائے اور اس کی توجیہ ذکر

Marfat.com

وانها لا وجه لها حتی یثبت جوازها
ویذکر توجیها وانما یقول ان لترکها
وجها ان نفع وهو کذالك ولا ینافیه
ان یفعلها ایضا اووجوها ان حصل
علما ان ماذکر المجیب متمش فی الشهید
القیا والکلام علی مذهب من یقول
لا یصلی علیه اما قبول الزیادة فبدیهی
واما انتفاع المسلمین فکذالك
وقد روی الامام الترمذی محمد
بن علی عن انس رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلے الله علیه وسلم
اوّل تحفة المومنین ان یغفر لمن
صلے علیه ورواه عبد بن حمید
عن ابن عباس رضی الله عنهما
عن النبی صلی الله علیه وسلم بلفظ
اوّل ما یتحف به المومن اذا دخل قبرهٗ
ان یغفر لمن صلی علیه ورواه عبد
بن حمید والبزار والبیهقی فی شعب
الایمان عنه رضی الله عنه عن النبی

کیجائے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ نماز کے ترک
کی دو وجہیں ہیں، اسکو دفع کیا گیا ہے اور
وہ ایسا ہی ہے۔ اور اس کے منافی نہیں
کہ وہ اُسے کرے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں
کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی ان
کے مذہب پر کلام یہ کہ زیادتی کا قبول کرنا
تو بدیہی ہے اور مسلمانوں کا نفع بھی
بدیہی ہے، امام ترمذی محمد بن علی نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومنین
کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جس پر نماز
پڑھی جائے گی اس کی مغفرت کر دیجائیگی،
اسے دار قطنی نے افراد میں ابن عباس رضؓ سے
روایت کیا، مرفوعاً، لفظ یہ ہیں، جب
مومن قبر میں داخل ہوگا کہ جس نے اس پر نماز
پڑھی ہے اس کی مغفرت قبر میں داخل ہوگا
کہ عبد بن حمید، اور بزاز اور بیہقی نے
شعب الایمان میں اس نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، لفظ یہ ہیں۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ ان اوّل
ما یجازی بہ المومنین بعد موتہ
ان یغفر لجمیع من تبع جنازتہ و
رواہ ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت
والخطیب عن جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بلفظ ان اول تحفۃ المؤمن
ان یغفر لمن خرج فی جنازۃ وروی
الدیلمی فی مسند الفردوس عنہ عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذامات
الرجل من اھل الجنۃ یستحی الیہ
عزوجل ان یعذب من حملہ ومن
تبعہ ومن صلے علیہ وروی ابوبکر
بن ابی شیبۃ وابو شیخ ابن حبان فی
کتاب الثواب عن سلمان فارسی رضی
اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
ان اوّل ما یبشر بہ المومنین ان
یقال البشر ولی اللہ برضاہ والجنۃ
قدمت خیر مقدم قد غفر اللہ

کہ مومن کو مرنے کے بعد سب سے پہلے جو
بدلہ دیا جائے گا وہ یہ ہے کہ جتنے لوگ اُسکے
جنازے کے پیچھے چلے ہوں گے سب کی مغفرت
کر دیجائے گی اسے ابن ابی الدنیا نے موت
کے ذکر میں بیان کیا اور خطیب نے جابر بن
عبد اللہ کی روایت سے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اس لفظ سے روایت کی کہ
مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جو
اس کے جنازہ میں نکلے گا اس کی
مغفرت کر دی جائے گی۔ اور اس کو
روایت کیا دیلمی نے مسند فردوس میں
اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ
جب کوئی جنتی انتقال کرتا ہے تو اللہ حیا
فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو عذاب دے جنہوں
نے اس کو اٹھایا، پیچھے چلے، اور جنھوں نے
اس پر نماز پڑھی، ابوبکر بن ابی شیبہ اور
ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں
سلمان فارسی سے روایت کی (مرفوعاً) کہ مومنین
کو سب سے پہلی بشارت یہ دی جائے گی کہ اے

Marfat.com

لمن شيعك واستجاب لمن استغفر
لك وقبل من شهد لك واما تصحيح
عياض فاقول لامتمسك فيه
المخالف المدعى لاجتهاد وكيف
يجوز له ان يقلد عياضا وهو لا
يقلده عياض اعنى الامام مالك
ولا من هو اكبر منه اعنى الامام
الاعظم رضى الله عنهما ثم يحسنا
فى قبول التصحيح ان نقول نعم
صلى عليه تعالى عليه وسلم صلاة
الجنازة مرة وذلك حيث لم تمت
البيعة على يد الصديق رضى الله
عنه وصحت ولايته اما قبل ذلك
فما كان الناس الا يدعون ويصدقون
ثم اذا صلى الصديق لم يصل عليه
احد بعد كما ستذكر الجزم به
عن الامام شمس الائمه السرخسى
رحمة الله تعالى۔

خدا کے ولی تجھے خدا کی خوشنودی کی بشارت
ہو اور جنت کی "خوش آمدید" جنھوں نے
تیری متابعت کی، اللہ نے ان کی مغفرت
کی اور جنھوں نے تیرے لئے دعائے مغفرت
کی اللہ نے ان کی سُنی، اور جنھوں نے تیرے
لئے گواہی دی ان کی گواہی قبول کی ،
قاضی عیاض کی تصحیح کے بارے میں میں کہتا
ہوں کہ مدعی اجتہاد کیلئے اس میں کوئی دلیل
نہیں ہے، پھر انکے لئے عیاض کی تقلید کیونکر جائز
ہے اور انکی تقلید عیاض نہیں کرتے یعنی امام مالک
کی اور نہ انکی جو انسے بڑے ہیں یعنی امام اعظم رضؓ
پھر ہمیں تصحیح کے قبول کرنے کیلئے صرف اتنا ہی کافی
ہے کہ ہم یہ مان لیں کہ آپ پر ایکمرتبہ نماز جنازہ
پڑھی گئی تھی، اور اسوقت ہو جبکہ ابوبکرؓ کے
ہاتھ پر بیعت ہو چکی تھی اور انکی ولایت صحیح
ہو گئی تھی۔ اور اس سے قبل لوگ صرف دعا
کرتے اور تصدیق کرتے تھے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے نماز پڑھ
لی تو آپکے بعد کسی نے نہ پڑھی جیسے کہ شمس الائمہ
سرخسی کا جزم ہم عنقریب نقل کریں گے۔

Marfat.com

ثالثاً یہ ثبوت دینا ہوگا کہ پہلی نماز ولی احق نے خود پڑھی تھی پھر اعادہ کی قطع نظر اس سے کہ جب نماز اول نہ ولی احق نے آپ پڑھی نہ اس کے اذن سے ہوئی تو اسے ہمارے نزدیک بھی اعادہ اختیار ہے ان مجتہد صاحب کا وہ حلم و اصرار صحیح ٹھہرے خاص اسی صورت کے ثبوت پر موقوف کہ یہاں واقعہ یہی تھا اقول وباللہ التوفیق زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں تمام مسلمین کے ولی احق و اقدم حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ان کی جانوں سے زائد حقدار ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم	میں مومنین کا زیادہ حقدار ہوں ان کے
رواہ احمد والشیخان والنسائی	نفسوں سے۔ اسے احمد، شیخین، نسائی،
وابن ماجہ وعن ابی ھریرۃ رضی	ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اللہ عنہ	سے روایت کیا۔

تو جو نماز قبل اطلاع حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور لوگ پڑھ لیں پھر اگر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم اعادہ فرمائیں تو یہ وہی صورت ہے کہ نماز اول غیر ولی احق نے پڑھی ولی احق اختیار اعادہ رکھتا ہے اسے ان مجتہد صاحب کی صورت سے کچھ علاقہ نہ ہوگا خصوصاً جب کہ پہلے سے ارشاد فرمایا ہو کہ فلاں مریض جب انتقال کرے ہمیں خبر دینا کہ آخر یہ ارشاد اسی لئے تھا کہ خود نماز پڑھنے کا قصد تھا تو اگر اوروں کا پڑھنا ثابت ہو تو صرف نیا اذن ولی نہیں بلکہ خلاف اذنِ ولی ہوگا اگرچہ انکا اطلاع نہ دینا بمقتضائے کمالِ ادب و محبت ہو جیسا کہ مسکنیہ سودا خادمہ

Marfat.com

مسجد ام محص رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں واقع ہوا موطا امام مالک وغیرہ میں
حدیث ابی امامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب وہ بیمار
ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا واذا مانت فاذنونی جب
اسکا انتقال ہو مجھے خبر کر دینا اُن کا جنازہ شب کو تیار ہوا صحابۂ کرام رضی اللہ
عنہم نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو جگانا خلاف ادب جانا (ابن ابی شیبہ
کی روایت موصولہ میں حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہے یہ بھی خوف ہوا کہ
رات اندھیری ہے زمین میں ہر طرح کے کیڑے ہوتے ہیں اس وقت حضور پر نور صلی
اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا مناسب نہیں۔ قال فدفنها یہ خیال کر کے دفن
کر دیا۔ صبح حضور کو خبر ہوئی فرمایا الم امرکم ان تؤذونی بها کیا میں نے
تمہیں حکم نہ دیا تھا کہ مجھے اس کی خبر کر دینا۔ عرض کی یا رسول اللہ کرھنا ان
نخرجك ليلا ونوقظك یا رسول اللہ! ہمارے دلوں کو گوارا نہوا رات میں حضور
کو باہر تشریف لانے کی تکلیف دیں اور حضور کو خواب راحت سے جگائیں (حضور
کا خواب بھی تو وحی ہے کیا معلوم اس وقت حضور خواب میں کیا دیکھتے سنتے ہوں)
صحیح بخاری میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے فحفروا شانها صحیح مسلم
میں اُنہی سے ہے وکانهم صغروا امرها یعنی یہ خیال کیا کہ وہ کیا اس قابل
تھی کہ اس کے جنازہ کیلئے حضور کو جگا کر اندھیری رات میں باہر لیجائیں۔ سنن ابن
ماجہ میں حدیث عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا: فلا تفعلوا ادعونی لجنایزکم ایسا نہ کرو تم مجھے اپنے
جنازوں کیلئے بلایا کرو۔ مسند امام احمد میں حدیث زید بن ثابت انصاری رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے ہے حضورؐ نے فرمایا :۔

فلا تفعلوا الا یموتن فیکم میت ماکنت بین اظھرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ

ایسا کبھی نہ کرنا جب تک میں تم میں تشریف رکھوں جو شخص مرے مجھے ضرور خبر دیجیو کہ میری نماز اس کے حق میں رحمت ہے

صلے اللہ علیہ وسلم اقول وباللہ التوفیق ابن جنان اپنی صحیح اور حاکم مستدرک میں حضرت یزید بن ثابت انصاری برادر اکبر زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں :۔

قال خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما وردنا البقیع اذا ھو بقبر فسال عنہ فقالوا فلانتہ فعرفھا فقال الا اذنتمونی بھا قالوا کنت نائما قال فلا تفعلوا الا ما مات منکم میت ماکنت بین اظھرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ

یعنی ہم ہمرکاب اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے جب بقیع پر پہنچے ایک قبر تازہ نظر آئی حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کی فلاں عورت حضور نے انھیں پہچانا فرمایا۔ مجھے کیوں نہ خبر کی عرض کی حضور دوپہر کو آرام فرماتے تھے اور حضور کا روزہ تھا فرمایا تو ایسا نہ کرو جب تم میں کوئی مسلمان مرے مجھے خبر دیا کرو کہ اُس پر میرا نماز پڑھنا رحمت ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کا غیر ہے وہاں یہ تھا کہ اندھیری رات تھی، ہمیں گوارا نہ ہوا کہ حضورؐ کو جگائیں یہاں یہ ہے کہ دوپہر کا وقت تھا حضورؐ

Marfat.com

آرام میں تھے حضور کو روزہ تھا اور دونوں حدیثوں میں وہی ارشاد اقدس ہے کہ ایسا نہ کرو ہمیں اطلاع دیا کرو اب خواہ یوں ہو کہ ایک واقعہ کے حضار اور تھے اور دوسرے واقعہ کے لوگوں کو اس حکم کی خبر نہ تھی خواہ یوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس امر کو ارشاد محض بنظر رحمت نامہ حضور رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم خیال کیا نہ ایجابی لہٰذا جہاں تکلیف کا خیال ہو ادب و آرام کو مقدم رکھنا بہرحال ایسے وقائع اُن سب وجوہ مذکورہ کے مورد ہیں ایک بار کے فرمان سے کہ خبر دیدیا کرو باقی بار کا بعد اطلاع اقدس ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کما لایخفی لاجرم طبرانی نے حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ان طلحۃ البراء مرض فاتاہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعودہ فقال انی لا اری طلحۃ الا قد حدث فیہ الموت فاذنونی بہ وعجلوا فلم یبلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم بنی سالم بن عوف حتی توفی وکان قال لا بلہ لما دخل اللیل اذا مت فاد فنونی ولا تدعوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانی اخاف علیہ یھودان یصاب بسببی فاجزا النبی صلے اللہ علیہ وسلم حسین الصبح الحدیث

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بن براء رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے تشریف لائے اور یہ فرما گئے کہ اب ان کا وقت آیا ہے معلوم ہوتا ہے مجھے خبر کر دینا اور تجہیز میں جلدی کرنا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم محلہ بن سالک تک نہ پہنچے تھے کہ اُن کا انتقال ہو گیا اور انھوں نے رات آنے پر اپنے گھر والوں کو وصیت کر دی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے دفن کر دینا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بلانا رات کا وقت ہے مجھے یہود سے اندیشہ ہے مبادا حضور کو میرے سبب سے کوئی کلفت پہنچے اُنکے

Marfat.com

گھر والوں نے ایسا ہی کیا صبح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔

وباللہ التوفیق ثم اقول وباللہ استعین احقیت ولایت سے قطع نظر کر کے یہاں ایک لطیف تر تقریر یہ ہے کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہوئی نماز جنازہ شفاعت ہے کما صرحت بہ الاحادیث احمد و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ کی حدیث میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلا لا یشرکون باللہ شیئًا الا شفعہم اللہ فیہ

جس مسلمان کے جنازے پر چالیس مسلمان نماز میں کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ اُس کے حق میں اُن کی شفاعت قبول فرمائے۔

احمد و نسائی و مسلم نے ام المومنین و انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور ترمذی نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من میت تصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلھم یشفعون لہ الا شفعوا فیہ

جس میت پر سو مسلمان نماز جنازہ میں شفیع ہوں ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔

اور مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کوئی شفاعت کرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے کریگا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعطیت شفاعۃ شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی رواہ بخاری و مسلم و الفاظ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث اعطیت خمسا لم یعطھن احد من الانبیاء قبلی۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے پانچ ایسی

Marfat.com

چیزیں دی گئی ہیں جو مجھسے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں۔

حضور شافع محشر صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر۔

روز قیامت تمام انبیار کا امام اور اُن کا خطیب اور اُن کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔

رواہ احمد والترمذی والحاکم باسانید صحیحہ عن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

توجو شفاعت بے اذن والا کوئی کرے وہ فضولی کا تصرف ہے کہ اذن مالک پر موقوف رہیگا۔ مالک اگر جائز کردے جائز ہوجائیگا اور اگر آپ ابتدائے تصرف کرے تو باطل فان البات اذا طرء علی موقوف ابطلہ کما نص علیہ الفقہاء فی غیر ما سالتہ مثلاً عمرو مِلکِ زید بے اذن زید بیع کردے زید خبر پاکر روا رکھے روا ہے اور اگر خود از سرِ نو عقد بیع کرے تو ظاہر ہوگا کہ عقد فضولی پر قناعت نہ کی اب عقد بھی عقد مالک ہوگا نہ عقد فضولی تو صورت مذکورہ میں جس میت پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم خود نماز پڑھیں یہ اعادہ نماز نہ ہوگا بلکہ نماز اول یہی قرار پانی چاہیئے بحمد اللہ تعالیٰ یہی معنی ہیں ہمارے بعض آئمہ کے فرمانے کے کہ نماز جنازہ کا فرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے حضور کے پڑھے ساقط ہی نہ ہوتا تھا یعنی حضور خود پڑھیں یا دوسروں کو اذن دیں کما فعل فی العلل وکان یفعلہ اولا فی من مات مدیونا ولہ یترک وفاء اور اگر بے اطلاع حضور پُر نور لوگ خود پڑھ لیں تو وہ خود پڑھ لیں تو وہ شفاعت بے اذن مالک ہے کافی و مسقط نہیں مرقاہ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے

رایت السیوطی ذکر فی انموذج اللبیب
انہ ذکر بعض الحنیفہ ان فی عہدہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام لایسقط
فرض الجنازۃ الا بصلاتہ فیؤل
الی ان صلاۃ الجنازۃ فی حقہ
فرض عین وفی حق غیرہ فرض
کفایۃ واللہ ولی الھدایۃ اقول
وکیف وقد ثبت باذکرنا من امر
الغال المدیون ولم یقل القائل
ان فرض الجنازۃ کان لایسقط
عنہ الا بصلاتہ صلے اللہ علیہ
وسلم ولو اراد ھذا لکان تقیدہ
بعھدہ صلے اللہ علیہ وسلم عبثا
مستغنی عنہ انما المعنی ماقررنا
ان الفرض لم یکن یسقط عن احد
فی عھدہ مالم یصل اویاذن لکونہ
ھو مالک بشفاعۃ صلے اللہ علیہ وسلم

سیوطی نے اغوذج اللبیب میں بعض احناف
سے نقل کیا کہ حضور کے عہد مبارک آپ کی
شرط کے بغیر نماز جنازہ کا فرض ساقط ہی
نہ ہوتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ
آپ کے حق میں فرضِ عین ہے اور دوسروں
کے حق میں فرض کفایہ ہے۔ اور اللہ ہی
ہدایت دینے والا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ
کیسے ممکن ہے؟ حالانکہ ہم نے مقروض کا جو
حال ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوگیا، اور
قائل نے یہ نہیں، کہ فرض جنازہ اس سے حضور
کی نماز کے بغیر ساقط نہیں ہوتا تھا، اور اگر
یہی ارادہ ہوتا تو حضور کے عہد کے ساتھ مقید
کرنا فضول ہوتا، تو معنی وہی ہیں جو ہمنے بیان
کئے کہ حضور کے عہد میں کسی سے فرض جنازہ
اس وقت تک ساقط نہ ہوتا تھا کسی سے
ایک نماز نہ پڑھتے یا اجازت نہ دیتے کیونکہ
آپ ہی شفاعت کے مالک تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اقول بنظر ارشاد مذکور کہ ہمیں خبر دینا اور اطلاع واقع نہیں ہوئی شرع سے
اس کیلئے ایک اور نظیر مل گئی مسجد محلہ میں اہل محلہ جب جماعت صحیحہ غیر مکروہہ باعلان

Marfat.com

اذان ادا کر چکیں تو دوسروں کو بے تبدیل جگہ وہاں جماعت کی اجازت نہیں اور اگر پہلی جماعت بے اذان یا با خفائے اذان واقع ہوئی تو اُنھیں روا ہے کہ اذان بروجہ مسنون دیگر محراب میں جماعت قائم کریں کہ جب وہ جماعت برخلاف حکم سنت تھی تو اب یہ اعادہ جماعت بلکہ یہی جماعت اولیٰ ہے کما بیّناہ فی رسالتنا القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ بعینہٖ یہی وجہ یہاں ہے ان تقریرات نفیسہ سے بحمد اللہ تعالیٰ حدیث سکینہ اور اس کے نظر اکی بحث کا تصفیہ تمام ہوگیا اور نہ صرف ان مجتہد صاحب کے اختراع بلکہ تمسک شافعیہ کا بھی جواب تمام۔

وبہ ظہر ان لو ثبت ان الذین صلوا من قبل ان کانوا ھم المصلین خلف المصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم لم یکن فیہ ما یعکر بہ علی شئی من مذھبنا ولا حاجتہ بنا الی الجواب الذی اورد العلامۃ القسطلانی فی ارشاد الساری وارتضاہ المولی علی القاری فی المرقاۃ وذکرہ الفاضل الزرقانی فی شرح المؤطا ان صلاۃ غیرہ صلے اللہ علیہ وسلم وبہ انحلت بحمد اللہ تعالیٰ عقدۃ استصعبھا المحقق حیث اطلق

اسی سے معلوم ہوا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ جن لوگوں نے پہلی مرتبہ نماز پڑھی تھی وہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے والے تھے تو اس سے ہمارے مذہب پر کچھ آنچ نہیں آتی ہے، اور نہ ہمیں اس جواب کی کچھ ضرورت ہے جو علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں دیا ہے اور کہ جسے ملا علی قاری نے مرقاۃ میں پسند کیا ہے اور زرقانی نے شرح مؤطا میں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کی نماز، اور اسی سے بحمد اللہ یہ عقدہ حل ہوا جسے محقق نے دشوار سمجھا کہ [illegible]

Marfat.com

فی الفتح واللہ سبحانہٗ ولی التوفیق والفتح والحمد للہ ربّ العالمین۔

مطلق رکھا، اور سبحانہ توفیق دینے والا ہے اور فتح دینے والا ہے والحمد للہ رب العالمین،

تنبیہ اقول ولایت میت یا بذریعہ وراثت مال ہے ولہٰذا جو وراثت میں مقدم ولایت میں اقدم یا بطور نیابت ولی احق و والی مطلق صلے اللہ علیہ وسلم ہے یعنی خلافتِ امام و سلطنت اسلام بمعنی اول حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی ولی نہیں. رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لانورث ما ترکنا صدقۃ۔

ہمارا کوئی وارث نہوگا ہم جو کچھ چھوڑینگے صدقہ ہے۔

رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی الصدیق وابوداؤد وعن ام المومنین ونحوہ عن الزبیر واحمد والشیخین وابوداؤد وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔ فاذا مت فھو الی اولی الامر من بعدی جب میں انتقال کروں تو میرے ترکہ کا اختیار اُسے ہے جو میرے بعد ولی وامر و خلیفہ ہوگا۔

رہی ولایت خلافت وہ ہنوز کسی کو نہ تھی یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئی اگر یہی مانئے کہ جنازہ اقدس پر نماز ہوئی تو وہ غیر ولی احق تھی ہاں یہ ثابت کیا جائے کہ صدیق نے بعد خلافت نماز ادا کی اور پھر اعادہ کی گئی مگر حاشا اس کا ثبوت کہاں الحمد للہ اس تقریر کے بعد فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی سے پایا کہ بعینہٖ اسی جواب کی طرف اشارہ فرمایا

Marfat.com

منحۃ الخالق میں مبسوط سے ہے :-

لا تعاد صلاۃ علی المیت الا ان یکون الولی ھو الذی حضر فان الحق لہ ولیس لغیرہ ولایۃ اسقاط حقہ وھو تاویل فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھٰکذا فعل الصحابۃ رضی اللہ عنھم فان ابابکر رضی اللہ عنہ کان مشغولاً بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ لانہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد بعدہ علیہ اقول بما قررنا ظھر لک سقوط ما دفع ھٰھنا فی المنحۃ فافھم واللہ المنۃ۔

میت کی نماز دھرائی نہ جائے مگر یہ کہ ولی آجائے کیونکہ حق اسیکا ہے اور دوسروں کو اس کے حق کے ساتھ کرنے کا کچھ اختیار نہیں ہوتا یہی تاویل حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کے فعل کی ہے، کیونکہ ابوبکر معاملات کی درستگی اور فتنہ فرو کرنے میں مصروف تھے، لہٰذا لوگ، آپ کی آمد سے قبل نماز پڑھتے تھے اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے حق آپ ہی کو تھا جب آپنے فارغ ہونے کے بعد نماز ادا کرلی تو اس کے بعد کسی نے آپ پر نماز نہ پڑھی، میں کہتا ہوں کہ ہماری تقریر سے منحہ میں جو ذکر ہوا وہ ساقط ہوا۔ فافہم واللہ المنۃ۔

رابعاً ثبوت ہو کہ دوبارہ نماز پڑھنے والے خود وہی لوگ ہیں جو اول پڑھ چکے تھے کہ نئے لوگوں کا پڑھنا اگرچہ ولی حق کے خلافیہ حنفیہ و شافعیہ ہو ان مجتہد صاحب کے مذہب و فتویٰ کا مصحح نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے تو پڑھ چکنے والوں کو

Marfat.com

دوبارہ پڑھوائی۔ خامساً ہر تقدیر پر ضرور ہے کہ جو حدیث ہو صحیح فقہی ہو مجرد صحت حدیثی اثبات حکم کے لیے بس نہیں ہوتی۔ مجتہد صاحب اگر علم رکھتے ہوں گے صحت حدیثی و صحت فقہی کا فرق جانتے ہونگے ورنہ فقیر کا رسالہ الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی ملقب بہ لقب تاریخی اعز النکات بجواب سوالِ ارکات جس کا سوال مقام ارکات سے آیا اور اس کے جواب میں لکھا گیا تھا ملاحظہ فرمائیں نہ مثل حدیث تعدد الصلاۃ علی سید حمزہ رضی اللہ عنہ کہ اولاً حدیث صحیح بخاری شریف کے صریح خلاف جنمیں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری شاہد و مشاہد مشہد اُحد رضی اللہ عنہ سے مروی

اُدفِن بدمائھم ولم یغسلوا ولھم یصل علیھم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن شہدائے کرام کو ویسے ہی خون آلود دفن کرنیکا حکم فرمایا اُنھیں نہ غسل دیا نہ انکی نماز ہوئی۔

ورواہ ایضاً احمد بسند جید والترمذی وصححہ النسائی وابن ماجہ مجتہدین زمانہ کے مسلک بالکل خلاف ہے کہ حدیث صحیح بخاری کے رد کیلئے ادھر اُدھر کی روایت پر عمل حلال جانیں ثانیاً اُس کی خود حالت یہ کہ اس کی کوئی سند مسند مقال سے خالی نہیں اور متن بشدت مضطرب اگر اس کی تفصیل کیجئے ایک رسالہ مستقل ہوتا ہے مجتہد صاحب کو ضرورت ہوئی تو بعونہ تعالیٰ تسکین کافی کیجائے گی وباللہ التوفیق لاجرم ان مجتہدین تازہ کے بزرگوار ابن تیمیہ کے جد امجد ابن تیمیہ نے منتقی میں کہا قد رویت الصلاۃ علیھم باسانید لا تثبت ہاں ایک تو مرسل ابوداؤد نے مراسیل میں بسند ثقات ابو مالک غفاری تابعی

Marfat.com

سے روایت کیا:۔

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلی علی قتلی احد عشرۃ عشرۃ فی کل عشرۃ حمزۃ رضی اللہ عنہ حتی صلے علیہ سبعین صلوٰۃ

رسول اللہ علیہ وسلم نے احد کے مقتولین پر دس دس کر کے نماز پڑھی ہر دس میں حمزہ تھے حتی کہ ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

یہ ایک تو مرسل اور مرسل ان صاحبوں کے نزدیک مہمل اور دوسرے فی نفسہ مشکل شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم ستر تھے جب دس دس پر نماز ہوئی سات نمازیں ہونگی ستر کیونکر ثم اقول وباللہ التوفیق بعد تسلیم صحت حدیث غایت درجہ جو ثابت ہوگا اور اس قدر کہ شہدا پر نعشیں بدل بدل کر نمازیں سوا کیں اور نعش مبارک سید الشہدا رضی اللہ عنہم بدستور رکھی رہی مجرد نہ اٹھایا جانا مستلزم اعادہ صلوٰۃ نہیں کہ یہ امر نیت حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر موقوف اور نیت غیبت ہے اور غیب پر اطلاع نہیں ممکن کہ اُنکی نعش ہر بار کے برکات نازلہ میں شمول کے لئے رکھی گئی ہو ظاہر ہے کہ ایسی جگہ روایت کا منبع صرف صورت ظاہرہ تک ہے نہ معنی باطن تک اور مطلب مستدل کا ثبوت اُسی معنی باطن پر موقوف اور اُس پر دلیل نہیں تو استدلال راسا (بالکل) ساقط ہاں اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی زبان مبارک سے ایسا بیان فرماتے تو احتجاج صحیح تھا واذا لیس فلیس سادسًا ذرا یہ بھی ملحوظ رہے کہ وہ محل متحمل اختصاص نہ ہو خصوصًا جہاں خصوص پر قرینۂ قویہ قائم ہو جیسے حدیث خادمہ مسجد رضی اللہ عنہا وغیرہا جنکی قبر پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر وجہ خود ارشاد فرمائی ان ھٰذہ القبور علی اھلھا ظلمۃ وانی

Marfat.com

انورھا بصلاتی علیھم بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیری سے بھری ہیں اور بے شک میں اپنی نماز سے اُنہیں روشن کر دیتا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم قد نورہ وجمالہ وجودہ ونوالہ علیہ وعلیٰ آلہ اجمعین رواہ مسلم وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ واصل الحدیث متفق علیہ۔

زید بن ثابت ویزید بن ثابت رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے گزرا کہ بے میری اطلاع کے دفن نہ کر دیا کرو۔ کہ میری نماز اُسکے حق میں رحمت ہے اقول خود نظر ایمانی گواہ ہے کہ کروڑوں صلحا واتقیا کسی جنازہ کی نماز پڑھیں مگر وہ بات کہاں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے میں ہے وہ برکات وہ درجات وہ مثوبات دوسرے کی نماز سے حاصل ہو ہی نہیں سکتیں اور حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم بہ نص قطعی قرآن عظیم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم ۵ ہیں کہ ہر مسلمان کی کلفت اُن پر گراں ایک امتی امتی کی بھلائی پر حریص ہر مومن پر نہایت نرم دل مہربان وہ کیونکر گوارا فرمائیں کہ دنیا میں اُن کے تشریف رکھتے ہوئے مسلمان سخت منزل کا سفر کرے اُنکی رحمت اُنکی برکت کا توشہ اُس کے ساتھ نہ اوروں کی نماز اُن کی نماز سے کیا مانع ہو سکتی ہے تو اس فعل کا وجہ خاص ہی سے ہے پیدا ہونا ظاہر ولامع وزید وعمر کا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر قیاس باطل وضائع شرح مؤطائے امام مالک میں ہے

والدلیل علی الخصوصیۃ مازاد مسلم (فذکرہ قال) وھذا لا متحقق فی غیرہ صلے اللہ علیہ وسلم	اور خصوصیت پر دلیل وہ ہے جو مسلم نے ذکر کی ہے کہ اسکا تحقق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر میں نہیں،

Marfat.com

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ ابن مالک سے ہے

صلاۃ صلے اللہ علیہ وسلم کانت تنویر القبر وذالک یوجد فی صلاۃ غیرہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز قبر کو منور کرنے کے لئے تھی اور یہ چیز دوسروں میں متحقق نہیں۔

اقول اس سے زائد محل خصوص خصوص واقعہ سید اہل حصائص ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تو ان معاملات میں بہت باتیں خصوصیات سے واقع ہوئیں نعش مبارک کا مقابر کی طرف نہ لیجانا جہاں روح اقدس نے رفیق اعلیٰ کی طرف عروج فرمایا۔ خاص اُس جگہ دفن ہونا نہلانے میں قمیص مقدس بدن اقدس سے جُدا نہ کیا جانا سب صحابہ کے مشرف ہو لینے کیلئے جنازہ مبارک کا پونے دو دن رکھا رہنا جنازہ اقدس پر کسی کی امامت روا نہونا اُنہیں خصوصیات میں یہ بھی سہی خصوصاً جب کہ حدیث میں وارد ہے کہ یہ صورت حسبِ وصیت اقدس واقع ہوئی کما قدمنا من حدیث عبد اللہ رضی اللہ عنہ جنازۂ مسلمان کا حق مسلمان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنازۃ واجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ایک مسلمان کے حق دوسرے پر پانچ ہیں سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت، جنازہ کے پیچھے جانا، دعوت کا قبول کرنا، اور چھینکنے والے کو جواب دینا، اسے شیخین نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا۔

عام مومنین کا حق ایسا ہونا آسان کے حضار سے بعض نے ادا کر دیا ادا ہو گیا

Marfat.com

مولائے نعت ہر دوجہان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حق عظیم کہ بعد حضرت حق عزوجل اعظم حقوق ہے گر تمام حضار پر لازم عین ہوگیا مستعبد نہیں معہذا اعظم مقاصد مہمہ سے ہر مسلمان حاضر کا بالذات اس شرف اجل واعظم سے مشرف ہوتا ہے ہم اوپر متعدد احادیث بیان کرچکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بندۂ مقبول کو بعد وفات پہلا تحفہ جو بارگاہِ عزت سے ملا ہے یہ ہے جتنے لوگ اُسکے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں، اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرمادیتا ہے نہ کہ نبی کا جنازہ نہ کہ سید الانبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کا اُسکے فضل کی مقدار کون قیاس کرسکتا ہے۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ مسلمانان کیلئے خیر محض ونفع خاص لیکر آئی ہے نہ کہ معاذ اللہ انھیں ایسے فضل عظیم سے محروم کرنا تو حکمت شرعیہ اُسی کی مقتضی تھی کہ یہاں اجازتِ عامہ دیجائے حجرۂ اقدس میں جگہ کتنی اور حضار تیس ہزار کما ورد فی حدیث اب اگر یہ حکم ہوتا کہ اول بار جو پڑھ لیں پڑھ لیں تو ایک تو ہزار ہا صحابہ کی محرومی دوسرے اس پر تنافس شدید (سخت تگ ودو) واقع ہوتا مظنون بلکہ یقینی جب معلوم ہوتا کہ یہاں بھی مثل تمام جنائز ایک ہی بار کی اجازت مل گئی تو ہر ایک یہ چاہتا کہ میں ہی پڑھ لوں لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عظیم وجود عمیم مقتضی ہوا کہ اپنے معاملہ میں خود فوج فوج حاضری کی وصیت فرمادی صلی اللہ علیہ وسلم یہی سر جلیل جنازہ اقدس پر امامت نہونے کی تھی ایک حکمت نفیسہ ہے تاکہ تمام حضار بالذات بلاواسطہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوں امام اجل سہیلی یہاں امامت نہونے کی وجہ فرماتے ہیں:۔

اخبر اللہ انہ وملئکتہ یصلون علیہ صلے اللہ علیہ وسلم وامر کل واحد من المومنین ان یصلے علیہ فوجب علی کل	اللہ عزوجل نے خبر دی کہ وہ اور اسکے سب فرشتے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور ہر مسلمان کو حکم فرمایا کہ ان پر درود بھیجے صلی اللہ

Marfat.com

واحد ایبا شر الصلاۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ من ھذا القبیل

علیہ وسلم پر درود بھیجے پر واجب ہوا کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسے درود بھیجے کہ بلا واسطہ دیگرے اس شخص پر واجب ہوا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ وصحبہ وامتہ اجمعین آمین اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر بعد وصال شریف صلاۃ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی اُسکا بھی بے وساطت احدی ہونا چاہیے حالانکہ فی شرح المؤطا بالجملہ یہ محل اعلیٰ مواطن خصوص سے ہے۔ لاجرم علامہ سیّد ابوالسعود محمد الزہری نے حواشی کنز میں فرمایا تکرار الصلاۃ علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کان مخصوصاً بہ حضور کے جنازہ کی نماز کا تکرار آپکے ساتھ مخصوص تھا۔

سابعاً پھر تنبیہ کیجاتی ہے کہ مجتہد صاحب اپنے مذہب کی فکر کریں، وہ واقعہ جو اُنکے مسلک مذکورہ کا رد ہو مثلاً مہینہ بھر بعد نماز پڑھنا کما علی ام سعدٍ یا مہینوں برسوں پیچھے کما علی اھل البقیع یا آٹھ برس گزرے کما علی اھل اُحد علاوہ اور جوابوں کے خود انکا رد ہوگا نہ انکی سند کہ یہاں ان سے مطالبہ اپنے ادعا ثابت کرنے کا ہے دانی لہ ذالک اللہ الھادی الی اقوم المسالک۔ الحمد للہ ان چند جمل نفیسہ مجملہ مختصرہ نے صرف مجتہدین زمانہ کی آنکھ کان نہ کھولی بلکہ بحمداللہ تعالیٰ بنظر انصاف دیکھئے تو مسئلہ کا فیصلہ بحث کا تصفیہ کاملہ کردیا وللہ الحمد اب بتوفیق اللہ تعالیٰ بعضے نکات وتمسکات کہ اس مسئلہ میں فیض قدیر سے قلب فقیر پر قابض ہوئے ذکر کرکے کلام ختم کروں جو بعونہٖ تعالیٰ اصل مسئلہ اعنے ممانعت تکرار نماز جنازہ میں تائید مذہب خفیف کریں یا مسلک طریدِ مجتہد جدید کا ابطال کلی خواہ ابطال کلیت **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری

Marfat.com

التحقیق اولاً نماز جنازہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میت کی شفاعت ہے، کما قدمنا عن الحدیث اور اللہ عزوجل فرماتا ہے من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ کون ہے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے مگر اس کے اذن سے اور اذن اللہ عزوجل کا قرآن عظیم سے ثابت ہو یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن قولی یا فعلی یا تقریری سے اور صورت مذکورہ کا اذن کہیں ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان لاجرم ان مجتہد صاحب نے بے ثبوت اذن الٰہی بارگاہ عزت میں شفاعت پر جرأت و بے باکی اور اپنے ساتھ اور مسلمان کو بھی اس بلا میں ڈالا من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا سے حصہ لیا دیا وھٰذا دلیل ان استقصٰے ادی الی اثبات المذھب باذنہٖ صریحۃ وبقی قول کل من خالف فعلیک تباسطیت الصریحۃ ثانیاً مسند امام اس کو اس میں سے حصہ ملیگا، اس دلیل کا اگر استقصار کیا جائے تو اس سے مذہب صراحۃً ثابت ہوتا ہے اور مخالفین کا قول باقی موجود رہا۔ ثانیاً مسند امام احمد و سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لا تصلوا صلاۃ فی یوم مرتین کوئی نماز ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔

نیز حدیث میں ہے لا یصلی بعدہٗ صلاۃ مثلھا کسی نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ من قولہ وظاھر کلام الامام محمد انہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الامام ابن الہمام و محمد اعلم بذالک منا اقول یہ حدیثیں بھی نفی تکرار پر صریح دال ہیں حدیث ثانی تو عام مطلق ہے اور اول میں فی یوم کی قید اس نظر سے کہ مثلاً ظہر کی نمازوں

Marfat.com

ی تکرار سے تو آپ ہی مکرر ہوگی کل کی ظہر اور آج کی اور اُن کا سبب وقت ہے جب
وقت دوبارہ آیا دوبارہ آئے مگر ایک ہی سبب یعنے ایک ہی وقت میں مکرر نہ ہوگی
نماز جنازہ کا سبب ہے جب میت مکرر ہو نماز مکرر ہوگی ۔ مگر ایک ہی میت پر
کرر نہیں ہوسکتی ثالثاً ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم نے روایت کی
عن صالح مولی التوامۃ عن عمن ادرك ابا بکر و عمر رضی اللہ عنھما
کانوا اذا تضایق بھم المصلے انصرفوا ولم یصلوا علی الجنازۃ فی المسجد
ی ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت کریمہ تھی کہ جب
نماز جنازہ میں مصلی تنگ کرتا کہ اُس میں گنجائش نہ پاتے واپس جاتے اور نماز جنازہ مسجد میں
نہ پڑھتے اقول نماز جنازہ کے جو فضائل جلیلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ
نہم پر مخفی نہ تھے نہ اُن سے توقع کہ ایسے جلیل کیلئے تشریف بھی لائیں اور پھر باد صف
درت اُسے چھوڑ کر چلے جائیں اگر نماز جنازہ دوبارہ جائز ہوتی تو تنگی مصلی کیا کرج
رتی اور واپس جانے کی کیا وجہ تھی جب پہلے لوگ پڑھ چکتے اسکے بعد دوسری جماعت
رمالیتے رابعاً

عن عبد اللہ بن سلام فاتتہ	عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جب
الصلاۃ علی عمر رضی اللہ عنہ	امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
قال ان سبقت بالصلاۃ فلم	کے جنازۂ مبارک پر نماز نہ ملی فرمایا اگر نماز
اسبق بالدعاء لہ	ہوچکی میرے آنے سے پہلے تو دعا کی تو بندش
	نہیں میں انکے لئے دعا کرونگا ۔

ذکرہ السید الازھری فی فتح اللہ المعین وقد کان ھذا الحدیث

Marfat.com

فی ذکری والاستناد بہ فی خاطری حتے رایت الازھری تمسک بہ فالمنتہ للہ ولم یحضرنی الان من غیرہ اسے ازہری نے فتح اللہ المعین میں ذکر کیا، ویسے یہ حدیث مجھے یاد تھی اور مجھے خیال تھا کہ میں اس سے استناد کروں، پھر میں نے دیکھا کہ خود ازہری نے بھی اس سے استدلال کیا ہے چنانچہ میں نے استدلال کیا، ازہری کے سوا کسی اور سے اس وقت یہ حدیث مجھے یاد نہیں۔ خامساً شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:۔

در بعض احادیث آمدہ کہ روز دیگر ابوبکر و عمر فاروق و دیگر اصحاب کہ بخانہ علی مرتضیٰ بجہت تعزیت آمدند شکایت کردند کہ چرا ما را خبر نہ کردی تا شرف حضور می یافتیم، علی مرتضیٰ گفت فاطمہ رضی اللہ عنہا وصیت کردہ بود کہ چوں از دنیا بروم مرا بشب دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازہ من نیفتد پس بموجب وصیت وے عمل کردم این است روایت مشہور۔

بعض روایت میں ہے کہ دوسرے دن ابوبکر و عمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم علی مرتضیٰ کے مکان پر تعزیت کو آئے تو شکایت کی کہ ہمیں خبر کیوں نہ کی کہ حاضری کا شرف حاصل کرتے علی مرتضیٰ نے کہا فاطمہؓ نے وصیت کی تھی کہ جب دنیا سے رخصت ہوں تو رات میں دفن کرنا کہ کہیں غیر محرم کی نگاہ میرے جنازہ پر نہ پڑے، تو ان کی وصیت کے مطابق میں نے عمل کیا۔ یہ روایت مشہور ہے۔

اقول ان روایات سے بھی روشن کہ صدیق و فاروق و عبیداللہ بن سلام و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم دوبارہ جنازہ کی نماز ناجائز جانتے تھے ورنہ فوت ہونا کیا معنی اور شکایت و افسوس کا کیا محل۔ سادساً ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی تصنیف میں اور امام اجل ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور

Marfat.com

ابن عدی کامل میں بروایت ابن عباس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی
وھذا حدیث الطحاوی بطریق عمر بن ایوب الموصلی عن المغیرہ بن زیاد ابن
عطاء عن عباس رضی اللہ عنہما فی الرجل تفجوٴہ الجنازۃ وھو علیٰ غیر وضوء
قال یتیمم ویصلے علیھا یعنی جس شخص کے پاس ناگاہ جنازہ آجائے اور اُسے وضو نہ ہو وہ
تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے حدثنا عمر بن ایوب الموصلی
عن مغیرۃ بن زیاد عن عطاء عن ابن عباس قال اذا خفت ان تفوتک
الجنازۃ وانت علی غیر وضوء فیتمم وصل جب تجھے نماز جنازہ کے فوت کا اندیشہ
ہو اور وضو نہیں تو تیمم کر کے پڑھ لے۔ ابن عدی کی روایت یوں ہے عن معاذ بن بن
عمران عن مغیرۃ بن زیادۃ عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ
علیہ وسلم قال اذا فجئتک الجنازۃ وانت علی غیر وضوء فتیمم یعنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ناگہاں تیرے سامنے جنازہ آجائے اور
تجھے وضو نہ ہو تو تیمم کرلے قال ابن عدی ھذا امر فوعًا غیر محفوظ وعن الحدیث
موقوف علی ابن عباس ابن عدی نے کہا کہ یہ مرفوعاً غیر محفوظ ہے اور حدیث ابن
عباس پر موقوف ہے۔ دار قطنی و بیہقی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما سے راوی انہ اتی الجنازۃ وھو غیر وضو فتیمم وصلی علیھا اُنکے
پاس ایک جنازہ آیا اُسوقت وضو نہ تھا تیمم کر کے نماز میں شریک ہو گئے۔ اسی کی مثل
ابن ابی شیبہ و امام طحاوی نے باسانید کثیرہ امام حسن بصری و امام ابراہیم نخعی سے اور
ابوبکر نے عکرمہ تلمیذ ابن عباس اور طحاوی نے عطار بن ابی رباح و عامر بن شہاب زہری و
حکم سات آئمہ تابعین سے روایت کی اگر نماز جنازہ کی تکرار روا ہوتی موقوف کے کیا معنی تھے اور

Marfat.com

اس کیلئے تندرست کو پانی موجود ہوتے ہوئے تیمم کیونکر جائز ہوتا حالانکہ رب جل وعلیٰ فرماتا ہے ولم تجدماء اور تم پانی نہ پاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں لایقبل اللہ صلاۃ احدکم اذا احدث حتی یتوضاء اخرجہ الشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اللہ کسی بے وضو کی نماز قبول نہ کریگا جبکہ وہ وضو نہ کرے۔ اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقبل الصلاۃ بغیر طھور ولا صدقۃ عن غلول اخرجہ عنہ مسلم والترمذی وابن ماجہ نماز بلا طہارت اور صدقہ خیانت سے قبول نہیں ہوتا۔ اِسے اسنے مسلم ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ سابعاً نماز جنازہ میں تعجیل شرعاً نہایت درجہ مطلوب صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسرعوا بالجنازۃ جنازہ میں جلدی کرو۔ امام احمد والترمذی وابن ماجہ وحاکم وبن حبان وغیرہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثلاث لا توخرھن الصلاۃ اذا	تین چیزوں میں دیر نہ کرو نماز جب اُسکا
آنت والجنازۃ اذا حضرت والایم	وقت آجائے اور جنازہ جس وقت حاضر
اذا وجدت کفوء	ہو اور زن بے شوہر جب اُس کا کفو ملے۔

سبن ابی داؤد میں حصین بن وحوح انصاری رضؓ سے مروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عجلو فانہ لا ینبغی لجیفۃ مسلم	جلدی کرو کہ مسلمان کے مردے کو روکنا
ان یجلس بین ظھری اھلہ	نہ چاہیئے۔

طبرانی بہ سند حسن عبداللہ بن عمر رضؓ سے راوی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا

Marfat.com

اذامات احدکم فلاتحبسوہ — جب تم میں کوئی مرے تو اُسے نہ روکو اور
واسرعوابہ الی قبرہ — جلد دفن کو لے جاؤ۔

ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر روز جمعہ پیش از جمعہ جنازہ تیار ہو جائے جماعت کثیر کے انتظار میں دیر نہ کریں پہلے ہی دفن کر دیں اس مسئلہ کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے کہ آجکل عوام میں اسکا خلاف رائج ہے جنھیں کچھ سمجھ ہے تو اسے جماعت کثیر کے انتظار میں روکے رکھتے ہیں اور نرے جہال نے اپنے جی سے اور باتیں تراشی ہیں کوئی کہتا ہے میت بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے کوئی کہتا ہے کہ نماز کے بعد دفن کرینگے تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہیگا یہ سب بے اصل اور خلاف مقصد شرع ہیں درمختار میں ہے یسرع فی جنازۃ تنویر الابصار میں ہے وکرہ تاخیر صلاتہ و دفنہ لیصلے علیہ جمیع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ نیز جنازے پر تکثیر جماعت شرعاً بہت محبوب کہ اس میں میت محتاج کی اعانت جسیم اور اُسکے لئے عفو سیات و رفع درجات کی امید عظیم ہے چالیس نمازیوں اور سو نمازیوں کی تین حدیثیں اوپر گذریں اور احمد اور ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ حضرت مالک بن یہیرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مامن مومن یموت فیصلے علیہ امت من المسلمین یبلغون ان یکونوا ثلثۃ صفوف الا غفر لہ جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کی مقدار کو پہنچتا ہو نماز پڑھے اسکی مغفرت ہو جائے ترمذی کی روایت میں ہے من صلی علیہ ثلثۃ صفوف اور جب جس پر تین صفین نماز پڑھیں اسکے لئے جنت واجب ہو گئی۔ ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن میت یصلے علیہ امتہ من الناس الاشفعوا

Marfat.com

فیہ جس مُردے پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے انکی شفاعت اُس کے حق میں قبول ہو۔ راوی حدیث ابوالمسیح نے کہا گروہ چالیس آدمی ہیں طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن رجل یصلی علیہ مائۃ الا غفرلہ۔ جس مسلمان پر سو آدمی نماز پڑھیں اللہ عزوجل اُسکی مغفرت فرمادے لہٰذا شریعت مطہرہ نے صرف فرضیت کفایہ پر اکتفانہ فرمایا بلکہ نماز جنازہ میں نمازیوں کیلئے عظیم واعظم افضال الٰہیہ کے وعدے دئے کہ لوگ اگر نفع میت کے خیال سے جمع نہ ہوں گے اپنے فائدے کیلئے دوڑیں گے۔ اس بارے میں چھ حدیثیں اوپر گزریں صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من شھد الجنازۃ حتّٰی یصلی علیھا	جو نماز ہونے تک جنازہ میں حاضر رہے اُسکے
فلہ قیراط ومن شھدھا حتّٰی تدفن	لئے ایک دانگ ثواب ہے اور دفن تک حاضر
فلہ قیراطان والقیراطان قال مثل	رہے تو دو دانگ جیسے بڑے دو پہاڑ اُن میں
الجبلین العظیمین والمسلم اصغرھما مثل احد	کا چھوٹا کوہ احد کے برابر

اسکی مثل مسلم و ابن ماجہ نے حضرت ثوبان و امام احمدؒ نے بسند صحیح قیراط نماز کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی طبرانیؒ معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اتبع جنازۃ حتّٰی یفتقی دفنھا کتب لہ ثلثۃ قراریط القیراط منھا اعظم من جبل احد جو کسی جنازہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن ہو چکے اُس کے لئے تین قیراط اجر لکھا جائے۔ ہر قیراط کوہ اُحد سے بڑا۔ بزارؒ کے یہاں حدیث موقوف ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے جو کسی جنازے میں اہل جنازہ کے پاس تک جائے اسکے لئے ایک قیراط ہے

Marfat.com

پھر اگر جنازہ کے ساتھ چلے، تو ایک قیراط اور ملے اور نماز پر تیسرا اور دفن تک چوتھا قیراط پائے۔ ابن ماجہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی

من غسل میتا وکفنہ وحنط	جو کسی میت کو نہلائے کفن پہنائے خوشبو
وحملہ وصلے علیہ ولم یفش	لگائے جنازہ اٹھائے نماز پڑھے اور جو ناقص
علیہ ما رای خرج من خطیتہ	بات نظر آئے اُسے چھپائے وہ اپنے گناہوں سے ایسا
مثل ما ولدتہ امہ	پاک ہو جائے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا

اگر نماز جنازہ میں تکرار کی اجازت دیتے ہیں تو لوگ تسویف و کسل کی گھاٹی میں پڑینگے کہیں گے جلدی کیا ہے اگر ایک نماز ہو چکی ہم دوبارہ پڑھ لیں گے کہ اس تقدیر پر اگر لوگوں کا انتظار کیا جائے تو جنازہ کو دیر ہوتی ہے اور جلدی کیجئے تو جماعت ہلکی رہتی ہے اور دونوں باتیں مقصود شرع کے خلاف لاجرم مصلحت شرعیہ اسی کی مقتضی ہوئی کہ تکرار کی اجازت نہ دیں جب لوگ جانیں گے کہ اگر نماز ہو چکی تو پھر نہ ملے گی اور ایسے افضال عظیمہ ہاتھ سے جاتے رہیں گے تو خواہی نخواہی جلد کر کے حاضر آئیں گے اور میت کے فائدہ اور اپنے بھلے کے لئے جلد جمع ہو جائیں گے اور شرع مطہر کے دونوں مقصد باحسن وجوہ رنگ ظہور پائیں گے الحمد للہ کہ ایک ادنیٰ شمہ ہے اُس الٰہی عالم ربانی حاکم کی نظر حقائق نگر کا جو مصداق اعلیٰ عظیم بشارت والا اُس حدیث صحیح کا ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لو کان العلم معلقاً بالثریا	اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو اولاد فارس سے
تناولہ قوم من ابناء فارس	کچھ لوگ اُسے وہاں سے بھی لے آتے۔
رواہ الامام احمد فی المسند	اِسے امام احمد نے مسند میں اور ابو نعیم

Marfat.com

والبونعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ والشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد رضی اللہ عنھما

نے اسے حلیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور شیرازی نے القاب میں قیس بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

اعنے امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جن کی رائے منیر و پر تنویر بے نظیر تمام مصالح سرعیہ کو محیط و جامع اور مومنین کے لئے اُن کی حیات و موت میں خیر محض و نافع فجزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین کل فرد وقاۃ وتابعیہ بحسن الاعتقاد کل صبر وحسر آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین وصلے اللہ تعالے علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ واصحابہ ومجتہدے ملتہ اجمعین۔ آمین۔

الحمد للہ کہ یہ مجمل و مختصر عجالہ سلخ رجب کو غرۂ سمای تمام ہوا۔ اور بلحاظ تاریخ النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنایزہ نام واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم علماء

Marfat.com

الهادی الحاجبُ

عن

جَنازۃ الغَائبُ

تصنیف

★ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مفتی سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

تقدیم

ایک مرتبہ اگر نماز جنازہ پڑھ لی جائے تو دوبارہ نماز پڑھنا کن صورتوں میں درست ہے اور کن صورتوں میں نہیں ؟ نیز یہ کہ اگر میت موجود نہ ہو تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ ان دونوں مسائل کا مدلل جواب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالہ " الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب " (یعنی ہدایت دینے والا اور غائب پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکنے والا) میں دیا ہے، جب ہم اس رسالہ میں چھیاسی کتب کی دو سو تیس عبارات پڑھتے ہیں تو ہمیں اعلیٰحضرت کی فقہی بصیرت کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے اور جب ہم اعلیٰحضرت کی ان محدثانہ ابحاث کو پڑھتے ہیں جو آپ نے اس موضوع پر کی ہیں تو ہمیں آپ کے تبحر فی علم الحدیث کا اندازہ ہوتا ہے، اس رسالہ میں بعض مقامات پر جو جرح و تعدیل فرمائی ہے، وہ مزید آپکے علم و فضل کا ثبوت ہے، اعلیٰحضرت کا یہ رسالہ اس حیثیت سے اور بھی اہم ہے کہ آپ علماء متقدمین کے تمیں رجال کو نقل فرما کر " اقول " سے محاکمہ فرماتے ہیں اور یہ محاکمہ دریائے علم میں آپکی غواصی اور شناوری کا منہ بولتا ثبوت ہے، ان تمام خصوصیات کے علاوہ میرے نزدیک سب سے توجہ کی مستحق بات یہ ہے کہ علمائے مذہب کو چھوڑ کر بڑے سے بڑے محقق و مدقق سے مرعوب نظر نہیں آتے بلکہ جسکے کلام کو بھی قابل تنقید پاتے ہیں اس پر بے لاگ تبصرہ اور صحتمند تنقید کرتے چلے جاتے ہیں، اس طرح اعلیٰحضرت ہمیں روشن دماغی اور علمی میدانوں میں جولانی کی تعلیم دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ علم دماغوں میں کورانہ تقلید کی گرہیں لگانے کیلئے نہیں بلکہ

Marfat.com

لگی ہوئی گرہوں کو کھولنے کے لئے ہے۔ میں اس سے آپ کے ناقدانہ کلام کی ایک جھلک پیش کرتا ہوں :۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، کسی صاحب نے ان کی کتاب "مدارج النبوۃ" کی ایک روایت سے ثابت کیا کہ "نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے اور اس میں شیخ محقق کے استاذ حدیث قاضی علی بن جار اللہ کا فتوی بھی نقل کیا، اس پر آپنے تنقید کرتے ہوئے فرمایا " پھر جسے ادنیٰ لیاقت اجتہاد بھی نہیں جمیع ائمہ مذہب کے خلاف اس کی بات کیا قابل التفات ؟ صـــ دعائے میت کہ میکنند فلا باس یہ اجماع ائمہ مذہب کے خلاف ایسی بے معنیٰ استناد کیسی سخت جہالت شدیدہ ہے، شک نہیں کہ قاضی ممدوح گیارھویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم سے لغزش بھی ہوتی ہے پھر اس لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا"

آپ نے دیکھا کیسی کھری تنقید ہے، اور یہ بے دلیل نہیں آپ نے اس تنقید پر کئی مثالیں پیش فرمائی ہیں اور اس کو بھی مدلل کیا ہے، ہمارے زمانہ میں افراد و شخصیات کے ناموں کی پرستش علمی تحقیق و توسیع میں بڑی رکاوٹ ہے، اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی رکاوٹوں اور بے جا پابندیوں کے سخت مخالف ہیں۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مسئلہ از معسکر بنگلور جامع مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب مدراسی

۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمکم اللہ تعالیٰ کہ حنفی[1] مذہب میں نماز جنازہ مع اولیائے میت پڑھ لی ہو پھر دوبارہ پڑھنا اور[2] نماز جنازہ غائب پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور[3] اگر امام شافعی مذہب ہو تو اس کے اقتدار سے ہم حنفیوں کو یہ دونوں امر جائز ہو جائیں گے یا نہیں یہ حیلہ ہمارے مذہب میں کچھ اصل رکھتا ہے یا نہیں ہمارے بلاد دکن اضلاع بنگلور و مدراس میں ان مسئلوں کی اشد ضرورت ہے امید کہ عبارات عام فہم ہوں کہ بکار آمد ہوں۔

(السائل عبدالرحیم مدراسی)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی لا یشفع عندہ الا باذنہ والصلاۃ.

والسلام علی من امر بالوقوف عند حدود دینہ

وعلیٰ آلہ وصحبہ قدر کمالہ

وحسنہ آمین

Marfat.com

جواب سوال اوّل

مذہب مہذّب حنفی میں جب کہ ولی[1] نماز جنازہ پڑھ چکا یا اس کے اذن سے ایک بار نماز ہو چکی (اگرچہ یونہی کہ دوسرے نے شروع کی ولی شریک ہو گیا) تو اب دوسروں کو نماز مطلقاً جائز نہیں نہ اُن کو جو پڑھ چکے نہ ان کو جو باقی رہے ائمہ حنفیہ کا اس پر اجماع ہے جو اس کا خلاف کرے مذہب حنفی کا مخالف ہے تمام کتب مذہب متون و شرح و فتاوٰی اس کی تصریحات سے گونج رہی ہیں اس مسئلہ کی پوری تحقیق و تنقیح فقیر کے رسالہ "النھی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز" میں بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ اتم ہو چکی ہے یہاں صرف نصوص عبارات ائمہ و علمار حنفیہ خصھم اللہ تعالیٰ بالطافہ الخفیہ ذکر کریں اور از انجا کہ یہ جنازہ فائدہ جدیدہ سے خالی نہ ہو ان میں حدت و زیادت کا لحاظ رکھیں و باللہ التوفیق۔ یہاں کلام بنظر انتظام مرام چند انواع پر خواہان الفسام۔ **نوع اوّل** نماز جنازہ دوبارہ روا نہیں (۱) درمختار میں ہے تکرارھا غیر مشروع نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں (۲) غنیہ شرح منیہ میں ہے

تکرار الصلوٰۃ علی میت واحد غیر مشروع — ایک میت پر دوبارہ نماز ناجائز ہے۔

(۳) امام اجل مفتی الجن والانس سیدی نجم الدین عمر نسفی استاذ امام اجل صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ منظومہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:۔

[1] ولی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جو نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہو اسکی تفصیل آگے آئیگی

Marfat.com

باب فتاوی الشافعی وحدہ ومابہ قال وقلنا ضدہ

وجائز فی فعلھا التکرار وفی القبور یدخل الاوتار

یعنی نماز جنازہ کی تکرار جائز ہونا صرف امام شافعی کا قول ہے۔ ہمارے نزدیک جائز نہیں (۴) ایضاح امام ابوالفضل کرمانی (۵) فتاوی عالمگیریہ (۶) جامع الرموز میں ہے لا یصلی علی میت الا مرۃ واحدۃ کسی میت پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے (۷) علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں

سقوط فرضھا بواحد فلو اعادوا تکرارت ولم تشرع مکررۃ

نماز جنازہ کا فرض ایک کے پڑھنے سے ساقط ہوجاتا ہے اب اگر پڑھیں تو مکرر ہوجائیگی اور وہ مکرر مشروع نہیں۔

بحرالرائق و شامل بیہقی وغیرہما کی عبارات نوع سوم میں آتی ہیں اور حلیہ کی چہارم اور عنایہ کی دہم میں (۸) مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی (۹) نہایہ شرح ہدایہ (۱۰) منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں ہے

لا تعاد الصلوٰۃ علی المیت الا ان یکون الولی ھو الذی حضر فان الحق لہ ولیس لغیر ولایۃ اسقاط حقہ

کسی میت پر دو دفعہ نماز نہ ہو ہاں اگر ولی آئے تو حق اس کا ہے اور دوسرا اس کا حق ساقط نہیں کرسکتا۔

نوع دوم دوبارہ پڑھیں تو نفل ہوگی اور یہ نماز بطور نفل جائز نہیں (۱۱) ہدایہ (۱۲) کافی شرح وافی للامام الاجل ابی البرکات النسفی (۱۳) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للامام الزیلعی (۱۴) جوہرہ نیرہ شرح مختصر القدوری (۱۵) درر شرح غرر (۱۶) بحرالرائق شرح الکنز للعلامۃ زین (۱۷) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر (۱۸)

Marfat.com

مستخاص الحقائق شرح کنز (۱۹) کبیری علی المنیہ میں ہے

الفرض یتادے بالاول والتنفل بھا غیر مشروع (زادفی التبیین) ولھذا لا یصلی علیہ من صلی علیہ مرۃ۔	فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو جاتا ہے اور یہ نماز نفل طور پر جائز نہیں اس لئے جو ایک بار پڑھ چکا دوبارہ نہ پڑھے۔

کافی کے الفاظ یہ ہیں۔

حق المیت یتادی بالفریق الاوّل وسقط الفرض بالصلوٰۃ الاولیٰ فلو فعلہ الفریق الثانی لکان نفلا وذا غیر مشروع کمن صلی علیہ مرۃ	میت کا حق پہلے فریق نے ادا کر دیا اور فرض کفایہ نماز اول سے ساقط ہو گیا اب اور لوگ پڑھیں تو نماز نفل ہو گی اور یہ جائز نہیں جیسے ایک بار پڑھ چکنے والے کو دوبارہ کی اجازت نہیں

(۲۰) شرح تجرید امام کرمانی (۲۱) فتاویٰ ہندیہ (۲۲) مراقی الفلاح علامہ شرنبلانی میں ہے

التنفل بصلوٰۃ الجنازۃ غیر مشروع	نماز جنازہ بطور نفل جائز نہیں۔

(۲۳) امام محمد محمد بن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں المذھب عند اصحابنا ان التنفل بھا غیر مشروع ہمارے اماموں کا مذہب یہ کہ نماز جنازہ نفلاً روا نہیں

(۲۴) بحر العلوم ملک العلماء رسائل الارکان میں فرماتے ہیں

لو صلوا لزم التنفل بھا غیر الجنازۃ وذا غیر جائز۔	پھر پڑھیں تو نماز جنازہ بطور نفل پڑھنی لازم آئے گی اور یہ ناجائز ہے۔

ردالمحتار کی عبارت نوع ششم میں آئے گی۔ نوع سوم یہاں تک کہ اگر سب مقتدی بے طہارت یا سب کے کپڑے نجس تھے یا نجس جگہ کھڑے تھے یا عورت امام اور

Marfat.com

مرد مقتدی تھے۔ غرض کسی وجہ سے جماعت بھر کی نماز باطل اور فقط امام کی صحیح ہوئی اب اعادہ نہیں کر سکتے کہ اکیلے امام سے فرض ساقط ہو گیا ہاں اگر قوم میں کوئی وجہ بطلان نہ تھی تو پھر پڑھی جائے گی کہ جب امام کی صحیح نہ ہوئی (۲۵)"

نہ ہوئی (۲۵) خلاصہ (۲۶) بزازیہ (۲۷) محیط (۲۸) بدائع امام ملک العلما ابوبکر مسعود کاشانی (۲۹) شامل للامام البیہقی (۳۰) تجرید للامام ابی الفضل (۳۱) مفتاح (۳۲) جواہر اخلاطی (۳۳) قنیہ (۳۴) مجتبیٰ (۳۵) شرح التنویر للعلائی (۳۶) اسمٰعیل مفتی دمشق تلمیذ صاحب درمختار (۳۷) ردالمحتار (۳۸) ہندیہ (۳۹) بحر (۴۰) حلیہ (۴۱) رحمانیہ میں ہے

بعضهم يزيد على بعض والنظم للدرر بلاطهارة والقوم بها اعيدت وبعكسه لا كما لو امت امراة ولو امته لسقوط فرضها بواحد

امام طہارت سے نہ تھا اور مقتدی طہارت پر تو نماز پھیری جائے اور عکس میں نہیں جیسے جبکہ عورت امام ہو اگرچہ کنیز ہو کہ فرض ایک کے پڑھ لینے سے ساقط ہو گیا۔

محیط بحر الرائق کے لفظ یہ ہیں

لو كان الامام على طهارة والقوم غيرها تعادلان صلاة الامام صحت فلو اعادوا تتكرر الصلوٰة وانه لا يجوز۔

امام طہارت پر ہو اور مقتدی بے طہارت تو نماز پھیری نہ جائے کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی اب اگر پھیری تو نماز جنازہ دوبارہ ہو گی اور یہ ناجائز ہے۔

شامل بیہقی کے الفاظ یہ ہیں

وان كان القوم غير طاهر لا تعاد۔

اگر مقتدی بے طہارت ہوں نماز نہ پھیریں

Marfat.com

لان الاعادة لا تجوز نا۔ کہ یہ نماز دوبارہ جائز نہیں۔

نوع چہارم جب ولی خود یا اس کے اذن سے دوسرا نماز پڑھادے یا ولی خود ہی تنہا پڑھ لے تو اب کسی کو نماز جنازہ کی اجازت نہیں (۴۲) کنز الدقائق (۴۳) وافی للامام اجل ابی البرکات النسفی (۴۴) وقایہ (۴۵) نقایہ للامام صدر الشریعۃ (۴۶) غرر، للعلامۃ مولی خسرو (۴۷) تنویر الابصار وجامع البحار، شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الغزی (۴۸) ملتقی الابحر (۴۹) اصلاح، للعلامۃ ابن کمال پاشا (۵۰) فتح القدیر للامام المحقق علی الاطلاق (۵۱) منیہ ابن امیر الحاج (۵۲) شرح نور الایضاح للمصنف میں ہے واللفظ للعلامۃ ابراھیم الحلبی

لا یصلی غیر الولی بعد صلاۃ ولی کے بعد کوئی شخص نماز جنازہ نہ پڑھے

امام ابن الہمام کے الفاظ یہ ہیں

ان صلی الولی وان کان وحدہ لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ولی اگرچہ تنہا نماز پڑھ لے اس کے بعد کسی کو پڑھنا جائز نہیں۔

یوں ہی مراقی الفلاح میں فرمایا

لا یصلے احد علیھم بعدہ وان صلے وحدہ ولی۔ ولی اکیلا ہی پڑھ چکا جب بھی اس کے بعد کوئی نہ پڑھے۔

حلیہ کی عبارت یہ ہے

قال علماؤنا اذا صلے علی المیت من لہ ولایۃ ذالک لا تشرع الصلوٰۃ علیہ الثانیۃ بغیرہ ہمارے علماء نے فرمایا جب میت پر صاحب حق نماز پڑھ لے پھر کسی کو اس پر نماز مشروع نہیں

(۵۳) مختصر قدوری (۵۴) ہدایہ للامام الاجل ابی الحسن علی بن عبدالجلیل الفرغانی

Marfat.com

(۵۵) نافع متن مستصفےٰ للامام ناصر الدین ابی القاسم المدعو السمرقندی (۵۶) ش
الکنز للعلامۃ ابن نجیم (۵۷) شرح الملتقی للعلامۃ شیخی زادہ (۵۸) شرح النق
للقہستانی (۵۹) ابراہیم الحلبی علی المنیہ (۶۰) شرح مسکین للکنز (۶۱) برجندی شرح نقا

ان صلی علیہ الولی لم یجز لان ان یصلی بعدہ۔

اگر جنازے پر ولی نماز پڑھ لے تو اب کسی کو پڑھنی جائز نہیں۔

غنیہ کے الفاظ یہ ہیں عدم جواز صلاۃ غیر الولی بعدہ مذھبنا ولی کے بعد سب کو نماز ناجائز ہونا ہمارا مذہب ہے (۶۲) مستصفے للامام النسفی (۶۳) شلا علی الکنز میں ہے

لو لم یحضر السلطان وصلے الولی لیس لاحد الاعادۃ

اگر سلطان حاضر نہ ہو اور ولی پڑھ لے اب کوئی اعادہ نہیں کر سکتا۔

نوع پنجم کچھ ولی کی خصوصیت نہیں حاکم اسلام یا امام مسجد جامع یا امام مسج محلہ میّت کے بعد بھی پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ یہ بھی صاحب حق ہیں (۶۴) امام فخر الدین عثمان نے شرح کنز میں بعد مسئلۂ ولی فرمایا

وکذا بعد امام الحی وبعد کل من یتقدم علی الولی

یونہی اگر مسجد محلہ میّت کا امام یا سلطان حکا اسلام وغیرہ نماز جنازہ پڑھ لیں تو پھر اوروں کو نماز کی اجازت نہیں۔

(۶۵) فاتح شرح قدوری (۶۶) ذخیرۃ العقبیٰ علی صدر الشریعۃ (۶۷) حواشی سید حموی میں ہے۔

تخصیص الولی لیس بقید لانہ لو صلی

کچھ ولی کی خصوصیت نہیں بلکہ سلطان وغیر

Marfat.com

سلطان اوغیرہ ممن ھواولیٰ من ولی لیس لاحد ان یصلی بعدہ

جو ولی سے اولیٰ ہیں ان کے بعد بھی کسی کو پڑھنا جائز نہیں۔

(٦٨) فتح القدیر (٦٩) فتح المعین میں ہے۔

اذا منعت الاعادۃ بصلاۃ الولی بصلاۃ من ھو مقدم علی الولی ولی

جب ولی کے بعد دوسرے کو اجازت نہیں تو سلطان وغیرہ کہ اس سے بھی مقدم ہیں انکے بعد اجازت نہ ہونا بدرجہا اولیٰ۔

(٧٠) قہستانی علی مختصر الوقایہ میں ہے لایجوز ان یصلی غیر الاحق بعد صلاۃ الولی والاحق ولی وغیرہ جو اس نماز میں صاحب حق ہیں ان میں کسی کے پڑھنے کے بعد غیر کو پڑھنا جائز نہیں حلیہ کی عبارت نوع چہارم میں گزری نوع ششم ولی وغیرہ ذی حق جس صورت میں اپنے لئے اعادہ کر سکتے ہیں۔ اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ان کی نماز میں شریک نہیں ہو سکتا (٧١) نور الایضاح (٧٢) درمختار (٧٣) بحر الرائق (٧٤) قنیہ (٧٥) شرح مختصر الوقایہ للعلامۃ عبد العلی (٧٦) شرح الملتقی للعلامۃ عبد الرحمٰن الرومی (٧٧) غنیہ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی (٧٨) شرح منظومہ ابن وہبان للعلامۃ ابن الشحنہ (٧٩) خادمی علی الدرر میں ہے واللفظ لہ

لیس لمن یصلی اولا ان یعید مع الولی

جو ایکبار پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ اعادہ نہیں کر سکتا

(٨٠) فتح القدیر میں ہے ولذا قلنا یشرع لمن صلی مرۃ التکریر اسی لئے ہمارا مذہب ہے کہ جو ایکبار پڑھ چکا اسے پھر پڑھنا جائز نہیں (٨١) شامی علی الدرر میں ہے لان اعادتہ تکون نفلا من کل وجہ بخلاف الولی لانہ صاحب الحق۔ اس لئے کہ اس کا

Marfat.com

اعادہ ہر طرح نفل ہی ہوگا اور یہ جائز نہیں بخلاف ولی کہ صاحب حق ہے۔ نوع ھف
جب ولی نے دوسرے کو اذن دیدیا اگرچہ آپ شریک نماز نہ ہوا یا کوئی اجنبی
بے اذن ولی خود ہی پڑھ گیا مگر ولی شریک نماز ہوگیا تو ان صورتوں میں ولی
بھی اعادہ نہیں کرسکتا (۸۲) جوہرہ میں ہے ان اذن الولی لغیرہ فصلی
لا یجوز لہ الاعادۃ اگر ولی کے اذن سے دوسرے نے پڑھ لی تو اب ولی
بھی اعادہ جائز نہیں (۸۳) بحر میں ہے اذن لغیرہ بالصلاۃ الاحق لہ
فی الاعادۃ ولی جب دوسرے کو نماز کا اذن دیدے اب اسے اعادہ کا حق
نہیں (۸۴) فتاوٰی امام قاضی خان (۸۵) فتاوٰی ظہیریہ (۸۶) فتاوٰی
ولوالجیہ (۸۷) واقعات (۸۸) تجنیس للامام صاحب ہدایہ (۸۹) فتاوٰ
عتابیہ (۹۰) فتاوٰی خلاصہ (۹۱) عنایہ شرح ہدایہ (۹۲) نہایہ اول شروح ہ
(۹۳) منبع (۹۴) عبدالحلیم الرومی علی الدرر (۲۵) شلبی علی زیلعی الکنز (۶
حلیہ (۹۷) برجندی (۹۸) بحر (۹۹) رحمانیہ (۱۰۰) شرح علائی (۱۰۱) ہندیہ ہ

واللفظ للعنایہ عن الولوالجی وللشلبی عن النہایۃ عن الولوا والظہیریۃ والتجنیس وللبحر عنہم وعن الواقعات رجل صلے علی جنازۃ والولی خلفہ ولم یرض بہ ان تابعہ وصلی معہ لا یعید لانہ صلی مرۃ۔

ایک شخص نے نماز پڑھا
اور ولی راضی نہ تھا لیکن
شریک ہوگیا تو اب اعاد
نہ کرے گا کہ ایک بار
پڑھ چکا۔

Marfat.com

نوع ھشتم یونہی اگر سلطان وغیر ذی حق کہ ولی سے مقدم ہیں پڑھ لیں یا خود نہ پڑھیں ان کے اذن سے کوئی پڑھ دے جب بھی ولی کو اختیار اعادہ نہیں (۲۰ تا ۱۱۹) ۸۴ سے ۱۰۱ تک تمام کتب مذکورہ (۱۲۰) فتح القدیر (۱۲۱) فتح المعین میں ہے

اما من ذکرنا لفظھم انفا فبالفاظ متفقۃ فالباقون بمعانی متقاربۃ وھذا لفظ الخانیہ ان کان المصلی سلطانا او الامام الاعظم او القاضی او والی مصر او امام حیہ لیس للولی ان یعید فی ظاھر الروایۃ زاد الذین سقنا لفظھم لانھم اولی بالصلاۃ منہ

اگر امیر المومنین یا سلطان اسلام یا قاضی یا والی شہر یا امام مسجد محلہ میت نے نماز پڑھ لی تو ہمارے ائمہ سے ظاہر الروایۃ میں ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں کہ یہ لوگ اس نماز کے حق میں ولی سے مقدم ہیں۔

(۱۲۲) غنیہ (۱۲۳) حلیہ (۱۲۴) بحر (۱۲۵) طحطاوی علی مراقی الفلاح سب کے باب تیمم میں ہے

لو صلی من لہ حق التقدم کالسلطان ونحوہ لا یکون لہ حق بالاعادۃ

سلطان وغیرہ جو ولی پر مقدم ہیں انکے پڑھ لینے کے بعد ولی کو حق اعادہ نہیں۔

کفایہ و مستخلص کی عبارت نوع دہم میں آتی ہے امام عتابی نے مثل عبارت مذکورہ خانیہ ذکر کیا اور ان کی گنتی میں جو ولی پر مقدم ہیں امام مسجد جامع کو بھی بڑھایا

Marfat.com

اور درایہ پھر نہر پھر در مختار اور جوامع الفقہ اور پھر فتح پھر شرنبلالیہ میں تصریح فرمائی کہ امام جامع امام محلہ پر مقدم (۱۲۶) درایہ شرح ہدایہ (۱۲۷) شلبیہ علی الکنز میں ہے ولو صلی امام المسجد الجامع لاتعاد مسجد جامع کا امام پڑھ لے تو پھر اعادہ نہیں (۱۲۸) مجمع البحار (۱۲۹) شرح مجمع (۱۳۰) بحر (۱۳۱) ردالمحتار میں ہے امام الحی کا لسلطان فی عدم اعادۃ الولی امام محلہ بھی اس امر میں مثل سلطان ہے کہ اس کے بعد ولی کو اعادہ جائز نہیں۔ تنبیہ امام عتابی نے ولی پر تقدیم امام میں یہ شرط لگائی کہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی ہی اولی ہے یہ شرط شرنبلالیہ میں معراج الدرایہ اور در مختار میں مجتبیٰ و شرح المجمع المصنفہ سے نقل فرمائی حلیہ میں اسے عتابی سے بحوالہ شرح مجمع اور امام بقالی سے بحوالہ مجتبیٰ نقل کر کے فرمایا وھو احسن یہ کلام عمدہ ہے اسی طرح بحرالرائق میں فرمایا (۱۳۲) خانیہ (۱۳۳) وجیز کردری (۱۳۴) عالمگیریہ (۱۳۵) خزانۃ المفتین میں ہے

(واللفظ للوجیز مات فی غیر بلدہ فصلی علیہ غیر اھلہ ثم حملہ اھلہ الی المنزلۃ ان کانت الصلاۃ الاولی باذن الوالی او القاضی لاتعاد

غیر شہر میں مرا لوگوں نے نماز پڑھ لی پھر اس کے اقارب اسے اس کے وطن میں لے آئے اگر پہلی نماز حاکم اسلام یا قاضی کے اذن سے ہوئی تھی تو اب اقارب اعادہ نہ کریں۔

نوع نہم اگر ولی نے نماز پڑھ لی اور سلطان و حکام کہ اس سے اولی ہیں بعد کو آئے اب وہ بھی بالاتفاق اعادہ نہیں کر سکتے ہاں اگر وہ موجود تھے اور ان کے بے اذن ولی

Marfat.com

نے پڑھ لی اور سلطان نہ ہوئے تو ایک جماعت علماء کے نزدیک انھیں اختیار اعادہ ہے۔

وھو محمل ما فی الدرر عن المجتبیٰ وفی النھایۃ والجوھرۃ ثم الھندیۃ والطحطاوی وفی العنایۃ والبرجندی عن النھایۃ وفی الفاتح شرح القدوری وفی ابی سعید علی الدرر عن المجتبیٰ وغیرہ

اور یہی محمل ہے مندرجہ ذیل کتب کی عبارات کا درمیں مجتبیٰ سے نہایہ، جوہرہ، ہندیہ، طحطاوی، عنایہ اور برجندی میں نہایہ سے اور فاتح شرح قدوری اور ابو سعید علی الدرر عن المجتبیٰ وغیرہ سے۔

اور ایک جماعت علماء کے نزدیک اب بھی سلطان وغیرہ کسی کو اختیار اعادہ نہیں معراج الدرایہ میں اسی کی تائید کی ردالمحتار میں اسی کو ترجیح دی اور یہی ظاہر اطلاق اور ظاہر امن حیث الدلیل اقویٰ ہے تو حاصل یہ ٹھہرا کہ سلطان نے پڑھ لی تو ولی نہیں پڑھ سکتا ولی نے پڑھ لی تو سلطان نہیں پڑھ سکتا۔ غرض ہر طرح اعادہ وتکرار کا دروازہ بند فرماتے ہیں (۱۳۶) غایۃ البیان شرح الہدایۃ للعلامۃ الاتقانی میں ہے۔

ھٰذا علیٰ سبیل العموم حتی لا تجوز الاعادۃ لا لسلطان ولا لغیرہ

ولی کے بعد کسی کو نماز کی اجازت نہ ہونے کا حکم عام ہے یہانتک کہ پھر سلطان وغیرہ کسی کو اعادہ جائز نہیں۔

(۱۳۷) صغیری میں ہے ان صلی ھو فلیس لغیرہ ان یصلی بعدہ من السلطان ومن دونہ ولی پڑھ لے تو پھر کسی کو پڑھنے کا اختیار نہیں سلطان ہو یا اور کوئی

(۱۳۸) سراج وہاج شرح قدوری میں ہے من صلے الولی علیہ لم یجز ان صلی احد بعدہ سلطانا کان اوغیرہ ولی کے بعد کسی کو جائز نہیں سلطان ہو یا اس کا غیر (۱۳۹) و (۱۴۰) ابوسعود میں نافع وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا

اطلق فی الغیر فعم السلطان فمفادہ عدم اعادۃ السلطان بعد صلوٰۃ الولی وبہ جزم فی السراج وغایۃ البیان والنافع

کنز میں امام ماتن نے غیر کو مطلق رکھا جو سلطان کو بھی شامل تو اس کا مفاد یہ ہے کہ ولی کے بعد سلطان بھی اعادہ نہ کرے اور اسی پر حدادی واتقانی ونافع نے جزم فرمایا۔

(۱۴۱) مستصفیٰ للامام النسفی (۱۴۲) شلبی علی الکنز میں ہے

الحق الی الاولیاء حیث قال لیس لاحد بعدہ الاعادۃ بطریق العموم سلطانا او کان غیرہ

اصل حق ولی کا ہے ولہٰذا ماتن یعنی صاحب الفقہ النافع نے عام فرمایا کہ ولی کے بعد کسی کو اعادہ کا اختیار نہیں سلطان ہو یا کوئی

(۱۴۳ و ۱۴۴) ردالمحتار میں معراج الدرایہ وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا

اذا صلی الولی فھل لمن قبلہ کالسلطان حق الاعادۃ فی السراج والمستصفی لا ویدل علیٰ ھٰذا قول الھدایہ ان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ونحوہ فی الکنز وغیرہ فقولہ لم یجز لاحد یشمل السلطان ونقل

کیا ولی کے بعد سلطان وغیرہ جو اس سے مقدم ہیں اعادہ کا حق رکھتے ہیں سراج ومستصفیٰ میں منع فرمایا اور ہدایہ کا قول اس پر دلیل ہے کہ فرمایا ولی کے بعد کسی کو جائز نہیں اور یونہی کنز وغیرہ میں ہے کسی میں سلطان بھی آگیا اور معراج میں منافع سے سلطان کو منع اعادہ نقل کرکے اس کی تاکید فرمائی۔

Marfat.com

فی المعراج عن المنافع[1] فلیس السلطان الاعادۃ ثم ایدروایۃ المنافع اھ ملخصا

(۱۴۵) بحرالرائق میں ہے صلی الولی ثم جاء المقدم علیہ فلیس لہ الاعادۃ ولی پڑھ چکا پھر سلطان وغیرہ دو لوگ آئے جو ولی پر مقدم ہیں انھیں اعادہ کا اختیار نہیں۔

وبھذ احاول البحر التوفیق فحمل مافی النھایۃ والعنایۃ علی ما اذا تقدم الولی بحضرۃ السلطان

بحر نے توفیق کی یہی راہ نکالی ہے چنانچہ انھوں نے نہایہ اور عنایہ کی عبارت کا مقصد یہ لیا کہ جب ولی بادشاہ کے موجود ہوتے ہوئے اسکی

---

[1] منافع، مستصفیٰ کا نام ہے، ایسں کے مصنف امام ابوالبرکات نسفی ہیں، یہ "نافع" کی شرح ہے جو امام ناصرالدین ابوالقاسم مدنی سمرقندی کی تصنیف ہے، مصنفِ مستصفیٰ نے منظومہ نصفیہ کی شرح کے آخر میں کہا کہ جب میں "منافع" کو لکھوا کر فارغ ہوا تو میرے بعض احباب نے مجھسے درخواست کی کہ میں منظومہ کی بھی شرح کروں جو نکات پر مشتمل ہو، چنانچہ میں نے اسکی شرح کی اور اسکا نام مصفیٰ رکھا، اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مستصفی اور منافع دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں جو نافع کی شرح ہے اور مصفیٰ ایک دوسری کتاب ہے جو منظومہ کی شرح ہے، وہ نہ تو مستصفیٰ ہے اور نہ اس کا اختصار ہے اور نہ ہی مستصفیٰ منظومہ کی شرح ہے، علامہ کاتبی سے یہاں کشف الظنون میں بھول واقع ہوگئی ہے مزید حیرت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے اس دعویٰ پر کہ مستصفیٰ منظومہ کی شرح ہے مصفیٰ اس کا اختصار ہے نسفی کے اس کلام سے استدلال کیا ہے، حالانکہ یہ عبارت ببانگِ دہل اس دعوے کی تردید کرتی ہے، پھر انھوں نے دوبارہ مستصفیٰ کا ذکر کیا اور اُسے نافع کی شرح بتا کر اسی کو صحیح قرار دیا اور ایک قیل ذکر کی کہ یہ بعینہ مصفیٰ ہے، لیکن یہ درست نہیں۔ واللہ اعلم۔ منہ

Marfat.com

من دون اذنہ رمافی السراج والمستصفیٰ
علی ما اذا تقدم وھم غیب ثم حضروا
ونازعہ فی النھر بان کلماتھم متفقہ
علی ان لاحق للسلطان فمن
دونہ قبل الولی الاّ عند حضورھم
فالخلاف انما ھو اذا حضروا۔
اقول کیفما کان الامر فالذی
یقول باعادۃ السلطان انما
یقول اذا حضر وتقدم الولی
بلا اذنہ قال فی الحلیۃ فی تصویر
ھٰذا الخلاف صلے الولی والسلطان
او امام الحی او من بینھما حاضر
ولم یتابعہ الخ وکذٰلک قید فی
النافع بقولہ ان حضر فی شرح
المستصفیٰ انما قدم السلطان
بعارض ولھٰذا قال ان حضرا ھ
وفی المجتبیٰ صلی الولی لم یجز ان
یصلی احد بعدہ ھٰذا اذا لم یحضر
السلطان اما اذا حضر وصلے الولی

اجازت بغیر آگے بڑھ گیا ہو، اور سراج و
مستصفیٰ کی عبارت کا مقصد یہ لیا کہ جبکہ بادشاہ
دوسرے لوگوں کی غیر موجودگی میں آگے بڑھ گیا، لیکن
نہر میں اُسنے اختلاف کیا کہ فقہا متفقہ طور پر کہتے
ہیں کہ بادشاہ اور اسکے علاوہ دوسرے لوگوں کو ولی
سے قبل کوئی حق نہیں۔ ہاں اگر اولیاء کی موجودگی
ہو تو ہے، تو اختلاف اولیاء کی موجودگی کے وقت
ہے، میں کہتا ہوں معاملہ جو کچھ بھی ہو بہر حال جو
لوگ بادشاہ کیلئے نماز جنازہ کے اعادہ کا قول
کرتے ہیں وہ اس صورت میں جبکہ ولی اکی اجازت
کے بغیر آگے بڑھ گیا ہو۔ حلیہ میں اس اختلاف کی
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ ولی بادشاہ قبیلہ کا امام
یا جوان دونوں کے درمیان ہو موجود ہو اور انکی
متابعت نہ کرے الخ اور اسی طرح نافع میں یہ قید
لگائی "کہ اگر وہ حاضر ہو" مستصفیٰ کی شرح میں
کہا کہ سلطان کو ایک عارض کیوجہ سے مقدم کیا
اسلئے کہا "اگر وہ موجود ہو" اور مجتبیٰ میں ہے
ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد کسی کو نماز پڑھنا
جائز نہیں یہ جب ہے جبکہ بادشاہ موجود نہ ہو،

Marfat.com

یعید السلطان اھ ومثلہ فی الفاتح وفی الدرر لو صلی الولی بحضرۃ السلطان اھ وفی المعراج والحاوی عن المجتبیٰ للسلطان الاعادۃ اذا صلی الولی بحضرتہ اھ وفی طحطاوی ما علی المراقی صلی ولی واذن السلطان ان یصلی علیہ فلہ ذٰلک جوھرہ یعنی اذا کان حاضرا وقت الصلوٰۃ ولم یصل مع الولی ولم یاذن لاتفاق کلمتھم ان لاحق للسلطان عند عدم حضورہ منہ اھ فظھر سقوط ما وقع لعبد الحلیم علی الدرر من قولہ ان السلطان اذا لم یحضر فصلی من دونہ فحضر السلطان یعیدھا ان شاء اھ فلیتنبہ وباللہ التوفیق۔

لیکن جب بادشاہ موجود ہو اور ولی نماز پڑھ لے تو بادشاہ اعادہ کر لیگا اھ اسی طرح فاتح اور درر میں ہے کہ "اگر ولی نے بادشاہ کی موجودگی میں نماز پڑھی" معراج اور حاوی میں مجتبیٰ سے ہے "کہ اگر بادشاہ کی موجودگی میں ولی نے نماز پڑھی تو بادشاہ اعادہ کر سکتا ہے اور طحطاوی علی مراقی میں ہے کہ ولی نے اگر بادشاہ کی اجازت سے نماز پڑھ لی تو یہ درست ہے، جوہرہ، یعنی جبکہ بادشاہ نماز کیوقت موجود ہو اور ولی کے ساتھ نہ پڑھے، اور اجازت بھی نہ دے، کیونکہ تمام فقہا اس پر متفق ہیں کہ بادشاہ کو جنازہ کے پاس موجود نہ ہونیکی صورت میں کچھ حق نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عبدالحلیم نے درر پر جو کہا ہے، وہ غلط ہے، انکا قول یہ ہے کہ جب سلطان نہ ہو اور دوسرے نماز جنازہ پڑھ لیں پھر وہ آئے تو اگر چاہے تو اعادہ کر سکتا ہے، اس پر غور کرنا چاہیئے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

نوع دھم حدیہ کہ جنازہ ہو اور بے وضو کو وضو کرنے یا جنب یا حیض یا نفاس سے فارغ ہونے والی کو نہانے میں فوت نماز کا اندیشہ ہو تو شرع نے اجازت فرمائی کہ تیمم کر کے

Marfat.com

شریک ہو جائے کہ ہو چکی تو پھر نہ پڑھ سکے گا نماز عید ولہذا سلطان وغیرہ جو ولی سے مقدم ہیں جب وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو اجازت امامت دیدی تو بھی ولی تیمم کر سکیگا کہ اجازت دیگر اختیار اعادہ نہ رہا۔ یوں ہی اگر وضو یا غسل کے تیمم سے ایک جنازہ پڑھا گیا کہ دوسرا آگیا اور وضو یا غسل کی مہلت نہ پائی تو اُسی تیمم سے دوسرا اور تیسرا جہاں تک ہوں پڑھ سکتے ہیں (۱۴۶) کنز (۱۶۷) تنویر (۱۴۸) ملتقے (۱۴۹) نور الایضاح (۱۵۰) محیط میں ہے (صح لخوف فوت الجنازۃ اندیشہ فوت جنازہ کے لئے تیمم جائز ہے (۱۵۱) مختصر قدوری (۱۵۲) ہدایہ (۱۵۳) وقایہ (۱۵۴) نقایہ (۱۵۵) اصلاح (۱۵۶) دانی (۱۵۷) غرر (۱۵۸) منیہ میں ہے واللفظ للاصلاح والوقایۃ

ھو لمحدث وجنب وحائض	مرد یا عورت جسے وضو یا غسل کی حاجت
ونفساء عجز واعن الماء لخوف	ہو اور اس میں نماز کے فوت ہو جانے کا
فوت صلوٰۃ الجنازۃ لغیر الولی ۴	خوف کریں اُن کو تیمم جائز ہے سوا اس کے
ومثلہ فی الغرر غیر انہ قال لغیر	جو اس نماز کا احق ہو۔
الولی	

کہ اُسے خوف فوت نہیں۔ مختصر وقایہ کے لفظ یہ ہیں ما یفوت الا الی خلف کصلوٰۃ الجنازۃ لغیر الولی جواز تیمم کے عذروں سے ہے ایسے واجب کا فوت جس کا بدل نہ ہو سکے جیسے غیر ولی کے لئے نماز جنازہ (۱۵۹) امام حاکم شہید (۱۶۰) فتاوٰی غیاثیہ میں ہے لا یجوز التیمم لمن ینتظرہ الناس فلو لم ینتظروہ

Marfat.com

اجزاہ جس کا انتظار ہوگا یعنی ولی اولیٰ اسے تیمم جائز نہیں اور جس کا انتظار نہوگا یعنی غیر اولیٰ اسے تیمم جائز ہے (۱۶۱) طحطاوی علی الدر میں ہے یعتبر الخوف بغلبۃ الظن خوف فوت میں غالب گمان کا اعتبار ہے (۱۶۲) امام اجل طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں قد رخص فی التیمم فی الامصار خوف فوت الصلاۃ علی الجنازۃ وفی صلاۃ العیدین لاذن ذالك اذا فات لم یقض نمازِ جنازہ یا عید فوت ہوجانے کے خوف سے پانی ہوتے ہوئے تیمم کی اجازت ہے اس لئے کہ ان دونوں نمازوں کی قضا نہیں (۱۶۳) ہدایہ (۱۶۴) مجمع الانہر میں ہے لانہ لا تقضی فیتحقق العجز اس لئے کہ نماز جنازہ کی قضا نہیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا (۱۶۵) حلیہ (۱۶۶) برجندی (۱۶۷) مراقی الفلاح (۱۶۸) فتاوے خیریہ میں ہے انها تفوت بلاخلف (زاد البرجندی) بالنسبۃ الی غیر الولی۔ نماز جنازہ ہوچکے تو غیر ولی کے لئے اس کا بدل نہیں (۱۶۹) کافی میں دونوں لفظ جمع فرمائے کہ صلاۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانہما لا تقضیان فیتحقق العجز نماز جنازہ اور عید فوت ہوجائیں تو ان کا بدل نہیں کہ وہ قضا نہیں کی جاتیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا (۱۷۰) عنایہ میں ہے کل مایفوت لا الی بدل جاز ادائہ بالتیمم مع وجود الماء وصلاۃ الجنازۃ عندنا کذالك لانہا لا تعاد ہر واجب کہ فوت پر بدل نہ رکھتا ہو پانی ہوتے ہوئے اسے تیمم سے ادا کرسکتے ہیں اور نماز جنازہ ہمارے نزدیک ایسی ہی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں ہوسکتی (۱۷۱) تبیین (۱۷۲) ارکان میں ہے صلاۃ الجنازۃ تفوت لا الی خلف فصار الماء معدوما بالنسبۃ الیها نماز جنازہ کا بدل نہیں تو اس کے لئے پانی معدوم ٹھہرا (۱۷۳) ظہیریہ (۱۷۴) علمگیریہ

Marfat.com

(۱۷۵) سراجیہ (۱۷۶) شرح نورالایضاح (۱۷۷) درمختار (۱۷۸) رحمانیہ میں ہے ولفظھم للذکر ولوجنبا اوحائضا اس کے لئے جنب وحائض کو بھی تیمم روا اور یہ مسئلہ وقایہ واصلاح وغرر سے واضح تر گزرا (۱۷۹) بحر (۱۸۰) ہندیہ (۱۸۱) طحطاوی المراقی (۱۸۲) حلیہ (۱۸۳) غنیہ میں ہے واللفظ للبحر یجوز التیمم للولی اذا کان من ھو مقدم علیہ حاضرا اتفاقا لانہ یخاف الفوت سلطان وحکام کہ ولی سے مقدم ہیں وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے کہ اب اُسے بھی خوفِ فوت ہوسکتا ہے (۱۸۴) جوہرہ (۱۸۵) جوہرہ (۱۸۶) علمگیریہ میں ہے واللفظ لھذین یجوز للولی اذا اذن لغیرہ بالصلوٰۃ ولا یجوز لمن امرہ الولی کذا فی الخلاصۃ ولی دوسرے کو اذن نماز دیدے جب بھی اُسے تیمم روا ہے (کہ اب اسے خوف فوت ہوگیا) اور جسے ولی نے اذن دیدیا اب اسے تیمم جائز نہیں جیسا کہ خلاصہ میں تصریح فرمائی (کہ اب اسے خوف نہیں نہیں) (۱۸۷) فتاوٰی کبریٰ (۱۸۸) فتاوٰی قاضی خاں (۱۸۹) خزانۃ المفتین (۱۹۰) جامع المضمرات شرح قدوری (۱۹۱) فتاوٰے ہندیہ (۱۹۲) فتح القدیر (۱۹۳) جواہر اخلاطی (۱۹۴) شرح تنویر میں ہے۔

تیمم فی المصر وصلی علی جنازۃ ثم اتی باخری فان کان بینھما مدۃ یقدر علی الوضوء (قال فی الدر ثم زال تمکنہ) یعید التیمم وان لم یقدر صلی بذلک	پانی ہوتے ہوئے بخوف فوت تیمم سے نماز جنازہ پڑھی اب دوسرا جنازہ آیا اگر بیچ میں اتنی مہلت پائی تھی کہ وضو کرلیتا اور نہ کیا اور اب وضو کرتے تو یہ (دوسرا جنازہ) فوت ہوتا تو اس صورت میں دوبارہ تیمم کرے

Marfat.com

التیمم اھ قال فی الدار بہ یفتیٰ اھ
قال فی المضمرات والجواھر ولبدلہ
علیہ الفتویٰ۔

اور مہلت نہ پائی رکھتی تو اسی پہلے تیمم سے
یہ بھی پڑھ لے اسی پر فتویٰ ہے۔

(۱۹۵) برہان شرح مواہب الرحمن (۱۹۶) شرح نظم الکنز للعلامۃ القدسی (۱۹۷)
حاشیہ علامہ نوح افندی (۱۹۸) حاشیہ علامہ ابن عابدین میں ہے۔

مجرد الکراھۃ لا یقتضی العجز
المقتضی لجواز التیمم لانھا
لیست اقوی من فوات الجمعہ
والوقتیۃ مع عدم جوازہ لھما۔

یعنی صرف کراہت کے سبب تیمم کی اجازت نہیں
کہ جمعہ یا پنجگانہ فوت ہونے کے خوف سے تیمم کی
اجازت نہیں یہ اس سے زیادہ قوی نہ ہوگی بلکہ
اجازت اس لئے ہے کہ جنازہ فوت ہو تو بدل
ناممکن ہے۔

تنبیہ ماذکرنا من عدم جوازہ
اولی نسبوہ لروایۃ الحسن عن
الامام الاعظم وعزاہ فی الجوھرۃ
والھندیہ صححہ فی الھدایہ
والخانیہ والکافی والتبیین
وکذا نقل تصحیحہ فی الجوھرۃ
والھندیۃ والمستخلص والمراقی
وعلیہ مشی فی الخلاصۃ والنھایۃ
والمنیۃ والھندیہ والکافی والدرر

تنبیہ۔ ہمنے جو اسکا عدم جواز ذکر کیا یہ اولیٰ
ہے، اسے فقہاء نے حسن کی روایت کی طرف
منسوب کیا ہے جو انھوں نے امام اعظم سے
کی ہے، اور جوہرہ میں اس کو فوائد کی طرف
منسوب کیا ہے، اور ہدایہ خانیہ کافی تبیین
میں اسکو صحیح کہا، اسی طرح اسکی تصحیح جوہرہ ہندیہ
مستخلص اور مراقی میں کی ہے، اور اسی پر خلاصہ
میں چلے ہیں، اور نہایہ، منیہ، ہندیہ، کافی،
درر، مجتبیٰ اور جامع رموز میں بھی یہی ہے۔

Marfat.com

والمجتبیٰ وجامع الرموز وقال
الصدر الشهید به نأخذ کما
فی الخلاصة وکذا اصنعة الامام
شمس الائمہ الحلوانی کما فی الغیاثیة
عن منتقی الشهید وفی الغنیة عن
الذخیرة اقول فما وقع فی ابن
کمال پاشا من نسبة تصحیح
وفی الشمس الائمہ وتبعه عبد الحلیم
علی الدرر والشامی علی الدر
فکانه سبق نظر قالوا وفی ظاهر
الروایة یجوز للولی ایضاً لان
الانتظار فیها مکروه وجواب
ما نقلنا انفاً عن البرهان فما بعده
وعزاه فی الخلاصة للاصل والفتاویٰ
الصغریٰ وعلیه مشی فی الظهیریة وخزانة
المفتین وصحح فی جواهر الاخلاطی
وعزا تصحیحه فی عبد الحلیم لخواهر
زاده وفی الرحمانیة لحاشیة
شیخ الاسلام عن النصاب

صدر شہید نے کہا اسی کو ہم اختیار کرتے
ہیں جیسا کہ خلاصہ میں ہے، امام شمس الائمہ
حلوانی نے بھی یہی اختیار کیا، جیسا کہ غیاثیہ
میں منتقی الشہید سے ہے، اور غنیہ میں ذخیرہ
سے ہے اور میں کہتا ہوں کہ ابن کمال پاشا
میں جو اس کے خلاف کی تصحیح شمس الائمہ
نے اور ان کی اتباع میں عبد الحلیم نے
در پر اور شامی نے در پر، تو وہ سبقت
نظر کی وجہ سے ہوا ہے، فقہا نے ظاہر روایت
میں کہا کہ ولی کیلئے بھی جائز ہے، کیونکہ اس
میں انتظار مکروہ ہے اور اس کا جواب
ہم نے ابھی برہان سے نقل کیا ہے اور
اسکے بعد والی عبارت میں بھی، خلاصہ میں
اس کو اصل اور فتویٰ صغریٰ کی طرف منسوب
کیا ہے اور اسی پر چلے ہیں۔ ظہیریہ میں اور
خزانۃ المفتین میں اور جواہر اخلاطی میں
اسکی تصحیح کی ہے، عبد الحلیم میں اس کی تصحیح
خواہر زادہ کی طرف منسوب کی ہے اور رحمانیہ
حاشیہ شیخ الاسلام میں نصاب سے اور

Marfat.com

والغانیہ وفتاوی الغرائب والظہیریۃ
اقول لکن الذین رایت فی
الغیاثیہ ماقدمت الی ان قال
الحلوانی الصحیح روایۃ الحسن
وتفتی بھذا فلھا الحتابیہ بجملہ
فتاء قرشت فمرجدۃ اقول وقد
اسمعناک التنقیض علی استثناء
الولی عن المختصر والبدایۃ والوقایۃ
والنقایۃ والاصلاح والوافی
والغرر والھدایہ وقصر الاجازۃ
علی خوف الفوت عنھا وعن الطحاوی
والکنز والتنویر والملتقی ونور الایضاح
وھذا کلھا متون المذھب المعتمد
علیھا الموضوعۃ لنقل المذھب
فلا اقل من ان یکون ایعنا ظاھر
الروایۃ وقد تظافرت علیہ
تصحیحات الجلۃ ولا یذھب
علیک مالہ من قوۃ الدلیل
فعلیہ یجب الاعتماد والتعویل

غیاثیہ سے اور فتاوی غرائب اور ظہیریہ سے۔
میں کہتا ہوں غیاثیہ میں جو کچھ میں نے
دیکھا وہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حلوانی نے
حسن کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی
پر فتوی دیا ہے۔ میں کہتا ہوں ہم دلی
کے استثنار پر اعتراض کو پہلے ہی آپ
کے سامنے پیش کر چکے ہیں، مختصر، ہدایہ،
وقایہ، نقایہ، اصلاح، وافی، غرر
اور ہدایہ سے، اور اجازت کا مقصود ہونا
جنازہ کے فوت ہونے کے خطرہ سے طحطاوی
کنز، تنویر، ملتقی اور نور الایضاح سے،
اور یہ سب کتابیں مذہب کے متون ہیں،
نقل مذہب میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے،
تو کم از کم یہ ظاہر روایات ہوں گے، پھر
ان کی تائید تصحیحات سے ہوتی ہے، اور
ظاہر ہے کہ جس چیز کی دلیل قوی ہو اس
پر اعتماد واجب ہے۔ اور حلیہ میں توفیق
کی طرف اس طرح اشارہ کیا کہ عدم
جواز اولی کے ساتھ اسوقت ہے جبکہ

Marfat.com

وقد اشار فی الحلیۃ الی التوفیق
بان عدم الجواز باولی اذا لم یحضر
من ھو اقدم منہ والجواز اذا
حضر والیہ یومی کلامہ الغنیۃ
والبحر اقول ولقد کان احسن
لولا ان نص الاصل والصغریٰ
سواء کان مقتدیا او اماما ونص
الظھیریۃ والخزانۃ لو کان اماما
ونص الجواھر مقتدیا او اماما
او من لہ حق الصلاۃ علیہ ونص
النصاب یجوز التیمم للامام
ومن لہ حق الصلاۃ فالصواب
ابقاء الخلاف وتحقیق ان الحق ھو
ھذا التفصیل واللہ سبحانہ وتعالیٰ
اعلم۔

اس سے اقدام موجود نہ ہو اور جب
موجود ہو تو جواز ہے اور غنیہ اور بحر کا
کلام بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔
میں کہتا ہوں یہ ایک اچھی توفیق ہوتی
اگر اصل اور صغریٰ میں یہ صراحت نہ ہوتی
کہ " مقتدی اور امام برابر ہیں "
اور ظہیریہ اور خزانہ میں ہے اگرچہ امام
ہو، جواہر میں ہے " مقتدی ہو یا
امام یا وہ جس کو اس پر نماز پڑھانے کا
حق ہو، نصاب میں ہے تیمم جائز ہے
امام کو اور اسے جس کو نماز کا حق ہے، تو
صحیح بات خلاف کا باقی رکھنا ہے اور تحقیق
طور پر حق بات اسی تفصیل میں ہے —
اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نوع یانزدھم (۱۹۹) ہدایہ (۲۰۰) کافی (۲۰۱) تبیین (۲۰۲) فتح القدیر، (۲۰۳) غنیہ (۲۰۴) سراج (۲۰۵) امداد الفتاح (۲۰۶) مستخلص (۲۰۷) طحطاوی علی المراقی واللفظ للفتح

ترک الناس عن اخرھم الصلوٰۃ

تمام جہان کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

على قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلهم من العلماء ولا الصالحین والرا غبة فی التقرب الیہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بانواع الطرق عنہ فهذا دلیل ظاهر علیہ فوجب اعتبارہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی اگر یہ نماز بطور نفل جائز ہوتی تو مزار انور پر نماز سے تمام مسلمان اعراض نہ کرتے جن میں علماء اور صلحا اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں تقرب حاصل کرنیکی رغبت رکھتے ہیں تو یہ نماز جنازہ کی تکرار ناجائز ہونیکی کھلی دلیل ہے جسکا اعتبار لازم

حاشیہ نور الایضاح کے لفظ سراج وغنیہ وامداد سے یوں ہیں۔

والا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیمة لبقائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما دفن طریا بل هو حی یرزق ویتنعم بسائر الملاذ والعبادات وکذا سائر الانبیاء علیهم الصلاة والسلام وقد اجتمعت الامة علی ترکها

اس نماز کی تکرار جائز ہوتی تو مزار اقدس پر قیامت تک نماز پڑھی جاتی کہ حضور ہمیشہ ویسے ہی تر و تازہ ہیں جیسے وقت دفن مبارک تھے بلکہ وہ زندہ روزی دئے جاتے ہیں اور تمام لذتوں اور عبادتوں کے ناز و نعم میں ہیں اور ایسے ہی باقی تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنار حالانکہ تمام امت نے اس نماز کے ترک پر اجماع کیا

النہی الحاجز ہیں چالیس کتابوں کی اکاون عبارتیں تھیں یہ پچاسی کتب متون و مشروح و فتاوٰی کی دو سو سات عبارتیں ہیں۔ غرض صورت مذکورہ استثنار کے سوار نماز جنازہ کی تکرار ناجائز و گناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع قطعی ہے اور اس کا خلاف مخالف مذہب حنفی ہے۔ بعض نام کے حنفی برائے جہالت یا مغالطۂ عوام ان تمام

Marfat.com

روشن وقاہر تصریحات مذہب کو چھوڑ کر یہاں دو کتب تاریخ تصنیف شافعیہ سے سند لیتے ہیں اوّل تبییض الصحیفہ امام جلال الدین سیوطی شافعی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور کثرت اژدہام خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی دوم سراالنبلا شمس الدین ذہبی شافعی میں ہے کہ شیخ تاج الدین ابوالیمن زید بن کندی حنفی نے ۶ر شوال ۶۱۳ھ میں وفات پائی قاضی القضاہ جمال الدین ابن الحرستانی نے نماز پڑھائی پھر شیخ الحنفیہ جمال الدین حصیری نے باب الفرادیس میں پھر شیخ موفق الدین شیخ الحنبلیہ نے پہاڑ میں یعنی جبل قاسیون کوہ دمشق میں اولاً جمیع کتب مذہب کے صریح خلاف میں دو کتاب تاریخ پر اعتماد کیسی جہالت شدیدہ ہے ثانیاً دنیا میں صرف حنفی مذہب کے لوگ نہیں خصوصاً پہلی صدیوں میں کہ خود مجتہدین بکثرت تھے اور ہر ایک کے لئے اتباع تھے اس حکایت میں یہ کہاں ہے کہ حنفیہ نے ۶ بار پڑھی بلکہ ہجوم خلائق تھا ہر مسلک و مذہب کے لوگ جوق در جوق آتے تھے غیر حنفیہ نے اگر سو بار پڑھی تو حنفی مذہب پر اس میں کیا حجت ہو سکتی ہے اللہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ عظیم الشان جلیل البرہان امام ہیں کہ امام مستقل مجتہد مطلق سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جب اس امام الائمہ سراج الامہ کے مزار پر انوار کے پاس نماز صبح پڑھائی بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی نہ رفع یدین کیا نہ قنوت پڑھی کسی نے سبب پوچھا فرمایا ان صاحب قبر کے ادب سے کما فی الخیرات الحسان للامام ابن حجر مکی الشافعی اور ایک روایت میں ہے مجھے حیا آئی کہ اس امام جلیل کے سامنے اس کا خلاف کروں کما فی المسلک المتقسط للمولے

Marfat.com

علی القاری سبحٰن اللہ مجتہد مستقل تو ادبِ امام سے حضورِ امام میں اتباع امام اختیار اور خود حنفیہ خاص جنازۂ امام پر مخالف امام و ترک مذہب کرتے یہ کیونکر متصور ہوسکتا ہے ثالثاً پہلی نماز میں غیر ولی نے پڑھیں تو ولی کو اختیار اعادہ تھا امام کے ولی ان کے صاحبزادۂ جلیل حضرت سیدنا حماد بن ابی حنیفہ تھے جب انھوں نے پڑھی پھر جنازہ مبارک پر کسی نے نہ پڑھی امام ابن حجر بن مکی الشافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں :۔

فرغوا من غسله الا وقد اجتمع	ادھر امام ابوحنیفہ کے غسل سے فارغ ہوئے
من اهل البغد ادحلق لا یحصیهم	تھے کہ ادھر بغد کی اتنی خلقت جمع ہوگئی جس
الا الله تعالیٰ کانه نودی لهم	کا شمار خدا ہی جانتا ہے گویا کسی نے انتقال
بموته وحضر من صلی علیه فقیل	امام کی خبر پکار دی تھی نماز پڑھنے والوں کا
بلغوا خمسین الفا وقیل اکثروا	اندازہ کیا گیا تو کوئی کہتا ہے پچاس ہزار تھے
عیدت الصلوٰة علیه ستة مرات	اور کوئی کہتا ہے اس سے بھی زیادہ تھے ان پر
اٰخرها ابنه حماد ۔	۶ بار نماز ہوئی آخر مرتبہ صاحبزادۂ امام حضرت
	حماد نے پڑھی ۔

رابعاً یونہی واقعہ دوم میں کیا ثبوت ہے کہ پہلی نماز باذن ولی تھی بلکہ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہ نماز دوم ہی باذن ولی ہوئی کہ جنازہ ایک عالمِ حنفی کا تھا اور وہاں اسوقت حنفیہ کے رئیس الروَسا یہی امام جمال الدین محمود بن احمد حصیری تلمیذ خاص امام جلیل قاضی خاں تھے جن کی تصانیف میں جا بجا تصریح ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں، تیسری نماز والے حنبلی مذہب تھے حنبلیہ کے یہاں جواز ہے

Marfat.com

جو ہم پر حجت نہیں بالجملہ علمار عقلار کا اتفاق ہے کہ واقعۃ عین لا عموم لھا خاص خاص واقعے محل ہر گونہ احتمال اُن سے استدلال محض خام خیال نہ کہ وہ بھی اجماع قطعی تمام ائمہ مذہب کے رد کرنے کو جسپر جرأت نہ کریگا مگر نہ اہل شدید الجہل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر کبھی نماز محض ناجائز ہے ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر بھی اجماع ہے خاص اس کا جزئیہ بھی مصرح ہونے کے علاوہ تمام عبارات مسئلہ اولیٰ بھی اس سے متعلق کہ غالباً نماز ضرور ہوگی صلوٰۃ جنازہ لازم بلاد اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی اور دوسری جگہ خبر کے بعد ہی پہنچیگی ولہٰذا امام اجل نسفی نے کافی میں اس مسئلہ کو اس کی فرع ٹھہرایا اگرچہ حقیقۃً دونوں مستقل مسئلے ہیں اب مسئلہ میں نصوص خاصہ لیجئے اور بنظر تعلق مذکورہ سلسلہ عبارات بھی وہی رکھئے (۲۰۸) فتح القدیر (۲۰۹) حلیہ (۲۱۰) غنیہ (۲۱۱) شلبیہ (۲۱۲) بحر الرائق (۲۱۳) ارکان میں ہے:۔

وشرط صحتھا اسلام المیت	صحت نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان
وطھارتہ ووضعہ امام المصلے	ہو طاہر ہو جنازہ نمازی کے آگے رکھا ہو اسی
فلھٰذا القید لا تجوز علے غائب	شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں

حلیہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

شرط صحتھا کونہ موضوعا امام المصلی	نماز جنازہ کی شرائط صحت سے جنازہ کا مصلی

Marfat.com

من هنا قالوا لا تجوز الصلوٰۃ علی غائب مطلقاً

کے آگے رکھا ہونا اسی لئے ہمارے علمار نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جنازہ جائز نہیں

(۲۱۴) متن تنویر الابصار میں ہے شرطھا وضعہ امام المصلی جنازہ کا نمازی کے سامنے حاضر ہونا شرط نماز جنازہ ہے (۲۱۵) برہان شرح مواہب الرحمٰن طرابلسی (۲۱۶) نہر الفائق (۲۱۷) شرنبلالیہ علی الدرر (۲۱۸) خادمی (۲۱۹) ہندیہ (۲۲۰) ابوالسعود (۲۲۱) در مختار میں ہے شرطھا حضورہ فلا تصح علیٰ غائب جنازہ کا حاضر ہونا شرط نماز ہے لہٰذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں (۲۲۲) متن نور الایضاح ہے شرائطھا سلام المیت وحضورہ صحت نماز جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا (۲۲۳) متن ملتقے الابحر میں ہے لا یصلی علی عضو ولا علیٰ غائب میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جنازہ جائز نہیں نہ کسی غائب پر نماز جائز ہے (۱۲۴) شرح مجمع (۲۲۵) مجمع شرح ملتقی میں ہے

محل الخلاف الغائب عن البلد اذا لو کان فی البلد لم یجزان یصلی علیہ حتی یحضر عندہ اتفاقا لعدم المشقۃ فی الحضور

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اور اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(۲۲۶) فتاویٰ خلاصہ میں ہے لا یصلی علی میت غائب عندنا ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے (۲۲۷) متن وافی میں ہے من استھل صلی علیہ

Marfat.com

علیہ والّا لا کغائب جو بچہ پیدا ہو کر کچھ آواز کرے جس سے اس کی حیات معلوم ہو پھر مر جائے اس پر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں جیسے غائب کے جنازہ پر نماز نہیں (۲۲۸) کافی میں ہے:۔

لا یصلے علی غائب وعضو خلافا للشافعی بناء علیٰ ان صلاۃ الجنازۃ تقادام لا۔

کسی غائب یا عضو پر ہمارے نزدیک نماز ناجائز ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اس بنا پر کہ نماز جنازہ ان کے نزدیک دوبارہ ہو سکتی ہے ہمارے نزدیک نہیں۔

(۲۲۹) فتاویٰ شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزنوی تمرتاشی میں ہے:۔

ان اباحنیفیۃ لا یقول بجواز الصلوٰۃ علی الغائب۔

ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔

(۲۳۰) منظومۂ امام مفتی الثقلین میں ہے:۔ ؎

باب فتاوٰی الشافعی وحدہ — وما قال قلنا ضدہ

وھی علی الغائب والعضو تصح — وذاک فی حق الشہید قد طرح

صرف امام شافعی قائل ہیں کہ غائب اور عضو پر نماز صحیح ہے اور شہید کی نماز نہ ہو اور ان سب مسائل میں ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے ہمارے نزدیک غائب و عضو پر نماز صحیح نہیں اور شہید کی نماز پڑھی جائے گی۔

یہ ۸۶ کتابوں کی ۲۳۰ عبارتیں ہیں وللہ الحمد مسئلہ اولیٰ پر بحث دلائل الحاجز میں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ کافی ہو چکی یہاں بہت اختصار و اجمال کے ساتھ مسئلہ ثانیہ کے دلائل پر کلام کریں فنقول وباللہ التوفیق حکم شرع

Marfat.com

سطہر کے لئے ہے اور اس پر زیادت نہ روا **اقول**

ای ما کان بدون اذنہ الخاص
او العام ولو فی الارسال والسکوت
فانہ بیان ولیس یسکت عن
نسیان فھذہ ھی الزیارۃ حقیقۃ
لا غیر اذ المستند والوالی
لسکوتہ مستند الیہ لا زائد
علیہ والمتبع الکف دون الترک
فانہ لیس یفعل العبد ولا
مقدور کما نص علیہ الجلۃ
الصدور بل ھو فی العقل مدلل
فان الاعدام لا تعلل فافھم
ان کنت تفھم

جو اس کی خاص یا عام اجازت کے بغیر ہو، اگرچہ بھیجنے میں ہو اور خاموشی میں کیونکہ یہ بیان ہے، اور بھولکر خاموشی نہیں ہوتی، یہی زیادتی ہے حقیقۃً، کیونکہ مستند اور والی اس کی خاموشی کی وجہ سے مستند الیہ ہے زائد علیہ نہیں" اور متبع کف ہے نہ کہ ترک کیونکہ وہ بندہ کا فعل نہیں اور نہ اس کی قدرت میں ہے۔ جیسے اس پر جلہ صدور نے تصریح کی بلکہ یہ عقل میں آنے والی بات ہے کیونکہ اعدام میں تعلیل نہیں ہوتی ہے اگر تم سمجھ سکتے ہو تو اسے سمجھو۔

حضور پرنور سید عالم النسور بالمؤمنین رؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا اگر کسی وقت رات کی اندھیری یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونے کے سبب صحابہ نے حضور کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرماتے

لا تفعلوا ادعونی لجنائزکم

ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلالیا کرو

ورواہ ابن ماجہ عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے:۔

Marfat.com

لا تفعلوا الا یموتن فیکم میت ماکنت بین اظھرکم الآ اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ

ایسا نہ کرو جب تک میں تم میں تشریف فر
ہوں ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلا
مجھے نہ دو کہ اس پر میری نماز موجب رحمت ہے

رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وراہ ابن حبان والحاکم عن یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث اخر اسے امام احمد نے زید بن ثابت روایت کیا اور ابن حبان، اور حاکم نے یزید بن ثابت سے دوسری حدیث میں روایت کیا۔

اور فرماتے

ان ھذہ القبور مملوۃ علی اھلھا ظلمۃ وانی انورھا بصلاتی علیھم

بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انھیں روشن فرما دیتا ہوں۔

صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ آلہ قدر نورہ وجمالہ وجاھہ وجلالہ وجودہ ونوالہ ونعمہ وافضالہ رواہ مسلم وابن حبان عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بایں ہمہ حالانکہ زمانہ اقدس میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی کبھی کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے کیا معاذ اللہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پر یہ رحمت وشفقت نہ تھی کیا ان کی قبور اپنی نماز پاک سے پرنور کرنا نہ چاہتے ؟ کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انھیں کی قبور

Marfat.com

تاج نور ہوتیں اور جگہ اسکی حاجت نہ تھی کیا ان کی باتیں بداہتہً باطل ہیں تو
حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عام طور پر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی
لیل روشن وواضح ہے کہ جنازۂ غائب پر نماز ممکن نہ تھی ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی
مال وفور موجود اور مانع مفقود لاجرم نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں وہ ضرور امر شرعی ومشروع
نہیں ہوسکتا دوسرے[۲] شہر کی میت پر صلاۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں روایت کیا
جاتا ہے واقعہ نجاشی[۱] وواقعہ معونہ[۲] لیثی وواقعہ امرائے موتہ[۳] رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
ان میں اوّل دوم بلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
حاضر تھا تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر اور دوم وسوم کی سند صحیح نہیں اور
سوم صلاۃ بمعنے نماز میں صریح نہیں ان کی تفصیل بعونہٖ تعالیٰ ابھی آتی ہے اگر
فرض ہی کر لیجئے کہ ان تینوں واقعوں میں نماز پڑھی تو باوصف حضور کے اس
اہتمام عظیم وموفور اور تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ رحمت ونور قبور کے
صدہا پر کیوں نہ پڑھی وہ بھی محتاجِ حضور وحاجتمندِ رحمت ونور اور حضور ان پر بھی
رؤف ورحیم تھے۔ نماز سب پر فرض عین نہ ہونا اس اہتمام عظیم کا جواب نہ ہوگا
نہ تمام اموات کی اس حاجتِ شدیدہ کا علاج حالانکہ حریص علیکم ان کی شان
ہے، دو ایک کی دستگیری فرمانا اور صدہا کو چھوڑنا کب ان کے کرم کے شایان
ہے ان حالات واشارات کے ملاحظہ سے عام طور پر ترک اور صرف دو ایک بار وقوع
خود ہی بتادے گا کہ وہاں کوئی خصوصیت خاصہ تھی جس کا حکم عام نہیں ہوسکتا
حکم عام وہی عدم جواز ہے جس کی بنا پر عام احتراز ہے اب واقعہ بیر معونہ ہی

Marfat.com

دیکھئے مدینہ طیبہ کے ستر جگر پاروں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص پیاروں اجلہ علمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفار نے دغا سے شہید کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا سخت شدید غم والم ہوا ایک مہینہ کامل خاص نماز کے اندر کفار ناہنجار پر لعنت فرماتے رہے مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی ہو ع

آخر ایں ترک و بایں مرتبہ بے چیزے نیست

اہلِ انصاف کے نزدیک تو کلام اسی قدر سے تمام ہوا مگر ہم ان وقائع ثلثہ کا بھی باذنہ تعالیٰ تصفیہ کریں۔ واقعہ اولیٰ جب اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کو خبر دی اور مصلے میں جاکر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں رواہ الستۃ عن ابی ھریرۃ وللشیخان عن جابر کنت فی الصف الثانی او الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنھما اسکو چھوؤں ائمہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا اور شیخین نے جابرؓ سے روایت کی کہ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔ اولاً صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وعن الصحابۃ جمیعاً سے ہے:۔

ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ	رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
وسلم قال ان اخاکم النجاشی توفی	فرمایا تمہارا بھائی نجاشی مرگیا اٹھو اس پر
فقوموا صلوا علیہ فقام رسول اللہ	نماز پڑھو پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ
صلے اللہ علیہ وسلم وصفوا خلفہ	وسلم کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں
فکبر اربعا وھم لایظنون الاان	باندھیں حضور نے چار تکبیریں کہیں صحابہ

Marfat.com

جنازة بین یدیہ

کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔

صحیح ابوعوانہ میں ان ہی سے ہے :۔

فصلینا خلفہ ونحن لا نری الا ان الجنازة قدامنا

ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے

اقول ھذا فی فتح الباری ثم المواھب ثم شرحھا کذالك فی عمدة القاری وغیرھا من الکتب ووقع فی نصب الرایة فی روایة ابن حبان وھم لا یظنون ان جنازتہ بین یدیہ باسقاط الا فاحتاج المحقق علی الاطلاق الی التقریب بان قال فھذا اللفظ یشیر الی ان الواقع خلاف ظنھم لانہ ھو فائدتہ المعتد بھا فاما ان یکون سمعہ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کشف لہ وتبعہ اھ فی الغنیة والمرقاة وھو کما تری کلام نفیس لکن لا حاجة الیہ بعد ثبوت الا فی

میں کہتا ہوں فتح الباری میں تو یونہی ہے، اسی طرح مواہب، اس کی شرح اور عمدۃ القاری وغیرہ میں بھی ہے لیکن نصب الرایہ میں بروایت ابن حبان یہ ہے کہ "وہ گمان نہیں کرتے تھے کہ جنازہ انکے سامنے ہے" یعنی اسمیں "الا" کا لفظ نہیں، اسلئے محقق علی الاطلاق کو کہنا پڑا کہ یہ لفظ ظاہر کرتا ہے کہ واقعہ انکے گمان کے برعکس تھا کیونکہ اس لفظ کا معتد بہ فائدہ یہی ہے، پس یا تو انھوں نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا، یا انھیں کشف ہوا ہوگا، اور انکی اتباع کی غنیہ اور مرقاۃ میں، اور وہ جیسا کہ تم دیکھتے ہو ایسا ہی ہے، یہ کلام بہت نفیس ہے، لیکن جبکہ "الا" دو صحیح کتابوں میں

Marfat.com

الکتابین الصحیحین فانہ ۷ اظھر وازھر وللہ الحمد وبالجملۃ اندفع بہ ماقال الشیخ تقی الدین ان ھذا یحتاج الی نقل بینۃ ولا یکتفی فیہ بمجرد الاحتمال۔

ثابت ہے تو اب اس کی حاجت نہیں کیونکہ یہ اسوقت بالکل ظاہر ہے، وللہ الحمد، خلاصہ یہ کہ شیخ تقی الدین کا یہ اعتراض کہ اسمیں کسی شہادت کے نقل کی ضرورت ہے اور محض احتمال کافی نہیں مندفع ہوا۔

یہ دونوں روایت صحیح عاضد قوی ہیں اس حدیث مرسل اصولی کی کہ امام واحدی نے اسباب نزول القرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی کہ فرمایا

کشف للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن سریر النجاشی حتی رواہ وصلے علیہ۔

نجاشی کا جنازہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ظاہر کر دیا گیا تھا حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔

ثانیاً بلکہ جب تم مستدل ہو ہمیں احتمال کافی نہ کہ جب خود باسانید صحیحہ ثابت ہے یہ جواب خود ایک شافعی امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں نقل کیا اور مقرر کھا

اقول ای لما تقرر من کفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالظاھر معناہ الاحتمال عن دلیل ثم من العجب قول الکرمانی کان غائبا عن الصحابۃ وارتضاہ فی الفتح قائل سبقہ الی ذلک ابوحامد الخ

میں کہتا ہوں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رکنا ثابت ہوگیا، تو بظاہر اس سے مراد وہ احتمال ہے جو دلیل سے پیدا ہوا ہو، پھر کرمانی پر تعجب ہے کہ انھوں نے فرمایا جنازہ صحابہ سے غائب نہ تھا، اور فتح میں اسکو پسند کیا یہ کہتے ہوئے کہ ابوحامد پہلے ہی

Marfat.com

وكذا استحسنه الرؤيانی (ای بعضهم
شافعیه وهذا المانص علیه
الحنفیة والمالکیة ص: الاتفاق
علی جواز الصلوٰة علی غائب عن
القوم والامام یراه اقول
علی ان فی حدیث عمران نحن
لا نری الا ان الجنازة قدامنا
کما قدمنا اما حدیث عمر بن
جاریة رضی الله عنه فصففنا
خلفه صفین ومانری شیئاً
رواه الطبرانی (وهم من نسبته
لابن ماجه معتبرا لقول الحافظ
اصله فی ابن ماجه غافلا ان
لیس عندهٗ ومانری شیئاً وهو المقصود
نفیه حمران بن اعین رافضی ضعیف
علی ان کلا حکی عن حاله فلا تعارض
ولا یعقل من عاقل اشتراط
ان یری المیت الکل والا لما صحت
لما عدا الصف الاول۔

قول کر چکے ہیں الخ اور رویانی نے اس کو
مستحسن سمجھا، اور یہ چاروں شافعیہ ہیں
اور یہ اس تصریح کی بنا پر ہے کہ جو بالاتفاق
حنفیہ اور مالکیہ نے غائب کے جنازہ کے جواز
کی ہے کہ اگر امام جنازہ کو دیکھ رہا ہے تو نماز
جائز ہے۔ میں کہتا ہوں علاوہ ازیں عمران کی
حدیث میں ہے کہ ہم تو جنازہ کو اپنے سامنے ہی
سمجھتے تھے، جیسا کہ گذرا، اور مجمع بن جاریہ رضی
اللہ عنہ کی حدیث کہ ہمنے ان کے پیچھے دو صفیں
باندھیں اور ہم کچھ نہیں دیکھ رہے تھے، اسے
طبرانی نے روایت کیا (ابن ماجہ کی طرف نسبت میں
وہم ہے حافظ کے قول پر اعتبار کرتے ہوئے کہ اسکی
اصل ابن ماجہ میں ہے انکو یہ پتہ نہیں کہ انکے نزدیک
"مانری شیئاً" نہیں ہے اور یہی مقصود ہے اسمیں
حمران بن اعین رافضی ضعیف ہے علاوہ ازیں ہر
ایک نے اپنے حال کی حکایت کی ہے تو کوئی تعارض
نہ ہوا، اور یہ شرط تو کوئی عقل مند بھی نہیں
لگا سکتا ہے کہ جنازہ سب دیکھ رہے ہوں ورنہ
تو پہلی صف کے علاوہ کسی کی نماز صحیح نہ ہوئی۔

Marfat.com

ثالثاً نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال دار الکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہو
تھی لہٰذا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں پڑھی اسی بنا پر امام داؤد
اپنی سنن میں اس حدیث کے لئے یہ باب وضع کیا۔

الصلوٰۃ علی المسلم یلیہ اھل شرک
فی بلد اٰخر قال الحافظ فی الفتح
لردن احمل الا انی لم اقف فی شئ
من الاخبار علی انہ لم یصل علیہ
فی بلدہ احد اھ قال الزرقانی وھو
مشترک الالزام فلم یرد فی الاخبار
انہ صلی علیہ احد فی بلدہ کما جزم
بہ ابوداؤد محلہ فی اتساع الحفظ
معلوم اھ اقول ای فقد کفانا
السوقتہ بقولہ ھذا احتمل۔
ثم اقول قد یری لہ ما خرج احمد
وابن ماجۃ عن حذیفۃ بن اسید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج بھم فقال
صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم
قالوا من ھو قال النجاشی ثم رایتہ

اس مسلمان کی نماز جنازہ جس کے والی مشرک
ہوں اور وہ دوسرے شہر میں ہو، حافظ
فتح میں کہا یہ بھی اسکا ایک محمل ہے مگر میں کسی
ایسی خبر پر مطلع نہ ہوا جس سے پتہ چلتا ہو
نجاشی کے شہر میں اس پر کسی نے نماز نہ پڑھی
زرقانی نے کہا یہ مشترک الالزام ہے، کیونکہ
بھی کسی خبر میں نہیں آیا کہ اسکے شہر میں اس
کسی نے نماز نہیں پڑھی، جیسے ابوداؤد نے اس
پر جزم کیا، وسعت حفظ میں انکا مقام جانا ہوا
ہے (م) میں کہتا ہوں ہمیں انکا اتنا قول
کافی ہے کہ یہ محتمل ہے، پھر میں کہتا ہوں کہ
اس پر تائید احمد اور ابن ماجہ کی اس روایت
سے بھی ہوتی ہے جو انھوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے
کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کو
لیکر نکلے اور فرمایا تم اپنے اس بھائی پر نماز
پڑھو جو دوسری زمین میں وفات پا گیا ہے، صحابہ

Marfat.com

ن مسند ابی داؤد الطیالسی قال — نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا نجاشی
د ثنا المثنیٰ بن سعید عن قتادہ — پھر مسند ابی داؤد طیالسی میں بھی یہی روایت ہے
ن ابی طفیل عن حذیفۃ بن اسید — انھوں نے کہا ہمسے حدیث بیان کی بن سعید
ن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم — نے قتادہ عن ابی طفیل عن حذیفہ بن اسید
تاہ موت النجاشی فقال ان اخاکم — روایت کی کہ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی دوسری
ات بغیر ارضکم فقوموا فصلوا — سرزمین میں مرگیا ہے، تو چلو اس کی نماز
علیہ فھذا القوی الاستئناس — جنازہ پڑھو، تو یہ قوی استدلال فقوموا
رکان الفاء فی فقوموا ولھذا — کی فاء کی وجہ سے ہے۔

خود امام شافعی المذہب ابو سلیمان خطابی نے یہ مسلک لیا کہ غائب پر نماز نہیں سوا اس صورت خاص کے کہ اس کا انتقال ایسی جگہ ہوا جہاں کسی نے اس کی نماز نہ پڑھی ہو **اقول** اب بھی خصوصیت نجاشی ماننے سے چارہ نہ ہوگا جبکہ اور موتیں بھی ایسی ہوئیں اور نماز غائب کسی اور پر نہ پڑھی گئی۔ **سابعاً** بعض کو ان کے اسلام میں شبہ تھا یہاں تک کہ بعض نے کہا حبشہ کے ایک کافر پر نماز پڑھی

رواہ ابن ابی حاتم فی التفسیر عن — اسے ابن ابی حاتم نے تفسیر میں ثابت سے اور
ثابت والدارقطنی فی الافراد وابزار — دارقطنی نے افراد میں، اور بزار نے حمید سے
عن حمید معاً عن انس ولہ شاھد — اور انس سے روایت کی، اور اس کے لئے کبیر
فی کبیر الطبرانی عن وحشی واوسطہ — طبرانی میں وحشی سے اور اوسط میں ابو سعید
عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم — سے ہے۔

اس نماز سے مقصود اُن کی اشاعت اسلام تھی۔ **اقول** یعنی بیان بالفعل اقویٰ ہے

Marfat.com

ولہٰذا مصلے میں تشریف لے گئے کہ جماعت کثیر ہو

قالہ ابن بزیزۃ وغیرہ من الشافعیۃ القائلین بجواز صلوٰۃ الجنازۃ فی المسجد معتلین لعدم صلوت صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد مع انہ حین نعاہ کان فیہ ھٰذا ولا یذھب عنک ان طراز المعلم ھما الاولان

یہ ابن بزیزہ شافعیہ کا قول ہے جو مسجد میں نماز جنازہ کے قائل ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نجاشی کی موت کی خبر ملی تو آپ نے اس پر مسجد میں نماز نہ پڑھی حالانکہ آپ اس وقت مسجد ہی میں تھے۔

تنبیہ غیر مقلدوں کے بھوپالی امام نے عون الباری میں حدیث نجاشی کی نسبت کہا اس سے ثابت ہوا کہ غائب پر نماز جائز ہے اگرچہ جنازہ غیر جہت قبلہ میں ہو اور نمازی قبلہ رو اقول نجاشی کا جنازہ حبشہ میں تھا اور حبشہ مدینہ طیبہ سے جانب جنوب ہے اور مدینہ طیبہ کا قبلہ جنوب ہی کو ہے تو جنازہ غیر جہت قبلہ میں کب تھا۔

لاحرم لما نقل الحافظ فی الفتح قول ابن حبان انہ انما یجوز ذلک لمن فی جھتہ القبلۃ قال حجۃ الجمھور علی قصۃ النجاشیؓ

میں کہتا ہوں حافظ نے فتح میں ابن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ یہ صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب نمازی قبلہ رو ہو، تو اکثر نے کہا جمہور کی دلیل نجاشی کا قصہ ہے

اھ تو ان مجتہد صاحب کا جہل قابل تماشا ہے جن کو سمت قبلہ تک معلوم نہیں۔ کجا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے جنازہ پر نماز ان کی غیر سمت پڑھنے کا ادعا دو جہل ہے حدیث میں تصریح ہے کہ حضور نے جانب حبشہ نماز پڑھی۔

Marfat.com

رواہ الطبرانی عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہ

قعہ دوم معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ان پر نماز پڑھی اولاً ائمۂ حدیث
لی وابن حبان وبیہقی وابو عمر ابن عبد البر وابن الجوزی ونووی وذہبی وابن
ام وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف بتایا اسے طبرانی نے معجم اوسط ومسند الشامیین
ں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

طریق نوح بن عمرو السکسکی
ابقیۃ بن الولید عن محمد بن
یاد الالھانی عن ابی امامۃ رضی
للہ تعالیٰ عنہ قلت ومن ھذا
لطریق رواہ ابو احمد والحاکم
ی فوائدہ والخلال فی فضائل
سورۃ الاخلاص وابن عبد البر
فی الاستیعاب وابن حبان فی
الضعفاء واشار الیہ ابن مندہ

بطریق نوح بن عمرو سکسکی ہمسے حدیث بیان
کی بقیہ بن ولید نے محمد بن زیاد سے انھوں
نے ابوامامہ سے، میں کہتا ہوں اسی سند سے
اس کو روایت کیا ابو احمد اور حاکم، اپنے فوائد
میں اور خلال نے فضائل سورۂ اخلاص میں
اور ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن
حبان نے ضعفاء میں اور ابن مندہ نے
اس کی طرف اشارہ کیا۔

اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے اور اس نے عنعنہ کیا یعنی محمد بن زیاد
سے اپنا سننا نہ بیان کیا بلکہ کہا کہ ابن زیاد سے روایت ہے معلوم نہیں راوی کون ہے،

بہ اعلہ المحقق فی الفتح اقول
لکن سند ابی احمد الحاکم ھکذا

یہی علت اس میں محقق نے فتح میں بیان کی
میں کہتا ہوں ابو احمد حاکم کی سند اسطرح ہے

Marfat.com

اخبرنا ابوالحسن احمد بن عمیر بدمشق ثنا نوح بن عمرو بن حوی ثنا بقیۃ مثنا محمد بن زیاد عن ابی امامہ فذکرہ

ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن عمیر نے دمشق میں ہم سے بیان کیا نوح بن حوی نے ہم سے بیان کیا بقیہ نے ہم سے بیان کیا محمد بن زیاد نے ابوامامہ سے پھر حدیث ذکر کی۔

ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے نیز اس کی سند میں نوح ابن عمرو ہے ابن حبان نے اسے اس حدیث کا چور بتایا یعنی ایک سخت ضعیف شخص اسے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا اس نے اس سے چرا کر بقیہ کے سر باندھ دی

قال الذھبی فی ترجمۃ نوح قال ابن حبان فی ترجمۃ العلا الثقفی من الضعفاء بعد ان ذکر لہ ھذا الحدیث سرقہ شیخ من اھل الشام فرواہ عن بقیۃ فذکرہ اھ ولیس فیہ یقال وقد نقل عنہ ھکذا الذھبی فی العلام اما قول الحافظ فیما ادری نوحا وغیرہ فانہ لم یذکر نوحا فی الضعفا فاقول ظاھرا ان نوحا ھو الشیخ الشامی الذی رواہ عن بقیۃ ولا مشاحۃ للشک حتی یثبت شامی اخر یرویہ

ذہبی نے نوح کے ترجمہ میں کہا کہ ابن حبان نے کہا، کہا جاتا ہے کہ انسے اس حدیث کو چرالیا میں کہتا ہوں حافظ نے اصابہ میں علاء ثقفی (جو ضعفاء سے ہیں) ان کی یہی حدیث روایت کرنے کے بعد کہا ہے، اس کو ایک شامی شیخ نے چرا کر بقیہ سے روایت کر دیا۔ اور اسمیں "یقال" نہیں ہے، اسی طرح ان سے ذہبی نے علام میں نقل کیا اور حافظ کا یہ کہنا کہ میں نوح کو نہیں جانتا اور اس کے غیر کو، کیونکہ نوح کو انھوں نے ضعفاء میں ذکر نہیں کیا ہے، تو میں کہتا ہوں بظاہر نوح شامی کا شیخ ہے وہ شامی جسنے اس کو بقیہ سے روایت

Marfat.com

نہ لاجرم ان جرام الذھبی بانہ
نی بہ نوحا۔

کیا، اور شک کا کوئی دوسرا منشا نہیں، کہ
ایک شامی اور ثابت کیا جائے جو اس سے
روایت کرے بالخصوص ذہبی کا یہ یقین کہ
انھوں نے اس سے نوح ہی کو مراد لیا ہے۔

انس[1] رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت طبقات ابن سعد میں دو طریق سے ہے
یک طریق میں محبوب بن ہلال مزنی ہے

لت ومن ھذا الوجہ اخرجہ
لطبرانی وابن الفریس وسمویہ
ن فوائدہ وابن مندۃ والبیھقی
ن الدلائل

میں کہتا ہوں اسی سند سے اسکو طبرانی ابن
فریس اور سمویہ نے اپنے فوائد میں اور ابن مندہ
اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا۔

ذہبی نے کہا یہ شخص مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث منکر، دوسرے طریق میں علار بن یزید

---

[1] یہ حدیث انس اور ابوامامہ رضی اللہ عنہما کے سوا کسی اور صحابی سے مروی نہیں اور فتح القدیر کے دونسخوں (مطبوعہ مصر وہند) کی یہ عبارت (نجاشی کے واقعے کے بعد) اگر دریافت کیا جائے کہ کیا آپ نے کسی اور غائب پر بھی نماز پڑھی؟ اور وہ معوّیہ بن معوّیہ مزنی اور ایک قول ہے یشی، اسے روایت کیا طبرانی نے بروایت ابوامامہ اور ابن سعد بروایت انس، علی، مزید، جعفر رضی اللہ عنہ یا تو اس کی شہادت مغازی کی روایات کے مطابق موتہ میں ہوئی، تو یہ غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ ابن سعد بروایت انس، اسی طرح آپ نے مزید اور جعفر پر نماز پڑھی، اس کے تمام حوالے علی قاری کی مرقاۃ میں ہیں انھوں نے کہا، اور ابن سعد بروایت انس، اور زید، اور جعفر پر نماز پڑھی، اصحابہ میں حدیث کے تمام طرق جمع کئے ہیں، مگر اس میں نہ تو علی کا ذکر ہے اور نہ کسی اور کا سوائے انس اور ابوامامہ کے۔

Marfat.com

ثقفی ہے۔

قلت ومن ھٰذا الطریق اخرجہ ابن ابی الدنیا ومن طریقۃ ابن الجوزی فی العلل المتناھیۃ والعقیلی وابن سنجو فی مسندہ وابن الاعرابی وابن عبد البر وحاجب الطوسی فی فوائدہ

میں کہتا ہوں اسی سند سے اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور عقیلی اور ابن جوزی نے علل میں اور عقیلی اور ابن سنجو نے اپنی مسند میں اور ابن اعرابی، ابن عبدالبر اور حاجب طوسی نے اپنے فوائد میں۔

امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا، اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے امام بخاری وابن عدی وابوحاتم نے کہا وہ منکر الحدیث ہے ابوحاتم ودارقطنی نے کہا متروک الحدیث ہے امام علی بن مدینی استاذ امام بخاری نے کہا وہ حدیثیں دل سے گھڑتا تھا ابن حبانؒ نے کہا یہ حدیث بھی اسی کی گھڑی ہوئی ہے اس سے چرا کر ایک شامی نے بقیہ سے روایت کر دی ذکرہ فی المیزان ابوالولید طیالسی نے کہا علار کذاب تھا عقیلی نے کہا

العلا بن یزید ثقفی لا یتابع احد علی ھٰذا الحدیث الا من ھو مثلہ او دونہ۔

علا کے سوا جس نے یہ حدیث روایت کی سب علا ہی جیسے ہیں یا اس سے بھی بدتر۔

ذکرہ فی العلل المتناھیہ ابوعمر بن عبدالبر نے کہا اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں اور دوبارہ احکام اصلا حجت نہیں صحابہ میں کوئی شخص معاویہ بن معاویہ نام کا معلوم نہیں قالہ فی الاستیعاب ونقلہ فی الاصابۃ یونہی ابن حبان

Marfat.com

نے کہا کہ مجھے[1] اس نام کے کوئی صاحب صحابہ میں یاد نہیں۔ اثرہ فی المیزان ۔
ثانیاً فرض کیجئے کہ یہ حدیث اپنے طرق سے ضعیف نہ رہی کما اختارہ الحافظ فی الفتح
یا بفرض غلط لذاتہ صحیح سہی پھر اس میں ہے کیا خود اسی میں تصریح ہے کہ جنازہ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا تو نماز جنازہ حاضر ہوئی نہ کہ
غائب پر، حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے لفظ طبرانی کے یہاں یہ ہیں جبریل امین
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ معویہ بن معویہ مزنی نے مدینہ

---

[1] شوکانی نے نیل الاوطار میں یہاں عجیب تماشا کیا ہے ادلا استعیاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے معویہ بن معویہ لیثی پر نماز پڑھی پھر کہا استعیاب میں اس قصہ کا مثل معویہ بن
مقرن کے حق میں ابوامامہ سے روایت کیا پھر کہا نیز اسکا مثل انس سے ترجمہ معاویہ بن معاویہ مزنی میں روایت
کیا اس میں وہ یہ وہم دلاتا ہے کہ گویا یہ تین اصحابی جدا جدا ہیں جن پر نماز غائب مروی ہے حالانکہ یہ محض
جہل یا تجاہل ہے وہ ایک ہی صحابی ہیں معویہ نام جنکے نسب ونسبت میں راویوں سے اضطراب واقع ہوا
کسی نے مزنی کہا کسی نے لیثی کسی نے معویہ بن معویہ کسی نے معویہ بن مقرن، ابوعمر نے معویہ بن مقرن مزنی
کو ترجیح دی کہ صحابہ میں معویہ بن معویہ کوئی معلوم نہیں اور حافظ نے اصابہ میں معویہ بن معویہ مزنی
کو ترجیح دی اور لیثی کہنے کو علاء ثقفی کی خطا بتایا اور معویہ بن مقرن کو ایک اور صحابی مانا جن کے لئے
یہ روایت نہیں بہرحال صاحب قصہ شخص واحد ہیں اور شوکانی کا ایہام تثلیث محض باطل۔ ابن الاثیر
نے اسد الغابہ میں فرمایا معویہ بن معویہ المزنی ویقال اللیثی ویقال معویہ بن مقرن المزنی قال ابوعمر
عجولی بالصواب الخ یعنی معویہ بن معویہ مزنی اور کوئی کہتا ہے معویہ بن مقرن مزنی ابوعمر نے کہا یہی
جواب سے نزدیک تر ہے پھر حدیث انس کے طریق اول سے پہلے طور پر نام ذکر کیا اور طریق دوم سے
دوسرے طور پر اور حدیث ابوامامہ سے تیسرے طور پر ۱۲ منہ

Marfat.com

میں انتقال کیا

اتحب ان اطوی لك الارض فتصلی علیہ قال نعم فضرب بجناحہ علی الارض فرفع لہ سریرہ فصلی علیہ وخلفہ صفان من الملائکۃ کل صف سبعون الف ملك	کیا حضور چاہتے ہیں کہ میں حضور کے لئے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھیں فرمایا ہاں جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا جنازہ حضور کے سامنے ہوگیا اسوقت حضور نے اسپر نماز پڑھی اور فرشتوں کی دو صفیں حضور کے پیچھے تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے۔

ابو احمد حاکم کے یہاں یوں ہے

وضع جناحہ الایمن علی الجبال فتواضعت ووضع جناحہ الایسر علی الارضین فتواضعت حتی نظرنا الی مکۃ والمدینۃ فصلی علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبریل والملائکۃ	جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا وہ جھک گئے بایاں پر زمینوں پر رکھا وہ پست ہوگئیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ ہم کو نظر آنے لگے اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ان پر نماز پڑھی۔

حدیث انس بطریق محبوب کے الفاظ یہ ہیں جبریل نے عرض کی کیا حضور ان پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں

فضرب بجناحہ الارض فلم تبق شجرۃ ولا کمۃ الا تضعضعت ورفع لہ سریرہ حتی نظر الیہ	پس جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا کوئی پیڑ اور ٹیلا نہ رہا جو پست نہ ہوگیا اور ان کا جنازہ حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ

Marfat.com

فصلی علیہ — پیش نظر اقدس ہوگیا اور ان کا جنازہ نماز پڑھی۔

طریق علاء کے لفظ یوں ہیں ھل لك ان تصلی علیہ فاقبض لك الارض قال نعم فصلی علیہ جبریل نے عرض کی حضور ان پر نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین سمیٹ دوں فرمایا ہاں جبریل نے ایسا ہی کیا اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی اقول بلکہ طرز کلام مشیر ہے کہ نماز پڑھنے کیلئے جنازہ سامنے ہونے کی حاجت سمجھی گئی جب تو جبریل نے عرض کی کہ حضور نماز پڑھنا چاہیں تو زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور نماز پڑھیں فافہم **واقعہ سوم** واقدی نے مغازی میں عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کی:۔

لما التقی الناس بموتۃ جلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی المنبر وکشف لہ مابینہ وبین الشام فھو ینظر الی معرکتھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ زید بن حارثۃ فمضی حتی استشھد وصلی علیہ ودعالہ وقال استغفروا لہ وقد دخل الجنۃ وھو یسعیٰ ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب فمضیٰ حتیٰ

جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ عزوجل نے حضور کے لئے پردے اٹھادئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے تھے اتنے میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا زید بن حارثہ نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے انھیں اپنی صلاۃ دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کو ارشاد ہوا کہ اس کے لئے استغفار کرو وہ بیشک دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا حضور

Marfat.com

استشهد فصلی علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودعالہ وقال استغفروالہ وقد دخل الجنۃ فھو یطیر فیھا بجناحین حیث شاء

نے فرمایا پھر جعفر بن ابی طالب نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ان کو اپنی صلاۃ و دعا سے شرف بخشا اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کیلئے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔

اولاً یہ دونوں طریق سے مرسل ہے **اقول** عاصم بن عمر اوساط تابعین سے ہیں قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پوتے اور یہ عبداللہ بن ابی بکر عبداللہ بن ابی بکر بن نعمان عمرو بن حزم ہیں، صغار تابعین سے عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کے پرپوتے **ثانیاً** خود واقدی کو محدثین کب مانتے ہیں یہاں تک کہ ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا ادعا کیا **اقول** وزدت ھذا مشایعۃ للاوّل وکلاھما الزام فالمرسل نقلہ الواقدی لوثقہ **ثالثاً** **اقول** عبداللہ ابن ابی بکر سے راوی شیخ واقدی عبدالجبار بن عمارہ مجہول ہے کما فی المیزان تو مرسل نامعتضد ہے **رابعاً** خود اسی روایت میں صاف تصریح ہے کہ پردے اٹھادے گئے تھے معرکہ حضرت اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا۔

اقول لکن موتۃ بالشام علی مرحلتین من بیت المقدس وغزوتھا سنۃ ثمان وقد حولت القبلۃ قبلھا بزمان فکیف یکفی

میں کہتا ہوں موتہ شام میں بیت المقدس سے دو مرحلوں کے فاصلہ پر ہے، یہ غزوہ ۸ھ میں ہوا اور تحویل قبلہ اس سے بہت پہلے ہو چکی تھی، تو صرف جنازہ کا دیکھنا کیونکر

الروية مع اشتراط كونها امام المصلى الا ان يقال انما اريد الرد على الاحتجاج لصلاة الغيب وقد تم واذا ثبت فيها قولنا ثبت ذلك اشراطنا لان الروية مع الاستدبار لا مكنه۔

کافی ہوا جبکہ اس کا نمازی کے آگے ہونا ضروری ہے، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں مقصود نماز جنازہ غائبانہ کے استدلال کو رد کرنا تھا، وہ حاصل ہوگیا، اور جب ہمارا قول اس میں ثابت ہوگیا تو ہماری یہ شرط بھی ثابت ہوگئی، کیونکہ پیٹھ پیچھے ہونیکے باوجود ان کے لئے دیکھنا ممکن تھا۔

خامساً اقول کیا دلیل ہے کہ یہاں صلاۃ بمعنی نماز معہود ہے بلکہ بمعنی درود ہے اور دعا لہ عطف تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور سوق روایت اسی میں ظاہر کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کا اس وقت منبر اطہر پر تشریف فرما ہونا مذکور اور منبر انور دیوار قبلہ کے پاس تھا اور معتاد یہی ہے کہ منبر پر رو بحاضرین و پشت بقبلہ جلوس ہوا اور اس روایت میں نماز کے لئے منبر سے اترنے پھر تشریف لیجانے کا کہیں ذکر نہیں نیز برخلاف روایت نجاشی اس میں نماز صحابہ بھی نہیں نہ یہ کہ حضور نے ان کو نماز کے لئے فرمایا اگر یہ نماز تھی تو صحابہ کو شریک نہ فرمانے کی کیا وجہ نیز اسی معرکہ میں تیسری شہادت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ہے ان پر صلاۃ کا ذکر نہیں اگر نماز ہوتی ان پر بھی ہوتی ہاں دو دو کی ان دو کے لئے تخصیص وجہ وجیہ رکھتی ہے اگرچہ وجہ کی حاجت بھی نہیں کہ وہ احکام عامہ سے نہیں وجہ اس حدیث سے ظاہر ہوگی جس میں ان دو صحابہ کرام کا حضرت ابن رواحہ کا فرق ارشاد ہوا ہے اور یہ کہ ان کو جنت میں منہ پھیرے ہوئے پایا کہ معرکہ میں قدرے

Marfat.com

اعراض واقع ہوکر اقبال ہوا تھا۔

وھو فی اٰخر ھٰذین المرسلین رواہ البیھقی عن طریق الواقدی بسندیہ والیہ اشار فی حدیث ابن سعد عن ابن عامر الصحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ موفوعا رائیت فی بعضھم اعراضا کانہ کرہ السیف۔

اور وہ ان دونوں مرسل حدیثوں کے آخر میں ہے جسکو بیہقی نے بطریق واقدی دونوں سندوں سے روایت کیا اور اسی کی طرف اشارہ کیا حدیث ابن سعد میں ابن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ میں نے انہیں سے بعض کو منہ پھیرے دیکھا، شاید انھوں نے تلوار سے کراہت کی تھی۔

اور سب سے زائد یہ کہ وہ شہدائے معرکہ ہیں نماز غائب جائز ماننے والے شہید معرکہ پر نماز نہیں مانتے تو باجماع فریقین یہاں صلاۃ بمعنے دعا ہونا لازم جس طرح خود امام نووی شافعی و امام قسطلانی شافعی و امام سیوطی شافعی رحمہم اللہ تعالٰی نے صلاۃ علی قبور شہدار احد میں ذکر فرمایا کہ یہاں صلاۃ بمعنی دعا ہونے پر اجماع ہے کما اثرناہ فی النھی الحاجز حالانکہ وہاں تو صلی علی اھلہ احد صلاتہ علی المیت یہاں اس قدر بھی نہیں۔

شوکانی صاحب نیل الاوطار ایسی جگہ اپنی اصول دانی یوں کھولتے ہیں کہ صلاۃ بمعنی نماز حقیقت شرعیہ ہے اور بلا دلیل حقیقت سے عدول ناجائز۔

اقول اولاً ان مجتہد بننے والوں کو اتنی خبر نہیں کہ حقیقت شرعیہ صلاۃ بمعنی ارکان مخصوصہ ہے یہ معنی خود نماز جنازہ میں کہاں [illegible] نہ سجود نہ تراٰت رکعۃ الثالث عندنا والبوافی اجماعا لہٰذا علماء تصریح فرماتے

ہیں کہ نماز جنازہ صلاۃ مطلقہ نہیں اور تحقیق یہ کہ وہ دعائے مطلق وصلاۃ مطلقہ میں برزخ ہے کما اشار الیہ البخاری فی صحیحہ واطال فیہ لاجرم امام محمود عینی نے تصریح فرمائی کہ نماز جنازہ پر اطلاق صلاۃ مجاز ہے صحیح بخاری میں ہے سماھا صلاۃ لیس فیھا رکوع ولا سجود عمدۃ القاری میں ہے لکن التسمیۃ لیست بطریق الحقیقۃ ولا بطریق الاشتراک ولکن بطریق المجاز عمدۃ القاری میں ہے کہ یہ نام اپنا بطور حقیقت نہیں ہے اور نہ بطریق اشتراک یہ صرف بطریق مجاز ہے۔

ثانیاً صلاۃ کے ساتھ جب علیٰ فلان مذکور ہو ہرگز اس سے حقیقت شرعیہ مراد نہیں ہوتی نہ ہو سکتی ہے قال اللہ تعالیٰ یآ ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ اٰلہ کما تحب وترضیٰ وقال وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللھم صل علیٰ اٰل ابی اوفیٰ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ الٰہی تو ابو اوفیٰ پر نماز پڑھ یا ان کا جنازہ پڑھ کیا صلاۃ علیہ شرع میں بمعنی درود نہیں۔

تنبیہ بعض حنفی بننے والے یہاں یہ عذر بے معنی پیش کرتے ہیں کہ مدارج النبوۃ میں ہے

والان در حرمین شریفین متعارف است	حرمین شریفین کے دالان میں یہ دستور
کہ چوں خبر می رسد کہ فلاں مرد صالح در	ہے کہ جب کسی نیک شخص کے کسی اسلامی ملک
بلدے از بلاد اسلام فوت کردہ است	میں فوت ہونیکی اطلاع ملتی ہے تو شافعیہ
شافعیہ نماز بروے میکنند و بعضے حنفیہ	اسپر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور بعض احناف

Marfat.com

با ایشاں شریک مے شوند از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث ایں فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چوں شریک می شوند در گزاردن ایں نماز، گفت دعائے است کہ میکنند فلا باس بہ۔

بھی اس میں شرکت کر لیتے ہیں، قاضی علی بن جار اللہ (جو اس فقیر کے حدیث میں شیخ تھے) سے دریافت کیا گیا، کہ حنفیہ اس نماز میں کیوں شرکت کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا، یہ دعا کرتے ہیں کیا حرج ہے۔

تمام نصوص صریحہ کتب معتمدہ و اجماع جمیع ائمہ مذہب کے مقابل گیارہویں صدی کے ایک فاضل قاضی کی حکایت پیش کر دینا مناسب نہیں،

(۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کہ متاخرین تو متاخرین خود ان کے معاصرین ان کیلئے مرتبہ اجتہاد کی شہادت دیتے ان امام جلیل کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی مسئلہ مذہب پر بحث کرنا چاہیں تو ڈرتے ڈرتے یوں فرماتے ہیں لو کان الی شیئ لقلت کذا مجھے کچھ اختیار ہوتا یوں کہتا (دیکھو فتح القدیر مسئلہ آبین وکتاب الحج باب الجنایات مسئلہ حق وغیرہما) پھر جو بحث وہ کرتے ہیں علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں مسموع نہ ہوگی، اس پر عمل جائز نہیں مذہب ہی کا اتباع کیا جائیگا۔ رد المحتار نواقض مسح الخف میں ہے

قد قال العلامۃ قاسم عبارۃ بابحاث شیخنا یعنی ابن الہمام اذا خالف المنقول علا

علامہ قاسم نے فرمایا ہمارے استاذ امام ابن الہمام کی بحثوں کا کچھ اعتبار نہیں جب وہ مسئلہ منقول مذہب کے خلاف ہوں

اسی طرح جنایات الحج میں ہے نکاح الرقیق میں علامہ نور الدین علی مقدسی سے ہے

Marfat.com

لکمال بلغ رتبۃ الاجتھاد وان — امام ابن الہمام رتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے
کان البحث لا یقضی علی المذھب — ہیں اگرچہ بحث مذہب پر غالب نہیں آسکتے۔

پھر جسے ادنیٰ لیاقتِ اجتہاد بھی نہیں جمیع آئمہ مذہب کے خلاف اس کی بات کیا قابل التفات۔ طحطاوی باب العدت میں ہے

النص ھو المتبع فلا یعول علی — نقل ہی کا اتباع ہے تو مسئلہ منقول ہوتے
المبحث معہ — ہوئے بحث کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) تصریح ہے کہ خلاف مذہب بعض مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں ہم نے العطایا النبویہ میں اس کی بہت نقول ذکر کی ہیں حلبی علی الدرر باب صلوٰۃ الخوف میں ہے لا یعمل بہ لانہ قول البعض اس پر عمل نہ کیا جائے کہ یہ بعض کا قول ہے، تو جو ایک کا بھی قول نہ ہو اس پر کیونکہ عمل ہو سکتا ہے۔

(۳) نصوص جلیلہ ہیں کہ متون کے مقابل شروح شروح کے مقابل فتاویٰ پر عمل نہیں ہم نے اس کی نقول متوافرہ اپنی کتاب فضل القضا فی رسم الافتا میں روشن کیں اور علامہ ابراہیم حلبی محشی در کے قول مذکور میں ہے لا یعمل بہ لمخالفتہ لاطلاق سائر المتون اس پر عمل نہیں کہ اطلاق جملہ متون کے خلاف ہے جب نہ متون اس، اطلاق عبارات متون کا مخالف ناقابل عمل توجہ متون و مشروح وفتاوے سب کے خلاف ہے اس پر عمل کیونکر محتمل (۴) پھر وہ بحث کچھ ہستی بھی رکھتی ہو نماز جنازہ مجرد دعا کے مثل زنہار نہیں دعا میں طہارت بدن طہارت جامہ طہارت مکان استقبال قبلہ تکبیر تحریمہ تحلیل استقرار علی الارض کچھ بھی ضرور نہیں اور نماز جنازہ میں یہ اور ان سے زائد اور بہت باتیں سب فرض ہیں کیا اگر کچھ

Marfat.com

لوگ اسی وقت پیشاب کرکے بے استنجا بے وضو بے تیمم جنازہ کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک شخص قبلہ کو پشت کرکے جنازہ کی پٹی سے پیٹھ لگا کر بیٹھے اور باقی کچھ اس کے آگے کچھ برابر لیٹے بیٹھے کچھ گھوڑوں پر چڑھے اور اتر دکھن پورب مختلف جہتوں خلاف قبلہ کو منہ کئے ہوں وہ پشتو میں کہے الٰہی اس میت کو بخشدے اور یہ سب انگریزی وغیرہ میں آمین کہیں تو کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ نماز جنازہ ادا ہوئی اور اس طرح کی نماز میں حرج نہیں، دعائے ست کہ میکنند فلاباس بہ اجماع ائمہ مذہب کے خلاف ایسی بے معنی استناد کیسی سخت جہالت شدیدہ ہے۔ شک نہیں کہ قاضی ممدوح گیارہویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم سے لغزش بھی ہوتی ہے پھر اس کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اتقوا زلۃ العالم وانتظروا فیاءتہ — عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار رکھو

رواہ الحسن بن الحلوانی اُستاذ مسلم وابن عدی والبیہقی والعسکری فی الامثال عن عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں عالم سے لغزش ہوتی ہے وہ تو اس سے رجوع کر لیتا ہے اور اس کی خبر شہروں شہروں پہنچکر لغزش اس سے منقول رہ جاتی ہے ذکرہ المنادی فی نبض القدیر خدارا انصاف ذرا یوں فرض کر دیکھئے کہ کتب مذہب میں جواز نماز غائب وتکرار جنازہ کی عام تصریحات ہوتیں اور قاضی ممدوح نہیں، ان جیسے دو سو قاضی اسے ناجائز بتاتے اور کوئی

Marfat.com

شخص کتب مذہب کے مقابل ان دوسو سے سند لاتا تو دیکھئے کہ یہ حضرات کس قدر غُل مچاتے اُچھل اُچھل پڑتے کہ دیکھو کتب مذہب میں تو جواز کی صاف تصریح ہے اور یہ شخص ان سب کے خلاف گیارہویں صدی کے دوسو قاضیوں کی سند دیتا ہے ہم ان کی مانیں یا کتب مذہب کو حق جانیں اور اب جو اپنی باری ہے تو تمام ائمہ مذہب کا اجماع تمام کتب مذہب کا اتفاق سب بالائے طاق اور تنہا قاضی ممدوح کو تقلید کا استحقاق۔ اس ظلم صریح کی کوئی حد ہے مگر یہ ہے کہ جب کہیں کچھ نہ پایا الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ وباللہ العصمۃ۔ مدارج النبوۃ نہ کوئی فقہ کی کتب ہے نہ اس میں یہ حکایت بغرض استناد نہ شیخ کو اس پر تعویل واعتماد وہ حنفی ہیں اور مذہب حنفی خود اسی کتاب میں اسی عبارت سے اوپر یوں بتا رہے ہیں مذہب امام ابوحنیفہ مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ آنست کہ جائز نیست پھر اس پر دلیل بتا کر مخالفین کے جواب دئے ہیں نیز اس حکایت کے متصل ہی حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر روز بہ نیت جملہ اموات مسلمین نماز غائب پڑھنے کی وصیت نقل کر کے اس پر سکوت نہ کیا کہ کہاں قاضی علی بن ظہیرہ اور کہاں حضور پُرنور غوثیت مآب۔ مبادا غلامانِ حضور اس سے حنفیہ کے لئے جواز خیال کر لیں۔ لہٰذا معاً اس پر تنبیہ کو فرما دیا کہ ایشاں حنبلی اند ونزد امام احمد حنبل جائز است۔ اگر شیخ کو اس حکایت سے استناد مقصود ہوتا تو یہاں استدراک ودفع وہم (نہ فرماتے بلکہ اسے اس کا موید ٹھہراتے کما لایخفی واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

جواب سوال سوم

اولاً جبکہ آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ نماز غائب وتکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں تو امام کا شافعی المذہب ہونا اس ناجائز کو ہمارے لئے کیونکر جائز کر سکتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ ناجائز بات میں کسی کی اطاعت نہیں رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ احمد والحاکم بسند صحیح عن عمران بن حصین وعن عمرو بن الحکم الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ثانیاً یہاں اطاعت امام کا حیلہ عجیب پاور ہوا ہے بھائیو وہ تمہارا امام تو جب ہو کہ تم اس کی اقتدا کرو پیش از اقتدا اس کی اطاعت تم پر کیوں ہو۔ اور جب تمہارے مذہب میں وہ ناجائز وگناہ ہے تو تمہیں ایسے امر میں اس کی اقتدا ہی کب روا ہے یہ وہی مثل ہے کہ کسی کودن نے کچھ اشعار قبیح وشنیع اغلاط پر مشتمل لکھ کر کسی شاعر کو سنائے اُس نے کہا یہ الفاظ غلط باندھے ہیں کہا بضرورت شعری کہا یا باشعر گفتن چہ ضرور ثالثاً جائز یا فرض وواجب نمازیں جن میں حنفی حسب شرائط مذکور بحر الرائق وغیرہ اہلسنت کے کسی دوسرے مذہب والے مثلاً شافعی وغیرہ کی اقتدا کرے اس میں ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو امور ہمارے مذہب میں اصل سے محض ناجائز ہیں ان میں اس کی پیروی نہ کرے اگرچہ اس کے مذہب میں جائز ہوں مثلاً صبح کی نماز میں وہ قنوت پڑھے تو یہ نہ پڑھے نماز جنازہ میں امام پانچویں تکبیر

Marfat.com

کہے تو یہ نہ کہے عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

انما یتبعہ فی المشروع دون غیرہ۔ — مقتدی امام کی پیروی جائز امر میں کرے گا۔

تنویر میں ہے

یأتی المأموم بقنوت الوتر لا الفجر بل یقف ساکتا۔ — مقتدی قنوت وتر میں پڑھے گا فجر میں نہیں۔ بلکہ چپ کھڑا رہے گا۔

بحر میں ہے۔

لو کبّر خمسا فی الجنازۃ لا یتابعہ فی الخامسۃ۔ — اگر امام نے جنازہ میں پانچویں تکبیر کہی تو مقتدی اس کی اتباع نہ کرے گا۔

جب بعد اقتدا یہ حکم ہے تو قبل اقتدا امر نا جائز نا مشروع میں اقتدا کی اجازت کیونکہ ممکن۔ غرض مذہب مہذب حنفی کا حکم تو یہ ہے باقی جو کوئی غیر مقلد بننا چاہے تو آجکل آزادی و بے لگامی کی ہوا چل رہی ہے۔ ہر شخص کو شتر بے مہار ہونے کا اختیار اور اس کے رد میں بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے رسائل النہی الاکید وغیرہ کافی واللہ المستعان علیٰ اہل طغیان واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السّلام علی سید المرسلین محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔ اٰمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد ن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

Marfat.com

تفاسیرِ احکام

لِفدیۃ الصّلوٰۃ وَالصّیام

۱۶ ھ ۱۳

تصنیف

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مفتی سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

تقدیم

مرنے کے بعد میت کے روزوں اور نماز کا ندیہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں، اس کی قیود و شرائط کیا ہیں؟ اور اس کا طریق کار کیا ہے؟ اور اس سے متعلق دیگر امور اعلیٰحضرت کے اس رسالہ تفاسیر الاحکام میں ملاحظہ ہوں شمسی اور قمری سال سے متعلق نفیس تحقیق بھی اس رسالہ میں موجود ہے، صاع اور نصف صاع کا لفظ مقدار کے تعین کے لئے کتب شرعیہ میں بکثرت مستعمل ہوتا ہے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں اپنے زمانہ کے رائج الوقت اوزان سے اس کا ٹھیک ٹھیک تقابل کیا ہے، جواب بھی کار آمد ہے۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ۔
اَللّٰہ رب محمد صل علیہ وسلما

مسئلہ از پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ قاضی محمد عبدالوحید صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں نمبر (۱) موتی[1] کے روزہ کا فدیہ جو کتابوں میں فقہ کی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو لکھا ہے۔ اُس وزن کی تطبیق اِس ہندوستان کے کس وزن کے برابر کی گئی ہے کتب فقہ میں جو فی روزہ دو سیر گیہوں یا چار سیر جَو لکھا ہے وہ بیس گنڈے کے حساب سے ہے یا انیس ۱۹ گنڈے کے۔ غرض پٹنہ ضلع میں اگر کوئی شخص فدیہ دینا چاہے تو وہ کس وزن سے فی روزہ دے گا (۲) چاول کا حساب کس چیز میں ہوگا۔ گیہوں میں یا جَو میں یعنی فی روزہ چاول مثل گیہوں کے ۲ ثار یا مثل جَو کے ۴ ثار دیا جاویگا۔ اور اگر چاول دیا جا سکتا ہے تو کل اقسام کے چاول ایک ہی حساب میں ہیں یا باسمتی سیلھا جو شاندہ مثل گیہوں کے اور موٹا چاول مثل جَو کے ہے۔ نمبر (۳) دھان مثل جَو کے فی روزہ ۴ ثار دے سکتے ہیں یا نہیں۔ نمبر (۴) فدیہ روزہ کا اگر کسی کے ذمہ بہت سا باقی ہے۔ تو وہ کل بیک وقت ادا کرے یا

---

[1] مُردوں۔

Marfat.com

بدفعات جزو جزکر کے دے سکتا ہے۔ مثلاً زید متوفی کے ذمہ ۳۰ روزہ کا فدیہ باقی ہے، تو یہ ۶۰ ثار گیہوں بیکدفعہ بیک وقت دینا چاہیئے یا ایک ایک دو دو کرکے ادا کر دینے کا مجاز ہے کہ نہیں۔ اس میں ایک صورت یہ بھی نکلتی ہے کہ اگر زید کے ذمہ ایک ہی روزہ کا فدیہ باقی رہے تو وہ اس دو سیر گیہوں کو پاؤ پاؤ کرکے ۸ دفعہ یا آدھ آدھ سیر کرکے ۴ دفعہ دے سکتا ہے یا نہیں۔ (۵) متعدد روزہ کا فدیہ کل ایک ہی دن ایک شخص کو دے سکتے ہیں۔ یا دوسرے دوسرے کو دینا چاہیئے۔ مثلاً زید متوفی کے ذمہ دس روزہ کا فدیہ چاہیئے تھا، اگر یہ ادا کیا جائے تو کل ایک ہی آدمی کو ایک ہی دن بیک دفعہ بیک وقت دے یا ایک ہی آدمی کو دس روزہ پیہم دے یا ایک ہی دن میں دس آدمی کو دیدے یا دس روز کرکے دوسرے دوسرے کو دے اس کی چار شکلیں نکلیں وہو ہذا

شکل اول ایک ہی دن ایک شخص کو کل دسوں روزوں کا بیک دفعہ بیک وقت دیا جائے۔

شکل دوم ایک ہی آدمی کو دس روزوں تک برابر دیا جائے۔

شکل سوم ایک ہی دن میں دس آدمیوں کو دیا جائے۔

شکل چہارم دس روز کرکے دس آدمیوں کو دیا جائے۔

یہ چاروں شکلیں جائز ہیں یا نہیں۔

نمبر (۶) اس کے مستحق کون کون اشخاص ہیں سید کو دے سکتے ہیں یا نہیں، اقربا میں جو لوگ غریب ہیں ان کو دینے کا حکم ہے یا نہیں، گھر کے نوکر چاکر کو اگر دیں اور مشاہرہ یا کھانے میں وضع نہ کریں تو جائز ہے یا نہیں۔ نمبر (۷) غلہ

Marfat.com

دینا بہتر ہے اُس کی قیمت باندھ کر جو اس زمانہ میں نرخ بازار ہو، کون دینا مناسب ہے اور نقد روپیہ کا بھی کل وہی حکم ہے جو غلہ کا ہے یا فرق ہے نمبر (۸) اگر کسی غریب کے ذمّہ روپیہ قرض کا باقی ہے اور فدیہ پانے کا مستحق ہے تو وہ روپیہ فدیہ میں روزے کے دے سکتا ہے یا نہیں۔ نمبر (۹) فدیہ ادا کرتے وقت یہ لفظ کہنا چاہیئے کہ یہ غلّہ یا نقد فلاں کے روزہ کا فدیہ ہے یا انما الاعمال بالنیات کافی ہے۔ نمبر (۱۰) شیخ فانی یا موتیٰ کے فدیہ کے احکام میں کوئی فرق ہے یا دونوں کا حکم ہے ہے اور اگر فرق ہے تو وہ کونسا فرق ہے نمبر (۱۱) اگر اپنی زندگی ہی میں روزہ قضا شدہ کا فدیہ کوئی شخص دیدے حالانکہ وہ شیخ فانی نہیں ہے تو وہ روزہ اس سے ساقط ہوگا یا نہیں۔ نمبر (۱۲) اگر زید نے انتقال کیا اور اس کے ذمّہ روزہ فرض باقی رہ گیا ہے تو اس کے وارث یا اقربا اس روزہ کے بدلے میں روزہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جواب س۱ (۲) وزن بلاد میں مختلف ہوتے ہیں لہٰذا ہم تولوں اور انگریزی روپوں کا حساب بتاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے یہاں کے وزنِ رائج کو بآسانی اُس سے تطبیق دے سکے ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ یا کفارے میں ایک مسکین کی خوراک شخص کا صدقۂ فطر یہ سب گیہوں سے نیم صاع اور جَو سے ایک صاع ہے۔ صاع دوسو ستّر ۲۷۰ تولے ہے۔ نیم صاع ایک سو پینتیس تولے۔ تولہ بارہ ماشہ۔ ماشہ آٹھ رتی۔ رتی آٹھ چاول، انگریزی سکہ رائج سوا گیارہ ماشے

Marfat.com

ہے۔ ردالمحتار میں ہے

اعلم ان الصاع اربعة امداد	جب صاع چار من ہے اور ہر من چالیس
والمد بالاستار اربعون	استار اور ہر استار ساڑھے چار مثقال
والاستار بکسر الهمزة بالمثاقیل	تو ہر من ایک سو اسی مثقال ہوئے اور
اربعة ونصف کذا فی شرح	مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے۔
درر البحار اه ملخصا	

ولہٰذا درہم شرعی کو مثقال کا ۷/۱۰ سات عشر ہے

فی الدر المختار کل عشرة دراهم	درمختار میں ہے ہر دس درہم کا وزن سات
وزن سبعة مثاقیل۔	مثقال ہے۔

پچیس رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوا یعنی ۳ ماشہ ۱/۵ سرخ۔ جواہر الاخلاطی میں ہے

الدراهم الشرعی خمسة	درہم شرعی پچیس رتی اور ۱/۵ رتی ہے۔
وعشرون حبة وخمس حبة	

کشف العظام میں ہے

بدانکہ معتبر نزد ما صاع عراقی ست	جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک عراقی صاع
وآں ہشت رطل بست استار چار	معتبر ہے اور وہ آٹھ رطل ہے بیس استار
ونیم مثقال ومثقال بست قیراط	ساڑھے چار مثقال، اور مثقال بیس
وقیراط یک حبہ وچہار خمس حبہ وحبہ	قیراط اور ایک قیراط ایک رتی اور ۴/۵
کہ آں را بفارسی سرخ گویند ہشتم	اور حبہ جسے فارسی میں رتی کہتے ہیں یہ
حصۂ ماشہ است پس مثقال	ماشہ کا آٹھواں حصہ ہے پس مثقال

Marfat.com

نصف صاع لم يجز ولو اعطاه
الكل جاز اه وفى الهندية عن
التتارخانية عن الولوالجية
لو دفع عن خمس صلوٰة تسع
امناء لفقير واحد ومنا لفقير
واحد اختار الفقيه انه يجوز
عن اربع صلوٰة ولا يجوز عن
صلوٰة الخامسة اه وفى البحر
قال ابو بكر الاسكاف يجوز ذلك
كله وقال ابو القاسم وهو اختيار
الفقيه ابى الليث يجوز عن اربع
صلوٰة دون الخامسة لانه متفرق
ولا يجوز ان يعطى كل مسكين
اقل من نصف صاع فى كفارة
اليمين فكذلك هذا فالحاصل
ان كفارة الصلوٰة تفارق كفارة
اليمين فى حق انه لا يشترط فيها
العدد وتوافقها من حيث انه
لو ادى اقل من نصف صاع

کم دیا تو جائز نہیں اور اگر کل دے دیا
تو جائز ہے۔ اور ہندیہ میں تتارخانیہ
سے ہے اور ولوالجیہ سے ہے کہ اگر پانچ
نمازوں سے نو مَن ادا کئے اور ایک فقیر
کو دئے اور ایک من ایک فقیر کو تو فقیہ
نے یہ اختیار کیا کہ یہ چار نمازوں کی
طرف سے جائز ہے اور پانچوں نماز سے
جائز نہیں، اور بحر میں ہے کہ ابو بکر
اسکاف نے کہا کہ یہ سب کچھ جائز ہے
اور ابو القاسم نے کہا کہ یہی اختیار
ابو اللیث کہ چار نمازوں سے جائز
پانچویں سے نہیں کیونکہ یہ متفرق
اور کفارہ یمین میں نصف صاع
کم ہر مسکین کو دینا جائز نہیں، تو
بھی ایسا ہی ہے، حاصل یہ کہ کفارہ
کفارہ یمین سے اس لحاظ سے جدا ہے
اس میں عدد شرط نہیں اور اس حیث
سے موافق ہے کہ نصف صاع سے
ایک فقیر کو دینا دونوں میں جائز

Marfat.com

الی فقیر واحد لا یجوز اه وفی
اظہار التنویر حاز لو اطعم واحد
استین یوما اه قلت فاذا جاز
ھٰذا فیما یشترط فیہ التعدد
فما لا یشترط فیہ اولی
بالجواز ۔

اور "اظہار التنویر" میں ہے کہ اگر ایک
ہی شخص کو ساٹھ دن تک کھلایا تو جائز
ہے ، میں کہتا ہوں جب یہ صورت اس
کفارہ میں جائز ہے کہ جس میں تعدد
شرط ہے تو جس میں تعدد شرط نہیں اس
میں بطریق اولیٰ جائز ہوگی ۔

جواب س (۶) مصرف اس کا مثل مصرف صدقۂ فطر و کفارۂ یمین و سائر کفارات و صدقات واجبہ ہے سید بلکہ کسی ہاشمی مثلاً شیخ علوی یا عباسی کو بھی نہیں دے سکتے غنی یا غنی مرد کے نابالغ فقیر بچے کو نہیں دے سکتے جو صاحب فدیہ کی اولاد میں ہے ، جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی یا صاحب فدیہ جس کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ ، دادا دادی ، نانا نانی انھیں نہیں دے سکتے اور اقربا مثلاً بہن بھائی ، چچا ، ماموں ، خالہ ، پھوپھی ، بھتیجہ ، بھتیجی ، بھانجہ ، بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جبکہ اور موانع نہ ہوں یا ہیں نوکروں کو جبکہ اُجرت میں محسوب نکریں

فی ردالمحتار مصرف الزکوٰۃ ھو
مصرف ایضا لصدقۃ الفطر
والکفارۃ والنذر وغیر ذٰلک
من الصدقات الواجبۃ کما فی
قھستانی اه اقول وھو متمش
علی تصحیح ما عن ابی یوسف

ردالمحتار میں ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے وہی
صدقہ فطر ، کفارہ اور نذر وغیرہ صدقات
واجبہ کا بھی مصرف ہے ، قہستانی ، میں
کہتا ہوں کہ اس میں ابو یوسف سے
مروی اس قول کی تصحیح ہے کہ صدقات
واجبہ کافر ذمی کو نہیں دئے جا سکتے

Marfat.com

من عدم جواز شیئ من الصدقات الواجبة لکافر ذمی قال فی الدر لا تدفع (ای الزکوٰۃ) الی ذمی وجاز دفع غیرھا وغیر العشر والخراج الیہ ای الذمی ولو واجبا کنذر وکفارۃ وفطرۃ خلافاً للشافعی وبقولہ یفتی حاوی القدسی اھ وفیہ لو دفعھا المعلم الخلیفۃ ان کان بحیث یعمل لہٗ لو لم یعطہ صح والا لا اھ وفی معراج الدرایۃ ثم الھندیۃ وکذا ما یدفعہ الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرھا بنیہ الزکوٰۃ۔

ہیں، دُر میں ہے نہ دی جائے (زکوٰۃ) ذمّی کو، اور زکوٰۃ کے علاوہ عشر اور خراج کے علاوہ اگرچہ صدقۂ واجبہ ہی کیوں نہ ہو جیسے نذر کفارہ اور فطرہ ذمی کو دے سکتے ہیں، شافعیؒ کا اس میں اختلاف ہے۔ حاوی قدسی نے بھی اسی قول پر فتویٰ دیا، اور اس میں ہے کہ اگر خلیفہ نے معلم کو زکوٰۃ دے دی تو اگر وہ اس قسم کا معلم ہے کہ اگر اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے تب بھی کام کرتا رہے گا تو صحیح ہے ورنہ نہیں، معراج الدرایہ اور ہندیہ میں ہے کہ یہی حال اس مال کا ہے جو عید وغیرہ مواقع پر بہ نیت زکوٰۃ خادموں کو دیا جاتا ہے۔

صدقاتِ واجبہ زوجین کو بھی نہیں دے سکتے **اقول** فدیۂ نماز و روزہ جب بعد مرگ دیا جائے تو مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ زوجہ کا فدیہ شوہر فقیر کو فوراً اور شوہر کا زوجۂ فقیرہ کو بعد عدّت گزرنے کے دینا جائز ہو کہ اب زوجیت نہ رہی اور شوہر زوجہ کے مرتے ہی اجنبی ہو جاتا ہے،

Marfat.com

دلہٰذا اسے مس جائز نہیں

فی درالمختار لا تصرف الی من یلیها بالزوجیه ولو مبانة قال الشامی ای فی العدة ولو بثلاث فهو عن معراج الدرایه اه وفی ردالمحتار عن بدائع الامام ملك العلماء المرأة تغسل زوجها لان اباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقی ما بقی النكاح بعد الموت باق الی ان تنقضی العدة بخلاف ما اذا ماتت فلا یغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار اجنبیا والله تعالیٰ اعلم۔

درمختار میں ہے کہ فدیہ دینا بیوی کو جائز نہیں خواہ اس کو طلاق بائن ہی کیوں نہ دے دی گئی ہو، معراج الدرایہ، اور ردالمحتار میں بدائع ملک العلماء سے ہے کہ عورت شوہر کو غسل دے سکتی ہے، کیونکہ غسل کا جائز ہونا نکاح سے مستفاد ہے تو جب تک نکاح باقی ہے اس کی اباحت بھی باقی رہیگی اور نکاح موت کے بعد سے عدت کے اختتام تک باقی ہے، بخلاف اس صورت کے جبکہ عورت مرجائے کہ شوہر اس کو غسل نہ دیگا کیونکہ محل نہ ہونے کی وجہ سے ملک نکاح ختم ہوئی اور وہ شخص اب اجنبی ہوگیا واللہ اعلم

فی الدر المختار دفع القیمة ای الدراهم افضل من دفع العین علی المذهب المفتی به جوهره وبحر عن الظهیریة وهذا فی السعة

درمختار میں ہے کہ یعنی درہم افضل ہیں بہ نسبت اشیاء کے، مذہب مفتی بہ جوہرہ اور بحر ظہیریہ سے یہ فراخی کے وقت کا حکم ہے اور سختی کے زمانہ میں شئے

Marfat.com

امافی الشدۃ فدفع العین افضل کا دینا افضل ہے۔

باقی احکام نقد و غلہ یکساں ہیں مگر وہ تفاوت جو خاص گندم و جَو میں بسبب اعتبار وزن معتبر شرعی اسقاط لحاظ مالیت کا ہے مثلاً فرض کیجیے کہ نیم صاع گندم کی قیمت دو آنہ ہے اور ایک صاع جَو کی ایک آنہ تو ایک آنہ یا ایک آنہ کی قیمت کی کوئی چیز کپڑا، کتاب، چاول باجرا وغیرہ بلحاظ قیمت جَو دے سکتے ہیں اگرچہ گندم کی قیمت نہ ہوئی مگر چہارم صاع گندم کافی نہیں اگرچہ قیمت اُن کی بھی ایک صاع جَو کے برابر ہو گئی کہ چار چیزیں جن میں نص شرعی وارد ہو چکا ہے یعنی گندم جَو خرما، کشمش ان میں قیمت کا اعتبار نہیں جتنا وزن شرعاً واجب ہے اُسی قدر دینا ہوگا۔

فی محیط الامام السرخسی ثم الھندیۃ لو ادی ربع صاع من حنطۃ جیدۃ تبلغ قیمتہ قیمۃ نصف صاع منھا او نصف صاع من شعیر لا یجوز عن الکل بل یقع عن نفسہ وعلیہ تکمیل الباقی وکذا لا یجوز ربع صاع من حنطۃ من شعیر اھ فی البدائع لان القیمۃ انما تعتبر فی

امام سرخسی کی محیط اور ہندیہ میں ہے کہ اگر عمدہ قسم کے چوتھائی صاع گیہوں کہ جن کی قیمت نصف صاع ہو یا نصف صاع جو دے تو سب کی طرف سے ادا نہ ہوگا بلکہ اس کے ذمہ باقی کی تکمیل ہے، اسی طرح چوتھائی صاع گندم ایک صاع جو کی طرف سے قابل قبول نہیں بدائع میں ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیمت کا اعتبار غیر منصوص میں ہے۔

Marfat.com

غیرالمنصوص علیہ۔
قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا۔جس دن ادا کر رہے ہیں بلکہ روز وجوب کا مثلاً اُس دن نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی۔آج ایک آنہ ہے۔تو ایک آنہ ہے۔تو ایک آنہ کافی نہ ہوگا۔دو آنے دینا لازم اور ایک آنہ تھی اب دو آنے ہوگئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی،

فی الدر المختار جاز دفع القیمۃ فی زکاۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر وکفارۃ غیر العتاق والقیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء

"درمختار میں ہے کہ قیمت کا دینا زکوٰۃ، عشر، خراج، فطرہ، نذر، اور کفارہ میں جائز ہے، آزاد کرنے میں نہیں، اور قیمت اسی دن کی معتبر ہوگی جس دن یہ چیزیں واجب ہوئی تھیں، اور صاحبین نے کہا اس دن کی معتبر ہوگی جس دن ادا کیجائیں۔

جواب س (۸) یہاں صورتیں متعدد ہیں۔فدیہ والا اپنی حیات میں فدیہ ادا کرتا ہے۔جیسے شیخ فانی روزے کا یا اس کی بعد وارث بلا وصیت بطور خود دیتا ہے یا بحکم وصیت ادا کیا جاتا ہے اور در صورتِ وصیت مدیون پر یہ دین بعد موت مورث حادث ہوا ہے جیسے کسی نے ترکہ سے کوئی چیز غصب کر کے صرف کر ڈالی کہ اس کے تاوان کا اس پر دین لازم آیا یا دین حیات مورث کا ہے تو یہ چار صورتیں ہیں، صورتِ اخیرہ میں عدم صحت کا حکم درمختار وغیرہ میں مصرح ہے یعنی زید پر نماز روزے وغیرہما کا فدیہ تھا۔اس نے وصیت کی کہ یہ میرے مال سے ادا کرنا عمرو فقیر حیات زید سے زید کا مدیون تھا وصی نے وہ دین فدیہ میں عمرو

کو چھوڑ دیا فدیہ ادا نہ ہوا۔

قال قبیل باب الوصی اوصی بصلوٰۃ وثلث ماله دیون علی المعسرین فترکها الوصی لهم عن الفدیة لم یجزه ولا بد من القبض ثم التصدق علیهم ولو امر ان یتصدق بالثلث فمات فغصب غاصب ثلثها مثلا واستهلك فترکه صدقة علیه وهو معسر یجزیه لحصول قبضه بعد الموت بخلاف الدین الکل من القنیة اه فی رد المحتار قوله اوصی بصلوته اوصیاماته فصح قوله لم تجزه وقیل تجزیه قال فی القنیة قال استاذنا والاول احب الی حتے توجد الروایة قوله بخلاف الدین ای فی المسئالة السابقة فانه مقبوض قبل الموت بقی

باب الوصی سے کچھ قبل کہا، کسی شخص
نماز کے فدیہ کی وصیت کی، اور اس
تہائی مال تنگدستوں پر فرض ہے تو
وصی نے فدیہ کے بجائے یہ مال انکو معاف
کر دیا، کافی نہ ہوگا، لیکر صدقہ کرنا
ضروری ہے اور اگر یہ وصیت کی کہ تہائی
مال صدقہ کر دیا جائے اور مر گیا پھر مثلاً
کسی غاصب نے اس کا تہائی مال غصب
کر لیا، اور ہلاک کر دیا اور وصی نے بطور
صدقہ اس کو معاف کر دیا تو کافی ہے
کیونکہ اس کا قبضہ موت کے بعد ثابت
ہو گیا، بخلاف دین کے۔ قنیہ اور
رد المحتار میں ہے کہ کسی نے اپنی نمازوں
یا روزوں کے لئے وصیت کی تو اسکا
قول لم تجزہ صحیح ہوا اور ایک قول ہے
کہ تجزیہ، قنیہ میں کہا کہ ہمارے استاذ
نے فرمایا میرے نزدیک پہلا پسندیدہ
ہے، حتیٰ کہ روایت پائی جائے، بخلاف

Marfat.com

لواوصی بکفارۃ صلوٰتہ والمسألۃ
بحالھا ھل یجزیہ لحصول قبضہ
بعد الموت اولا یراجع اھ اراد
بقولہ والمسألۃ بحالھا مسألۃ
الغصب ورایتنی کتبت
علیہ مانصہ اقول وباللہ
التوفیق ولہ الحمد عندی
مسألتا الفدیۃ والغصب علی
ان الوصیۃ بالمال تتناول
الدین ما کان دینا فاذا صار
عینا بالقبض تناولتہ کما صرح
بہ فی الظھیریۃ حیث قال
اذا کان مائتہ درھم عین
ومائتہ درھم علی اجنبی دین
فاوصی لرجل بثلث مالہ
فانہ یاخذ ثلث العین دون
الدین الا تری ان حلف
ان لامال لہ ولہ دیون
علی الناس لم یحنث ثم ماخوذ

دین کے، یعنی مسئلہ سابقہ میں کیونکہ
اس پر موت سے قبل قبضہ کیا گیا تھا اب
یہ مسئلہ باقی رہا کہ کسی نے اپنی نماز کے کفارہ
کی وصیت کی اور مسالہ بحالہ ہو، تو آیا
یہ جائز ہے؟ کہ قبضہ موت کے بعد ہوا یا
نہیں"، اور مسئلہ بحالیا ہو" سے مراد
غصب کا مسألۃ ہے، میں نے اس پر یہ
لکھا ہے کہ میرے نزدیک فدیہ اور غصب
کا مسئلہ یہ ہے کہ وصیت بالمال دین کو
اس وقت تک شامل نہیں ہوتی جب
تک کہ دین، دین رہے، اور جب قبضہ
کی وجہ سے عین ہو جائے تو اس کو شامل
ہو جاتی ہے جیسے کہ ظہیریہ میں اس کی
تصریح ہے انھوں نے فرمایا کہ جب کسی کے
سو درہم عین ہوں اور سو درہم کسی
اجنبی پر دین ہوں پھر وہ شخص اپنے تہائی
مال کی کسی کیلئے وصیت کر دے تو اب وہ
صرف عین کا تہائی لے گا دین کا نہیں
جیسے اگر کوئی شخص قسم کھا کر کہے کہ

Marfat.com

من الدين اخذ منه ثلثه
حتى يخرج الدين كله
لانه لما تعين الخارج
مالا التحق بماكان
عيناً في الابتداء ولا يقال
لما لم يثبت حقه في
الدين قبل ان يتعين كيف
يثبت حقه فيه اذا تعين
لانا نقول مثل هذا غير
ممتنع الا ترى ان الموصى
له بثلث المال لا يثبت حقه
في القصاص ومتى انقلب
ما لا يثبت حقه فيه اعم وبه
يحصل التوفيق بين قولي
الخانية لا تدخل الديون
اى في الوصية بالمال
والوهبانية ان الدخول
اجدر كما جنح اليه في منحة
الخالق فراجعها من شئت

اس کے پاس کچھ مال نہیں حالانکہ لوگ
پر اس کا دین ہو، تو حانث نہ ہوگا، پھ
جتنا مال دین نکلتا ہوئے گا اس کا ثلث
لیتا جائے گا حتیٰ کہ پورا دین نکل جائیگ
کیونکہ جب خارج مال متعین ہوگیا تو اس
سے لاحق ہوگیا جو ابتداءً عین تھا اور یہ
نہ کہا جائے کہ جب متعین ہونے سے قبل اس
حق دین ثابت ہی نہ ہوا تو اسکا حق اس میں
کیسے ثابت ہوگا؟ اسلئے کہ ہم کہتے ہیں یہ غ
ممتنع ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ شخص
جسکے لئے ثلث مال کی وصیت مال کی د
ہو، اسکا حق قصاص میں ثابت نہیں ہوتا
ہے، لیکن جب قصاص مال کی صورت میں
آتا ہے تو اسکا حق اس ثابت ہوتا جاتا ہے اس
تقریر سے خانیہ کے اس قول "وصیت بالما
میں دیون داخل نہیں" اور وہبانیہ کے
اس قول میں کہ "دیون کا داخل ہونا زیادہ
لائق ہے" تطبیق ظاہر ہوتی ہے۔ منحۃ الخالق
میں بھی یہی ہے، قضاء کے مسائل متفرقہ میں

Marfat.com

القضاء ففی مسألة الفدیة لما
کان الدین سابقا علی الموت
وقد اراد الوصی اسقاطه قبل
القبض فیکون انفاذ اللوصیة
فیما لم تتناوله فلا یجوز مالم
یقبض فیتصدق وفی مسألة
الغصب لما کان المال عینا
عند الوفاة وانما حصل قبض
الغاصب واستهلاکه وصیرورته
دینا بعد الموت فقد تناولته
الوصیة فجاز هٰذا ماظهر لی
وبه یظهر الجواب عما توقف فیه
العلامة المحشی بقوله یراجع
فانه لا غبار علیه من هٰذه
الجهة الا ان یثبت ان اداء
الکفارات بترک الدین لا یجوز
اصلا وفیه وقفة فلیراجع
ولیحرر اهـ ما کتبت علیه

اس مسئلہ کو دیکھئے، مسئلہ فدیہ میں جبکہ
دین موت پر مقدم تھا اور وصی نے قبض
سے قبل اس کو ساقط کرنا چاہا تو اس صورت
میں کہ جسکو وصیت شامل نہ تھی یہ وصیت کا
نافذ کرنا ہوگا تو اس وقت تک جائز نہ ہوگا
جب تک کہ قبضہ کرنے کے بعد صدقہ نہ کرے
اور مسئلہ غصب میں چونکہ بوقت وفات
مال عین تھا اور غاصب کا قبضہ کرکے ہلاک
کرنا اور اس کا دین ہونا موت کے بعد
واقع ہوا تو اسے وصیت شامل ہوگئی تو یہ
جائز ہوا، یہ ہے وہ جو مجھ پر ظاہر ہوا،
اس سے اس کا جواب بھی معلوم ہوا جس
میں علامہ محشی نے توقف کیا، اور کہا کہ
مراجعت کیجائے کیونکہ اس لحاظ سے اس پر
کچھ غور نہیں، ہاں اسوقت ہے جبکہ یہ ثابت
ہو جائے کہ کفارات کا ادا کرنا دین کے ترک
سے بالکل جائز نہیں اور اس میں توقف ہے
لہٰذا اس میں خوب غور و فکر چاہیئے۔

باقی صور کا حکم قابل تفتیش و مراجعت ہے اقول وباللہ التوفیق امر محتمل ہے

Marfat.com

اور قائل کہہ سکتا ہے کہ قائدہ شرعیہ ادائے کامل بہ کامل ہے نہ کامل بناقص ولہٰذا اوقات ثلثہ میں کوئی نماز ادا و قضا جائز نہیں مگر آج کی عصر یا اس جنازے کی نماز جو انھیں اوقات میں لایا گیا

لتادیھما حینئذٍ کما وجبتا	کیونکہ یہ دونوں اسی طرح ادا ہوئے
والمائل بتعلیلا لتھا مذکورۃ	جس طرح کہ واجب ہوئے تھے اور اسکی
متوفا وشراوحا۔	علتیں متون وشروح میں مذکور ہیں۔

روزوں میں کونا قص نہیں اور قضا نمازیں عموماً کامل ہیں ولہٰذا کل کی عصر آج آفتاب ڈوبنے قضا نہیں کی جاسکتی، اور جو مال کسی پر دین ہو جب تک وصول نہ ہو مال کامل نہیں ناقص ہے خصوصاً جبکہ کسی مفلس پر ہو کہ وہ تو گویا مردہ مال ہے ولہٰذا حاصل ملک مال کہ تمول وغنا ہے اُس سے حاصل نہیں ہوتا زید کے لاکھ روپے کسی مفلس پر قرض آتے ہوں جب تک پاس نصاب نہ ہو فقیر ہے۔ خود زکوٰۃ لے سکتا ہے

فی الاشباہ من لہ دین علی	اشباہ میں ہے جس کا دین کسی اقرار کرنیوالے
مفلس مقر فقیر علی المختار	فقیر مفلس پر ہو تو وہ شخص قول مختار پر
	فقیر ہے۔

بلکہ عرفاً دین کو مال ہی نہیں کہتے اگر لاکھوں قرض میں پھیلے ہوں اور پاس کچھ نہیں تو قسم کھا سکتا ہے کہ میرا کچھ مال نہیں کما تقدم عن الظھیریۃ ومثلہ فی البحر والتنویر وغیرھما ولہٰذا کسی عین یعنی نصاب موجود کی زکوٰۃ دَین بنیت زکوٰۃ معاف کر دینے سے ادا نہیں ہو سکتی کہ نصاب موجود مال کامل ہے تو مال ناقص

Marfat.com

پر گز اس کی زکوٰۃ نہیں ہو سکتا بلکہ جو دَین آئندہ ملنے کا ہے اُس کی زکوٰۃ بھی معافی
دین سے ادا نہ ہوگی۔ کہ دَین باقی دَین ساقط سے بہتر ہے۔ دَین ساقط اب کبھی
مال نہیں ہو سکتا اور دین باقی میں احتمال ہے شاید وصول ہو کر مال ہو جائے
ہاں جو نصاب کسی فقیر پر دین ہو، وہ کل یا بعض اسے معاف کر دے تو قدر معاف
شدہ کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی یہ ناقص ناقص سے ادا ہو سکتا ہے

فی الدر المختار لو ابرأ الفقیر
عن النصاب صح وسقط عنه
واعلم ان اداء الدین عن الدین
والعین عن العین وعن الدین
یجوز واداء الدین عن العین
وعن دین سیقبض لا یجوز اه
فی تبیین الحقائق لو کان له
دین علی فقیر فابرأه عنه سقط
عنه زکوٰة نوی به عن الزکوٰة
اولا لانه کالهلاك ولو ابرأه
عن البعض سقط زکوٰة ذٰلك
البعض لما قلنا وزکوٰة الباقی لا
تسقط ولو نوٰی به الاداء عن الباقی
لان الساقط لیس بمال والباقی

اگر فقیر کو نصاب سے بری کر دیا صحیح ہوا اور
اس سے ساقط ہوا، جاننا چاہیے کہ دین
کا دین سے ادا کرنا اور عین کا عین سے اور
دین سے جائز ہے، اور دَین کا عین سے یا
ایسے دین سے جو عنقریب وصول ہو جائے
گا جائز نہیں تبیین الحقائق میں ہے کہ
اگر کسی کا دین کسی فقیر پر ہو اور وہ اسے
بہ نیت زکوٰۃ بری کر دے تو زکوٰۃ ساقط
ہو جائے گی اور اگر زکوٰۃ کی نیت نہ کرے
تب بھی، کیونکہ یہ مثل ہلاک کر دینے کے ہے،
اور اگر اس نے بعض سے بری کیا تو اس
بعض کی زکوٰۃ ساقط ہو گی جیسا کہ ہمنے
کہا، اور باقی کی اگرچہ نیت بھی کرے ساقط
نہ ہو گی کیونکہ ساقط مال نہیں ہے اور باقی

Marfat.com

یجوز ان یکون مالا فکان الباقی خیراً منہ فلا یجوز الساقط عنہ اھ

مال ہو سکتا ہے، لہٰذا باقی بہتر ہوا تو اسکی طرف سے ساقط جائز نہ ہوا۔

یہ تقریر منیر بتوفیق القدیر اقتضا کرتی ہے کہ دَین معاف کرنے سے فدیہ مطلقاً ادا نہ ہو جب تک وصول کر کے فدیہ میں نہ دیں اس تقدیر پر وہ حیلہ کہ ہندیوں میں متعارف ہے اور بعض متاخرین فضلائے ہند نے اسے کشف العظا میں ذکر کیا کہ

متعارف چنان ست کہ حساب کنند سالہائے میت را دادنی مدت بلوغ کہ در مرد دوازدہ سال و در زن نُہ سال است وضع کنند تا فدیہ نماز ہائے یکسال کہ سہ صد و شصت روز ست یکہزار و ہشتاد صاع حاصل آید و پانزدہ صاع فدیہ رمضان افزایند ہمگی فدیہ تمام سال یکہزار و نود و پنج صاع شود ہمیں طریق سالہائے تمام عمر را حساب کنند و حاصل آں را موافق قیمت مبلغ مشخص نمایند و بنابر ضرورت عسرت مصحفے را بمثل آنقدر زر بدست فقیرے فروشند

عرف یہ ہے کہ میت کی عمر کا حساب نکالا جائے، اور بلوغ کی کم از کم مدت جو مرد میں بارہ سال اور عورت میں نو سال ہے گھٹا دیں، تو ایک سال کی نمازوں کا (یعنی تین سو چھیاسٹھ دن) فدیہ ایکہزار اسّی صاع ہوا جس میں پندرہ صاع رمضان کے روزوں کا فدیہ بڑھا دیں تو کل فدیہ تمام سال کا ایکہزار پچانوے صاع ہوا، اسی طرح زندگی کے کل سالوں کا حساب کریں، اور اس کی ایک معین قیمت لگالیں، اور تنگدستی کی ضرورت کیوجہ سے ایک مصحف کو اتنے روپے میں (جو فدیہ کی قیمت ہے) فروخت کرلیں اور اسکو سپرد کر دیں، تاکہ اتنا روپیہ اسکے

Marfat.com

وتسلیم نمایند تا آں قدر زر برذمہ
اش دین شود پس بگویند کہ ایں
قدر زر را کہ برذمہ تو دین ست
عوض فدیۂ نماز در روزہ ہائے فلاں
میت کہ باینقدر میرسد ترا دادیم
وبگوید فقیر کہ قبول کردیم و اگر
مبلغ حساب کنند و قران را بمثل
آں قدر جنس ہدیہ کنند تاہمیں جنس
بر ذمہ اش دین شود آنرا عوض فدیہ
بوے بخشند داد قبول نماید نیز۔

ذمہ دیں ہوجائے پھر یہ کہا کہ اتنا روپیہ جو
تمہارے اوپر دَین ہے فلاں میت کی
نمازوں اور روزوں کے فدیہ کے بدلہ
میں (جو اتنا اتنا ہے) تمہیں
دیتا ہوں۔ اور فقیر کہے کہ میں نے
قبول کیا، اور مبلغ کا حساب کرنے کے
بعد قران کو اس قدر جنس کے بدلہ ہدیہ
کریں تاکہ وہی جنس اس پر دین ہوجائے
پھر اسی کو اُس کے فدیہ میں بخشدیں
اور قبول کرلے تو بھی کافی ہے۔

کفایت میکند۔

ظاہرا محض ناتمام وناکافی ہے۔ اور اس پر ایک قرینۂ واضحہ یہ بھی ہے کہ عامۂ کتب معتمدۂ مذہب میں ضرورت مند کے لئے جو حیلہ اس کا ارشاد فرمایا سخت وقت طلب اور بہت طول عمل ہے۔ جس کا خود ان فاضل کو اعتراف ہے۔

یہ متعارف طریقہ ذکر کرکے لکھا:۔

ومشہور ومنقول در اکثر کتب
چنانست کہ قدرے گندم کہ میسر
شود منجملۂ فدیہ بایں نام بفقیر دہند
داد قبول کند پس ازوے طلب نمایند

اکثر کتب میں مشہور ومعروف
یہ ہے کہ کچھ گیہوں جو بھی میسر ہوں
فدیہ کے ساتھ اسی نام سے فقیر کو دیتے
ہیں، اور وہ انھیں قبول کرتا ہے، پھر

Marfat.com

دہند بازبوئے بہمان نام دہند
دہچنین مکرر کنند تا آنکہ فدیہ نماز
و روزہ در فدیہ ہائے تمام ادا شود
وایں حیلہ خالی از تکلف نیست

پھر اس سے وہ مانگ لیتے ہیں، پھر وہ
اسی کو اُسی نام سے دے دیتے ہیں حتیٰ
کہ تمام روزوں اور نمازوں کا فدیہ ادا
ہو جاتا ہے، اور یہ حیلہ خالی از تکلف نہیں

اقول اسی حیلہ رجمیلہ کی تصریح فرمائی درمختار و بزازیہ و خلاصہ و عالمگیریہ و بحرالرائق و غنیہ و صغیری شروح منیہ و فتح اللہ المعین حاشیہ کنز و منحۃ الخالق و طحاوی علی الدر المختار و ردالمحتار میں زائدین علی مافی الشرح کلہم فی باب قضاء الفوایت اور جامع الرموز برجندی شروح نقایہ و طحطاوی علی المراقی الفلاح میں کلہم فی الصوم اسی کو علامہ عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہٗ القدسی نے شرح ہدایہ ابن العلمار میں اپنے والد ماجد علامہ اسمٰعیل بن عبدالغنی نابلسی محشیٰ درر و غرر انھوں نے احکام الجنائز سے نقل فرمایا کمافی منحۃ الخالق اسی پر امام اجل ناصرالدین ابوالقاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی نے ملتقط میں نص فرمایا کمافی شرح مختصر الوقایۃ العبد العلی اسی طرح علامہ مدقق علائی نے در منتقی شرح ملتقی اور علامہ شریف ابوالمسعود ازہری نے شرح نورالایضاح میں تصریح فرمائی کمافی شرحہ للسید احمد المصری یہی تبیین المحارم علامہ سنان الدین یوسف مکی میں مذکور کمافی شفاء العلیل و بل العلیل للعلامۃ الشامی یہ سب عبارات اور ان سے زائد اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں بلکہ شفاء العلیل سے ہمارے ائمہ کی کتب فروع و اصول کی طرف اس کی نسبت ظاہر۔

Marfat.com

حیث قال اعلم ان المذکور فیما رأیته من کتب ائمتنا فروعا واصولا انه اذا لم یوص بفدیة الصوم یجوز ان یتبرع عنه ولیه وهو من له التصرف فی ماله بوراثته او وصایته قالوا ولو لم یملك شیئا یستقرض الولی شیئا فیدفعه للفقیر ثم یستوهبه منه ثم یدفعه لاخر وهکذا حتی یتم

جبکہ فرمایا، جاننا چاہیئے کہ میں نے اپنے ائمہ کی کتابوں میں فروع واصول میں دیکھا کہ جب میت روزے کے فدیہ کی وصیت نہ کرے تو اسکے ولی کو جائز ہے کہ بطور تبرع از خود ادا کر دے، ولی سے مراد وہ ہے جسے اسکے مال میں حق تصرف ہے وراثت یا وصیت کی بنا پر فقہا نے فرمایا کہ وہ اگر کسی چیز کا بھی مالک نہیں تو ولی کچھ قرض لیگا اور فقیر کو دے گا، پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لیگا پھر دوسرے کو دیدیگا اور اسی طرح کرتا رہے گا حتی کہ پورا فدیہ ادا ہو جائے۔

اور فاضل سید علاؤالدین نے منتہ الجلیل میں اُسے متون وشروح وحواشی کی طرف نسبت کیا۔

حیث قال والمنصوص فی کلامهم متونا وشروحا وحواشی ان الذی یتولی ذلك انما هو الولی وان المراد بالولی من له ولایة التصرف فی ماله بوصایته اوورائته وان المیت لو لم یملك

اس لئے کہ انھوں نے فرمایا کہ انھوں میں کیا متون وشروح اور کیا حواشی سب میں ہے کہ یہ ولی کر سکتا ہے اور یہ کہ ولی سے مراد وہ شخص ہے جس کو وراثت یا وصیت کی وجہ سے میت کے مال میں تصرف کا حق ہے اور یہ کہ اگر میت کسی چیز کی مالک نہ ہو

Marfat.com

شیئا یفعل لہ ذلک الوارث من مالہ بوصایتہ اووراثتہ وان المیت لولم یملک شیئا یفعل لہ ذلک الوارث من مالہ ان شاء فان لم یکن للوارث مال یستوھب من الغیر او یستقرض لیدفعہ للفقیر ثم یستوھبہ من الفقیر وھکذا الی ان یتم المقصود

تو وارث اس کے مال سے یہ سب کچھ کریگا خواہ بطور ولایت یا بطور وصیت کیا، اور اگر میت کچھ بھی مال مِلک نہ رکھتی ہو تو یہ اسکا وارث کریگا اپنے مال سے گرچاہیگا اگر وارث کے پاس بھی مال نہ ہو تو دوسرے سے بطور ہبہ مانگ لے گا یا قرض لے لیگا تاکہ فقیر کو دے دے پھر اس سے بطور ہبہ لے لیگا اور مقصود کے حصول تک یہ عمل جاری رہیگا۔

یہ ائمہ متقدمین سے ہمارے زمانے تک کے علمائے متاخرین کے نصوص ہیں جن میں سوا اُسی طریقہ دور کے طریقہ دین کا اصلاً پتہ نہ دیا اور طریقہ دور میں جو سخت تکلیف ہے مخفی نہیں وجیز امام کروری میں ہے:۔

ان لم یکن لہ مال یستقرض نصف صاع ویعطیہ المسکین ثم یتصدق بہ المسکین علی الوارث ثم الوارث الی المسکین ثم وثم حتی یتم لکل صلوٰۃ نصف صاع کما ذکرنا بعینہ

اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو آدھا صاع قرض لے لے اور مسکین کو دیدے پھر مسکین اسکو وارث پر صدقہ کردے پھر وارث مسکین کو پھر سلسلہ اسوقت تک جاری رہے حتی کہ ہر نماز کیطرف سے نصف صاع ادا ہوجائے جیسے کہ ہمنے ذکر کیا بعینہٖ

اسی طرح نیم صاع بحر الرائق وخلاصہ وہندیہ وطحطاوی علی الدر والایضاح

Marfat.com

وابی السعود علی مسکین وملتقط وبرجندی ودر مختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے
اب فرض کیجئے کہ زید نے بہتّر۷۲ سال کی عمر پائی وفات پائی بارہ برس نکال کر ساٹھ۶۰
رہے۔ ہر سال کے دن تین سو ساٹھ۳۶۰ نہ رکھئے جس طرح کشف العظار میں اختیار
کیا ہر سالِ قمری کبھی تین سو پچپن دن سے زائد نہیں ہوتا :۔

هذا العرفی الماخوذ بالاهلة
اما الحقیقی فیکون اقل منها
بساعات کما فصل فی محله اقول
وکذا الاحاجة بنا الی اخذ السنة
شمسیة ثلثمائة وخمسة
وستین یوما کما فعل فی
احکام الجنائز قائلا ینبغی ان
تحسب فدیة الصلوٰة بالسنة
الشمسیة اخذا باحتیاط من
غیر اعتبار ربع الیوم اه فان
ستی العمر اذا حسبت بالقمریات
علمنا قطعا ان الایام لاتزید
علی ما نحسب والمقطوع به
لا یحتاج الی الاحتیاط فالظاهر
لعلهم اخذوا الزائد لیقع

یہ عرفی چاند کے حساب سے ہے اور حقیقی
تو کچھ اور کم ہوگا جیسا کہ اپنے مقام پر
ثابت ہے میں کہتا ہوں ہمیں شمسی سال
کے بھی تین سو پینسٹھ ایام لینے کی حاجت
نہیں، جیسے کہ احکام الجنائز میں ہے کہ
نماز کا فدیہ شمسی سال سے ہو، احتیاط کو
اختیار کرتے ہوئے چوتھائی دن کا اعتبار
نہ ہوگا کیونکہ عمر کے سالوں کا حساب جب
قمری مہینوں سے ہو تو ہم قطعا جانتے ہیں
کہ وہ ہمارے حساب سے زائد ہوں گے اور
قطعی میں احتیاط کی ضرورت نہیں، اگر
یہ کہا جائے کہ انھوں نے زائد اس لئے
لیا ہوگا تاکہ ان نمازوں کی طرف سے بھی
ادا ہو جائے جن میں میت نے کوتاہی
کی ہو، میں کہتا ہوں فقہاء نے اس کے

Marfat.com

عما لم یؤد عنہ من الصلوٰۃ الخ
عسی اینکون المیت فرط فیھا
قلت قالوا بعد ذلک ثم یحب
من المیت فیطرح منہ اثنتا
عشرۃ سنۃ لمدۃ بلوغہ ان
المیت ذکرا وتسع سنین ان
کانت انثی الخ کما فی احکام
الجنائز ایضاً فاذا اتوا علی جمیع
العمر فماذا عسی اینکون
شاذا یحتاط لہ۔

بعد کہا کہ پھر حساب کرکے بارہ سال اس
کی بلوغ کی مدت کے کم کردئے جائیں
اگر میت مرد ہو، اور نو سال اگر
میت عورت ہو، یہی احکام الجنائز
میں ہے، پھر جب تمام عمر کا حساب
لگا لیا، تو پھر اب کیا چیز رہ گئی جس
کے لئے احتیاط کی ضرورت ہو،

نو ہی تین سو پچپن کافی ہیں۔ پس ایک سال کی نمازوں کے دو ہزار ایک سو تیس (۲۱۳۰) فدیے ہوئے۔ اور تیس فدیے رمضان مبارک کے ملاکر دو ہزار ایک سو ساٹھ (۲۱۶۰) انہیں ساٹھ میں ضرب دینے سے ایک لاکھ انتیس ہزار چھ سو ہوتے ہیں۔ اتنی بار وارث و فقیر میں تصدق و ہبہ کی اُلٹ پھیر ہونی چاہیئے تو فدیہ ادا ہو یہ صرف صوم و صلاۃ کا فدیہ ہوا اور ہنوز اور بہت فدیے و کفارے باقی ہیں مثلاً (۳) زکوٰۃ فرض کیجئے ہزار روپے زکوٰۃ کے اُس پر مجتمع ہو گئے تھے۔ اور نیم صاع کی قیمت دو آنے ہے تو آٹھ ہزار دو روپیہ نیت زکوٰۃ دینے لینے کو درکار ہیں۔ (۴) قربانیاں اگر فی قربانی ایک ہی روپیہ قیمت رکھئے تو ساٹھ قربانیوں کے لئے چار سو اسّی دور ہوں (۵) قسموں کے کفارے ہر قسم کے لئے دس مسکین جدا جدا درکار ہیں۔ ایک کو دس

Marfat.com

دینا کافی نہ ہوگا (۶) ہر سجدہ تلاوت کے لئے بھی احتیاطاً ایک فدیہ مثل ایک نماز
کے ادا کرنا چاہیئے۔ وان لم یجب علی الصحیح کما فی التاتارخانیۃ (۷)
صدقات فطر اپنے اور اپنے عیال کے جس قدر ادا نہ ہوئے ہوں (۸) جتنے نوافل
فاسد ہوئے اور ان کی قضا نہ کی (۹) جو جو منتیں مانیں اور ادا نہ کیں (۱۰) زمین کا
عشر یا خراج جو ادا سے رہ گیا وغیرہ وغیرہ اشیائے کثیرہ

علی ما ذکر بعضها فی رد المحتار
وزاد کثیرا فی شفاء العلیل وفصل
جلها فی منۃ الجلیل فراجعهما
ان اردت التفصیل وافاد فی
الدر المختار ضابطۃ کلیۃ ان
کل ما کان عبادۃ بدنیۃ
فان الوصی یطعم عنہ بعد
موتہ عن کل واجب کالفطرۃ
والمالیۃ کالزکوٰۃ یخرج عنہ
القدر الواجب والمرکب کالحج
یحج عنہ رجلا من مال المیت
بحر اه ویؤدی عن البحر اجمع
وانفع حیث قال الصلوٰۃ کالصوم
ویؤدی عن کل وتر نصف صاع

جیسا کہ اس میں سے بعض کو رد المحتار میں
میں ذکر کیا گیا ہے اور شفاء العلیل میں
بہت کچھ زائد کیا ہے اور منۃ الجلیل
میں ان تمام کی تفصیل ہے، اگر تم تفصیل
دیکھنا چاہو تو وہاں دیکھو، اور در مختار
میں ایک ضابطۂ کلیہ ہے کہ جو چیزیں عبادات
مالیہ سے تعلق رکھتی ہیں تو وصی میت کے
بعد ہر واجب کی طرف سے کھلائیگا، جیسے
فطرہ، اور مالیہ جیسے زکوۃ تو اس کے لئے
واجب کی مقدار کے مطابق ادا کریگا اور
مرکب عبادت جیسے حج تو میت کے مال سے
کسی کو حج کرا دے گا، بحر میں کہتا ہوں کہ
بحر کا کلام زیادہ نافع وجامع ہے انھوں
نے فرمایا نماز مثل روزے کے ہے اور ہر

Marfat.com

وسائر حقوقہ تعالی کذٰلك مالیا کان اوبدینا عبادۃ محضۃ او فیہ معنی المؤنۃ کصدقۃ الفطر او عکسہ کالعشر او مؤنۃ محضۃ کالنفقات او فیہ معنی العقوبۃ کالکفارات اھ

وتر سے نصف صاع ادا کرے گا، اور اللہ کے تمام حقوق کا یہی حال ہے، مال ہوں یا بدنی عبادت محضہ ہوں، یا اس مؤنۃ کے معنی ہوں، جیسے صدقہ فطر یا اسکا عکس جیسے عشر یا مؤنت محضہ جیسے نفقات یا اس میں سزا کے معنی ہوں جیسے کفارات۔

ان کے لئے کوئی حد معین نہیں کر سکتے اس قدر ہونا چاہئے کہ برأت ذمہ پر ظن حاصل ہو۔ واللہ تعالیٰ یقبل الحسنات ویقبل السیات اِن ہزاروں لاکھوں بار کے ہیر پھیر کی دقت دیکھئے اور اس ہندی طریقہ کی سہولت کہ ایک ہی دفعہ میں اُس کے اور اُس کی سات پشت کے تمام انواع واقسام کے فدیے کفارے مطالبے مواخذے دو حرف کہنے میں معاً ادا ہو سکتے ہیں۔ تو اوّل تا آخر تمام علمائے مذہب کا اس کلفت کے اختیار اور اُس سہولت کے ترک پر اتفاق قرینۂ واضحہ ہے۔ کہ اُن کے نزدیک اُس آسانی کی طرف راہ نہ تھی ورنہ اسے چھوڑ کر اس مشقت پر اطباق نہ ہوتا۔ بالجملہ دَین سے فدیہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک وہ کہ درمختار کتاب الوصایا عبارت مذکورہ سابقہ میں ذکر فرمائی کہ دَین مدیون سے وصول کر کے بعد قبضہ پھر اُسے فدیہ میں دیدے کر آنے میں واپس کرلے اگر مد میں مذکور ہوئی کہ مال فدیہ میں دیکر آنے میں واپس رہے اگر مدیون نہ دینا چاہے ہاتھ بڑھا کر لے لے کہ اپنا عین حق لیتا ہے۔

Marfat.com

حیث قال وحیلۃ الجوازۃ ان	انھوں نے فرمایا جواز کا حیلہ یہ ہے کہ
یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ	اپنے فقیر مدیون کو اپنی زکوٰۃ دے پھر
ثم یاخذھا عن دینہ ولو امتنع	اسے اپنے دین کی طرف سے لے لے اور
المدیون مدیدہ واخذھا	اگر مدیون نہ دے تو ہاتھ بڑھا کر لیلے
لکونہ ظفر بجنس حقہ فان	کیونکہ یہ اپنے حق کی جنس کے حاصل کرنے
ابی رفعہ للقاضی	پر قادر ہوگیا، اگر وہ نہ دے تو قاضی کے
	پاس معاملہ لیجائے۔

اِسی طرح ذخیرہ وہندیہ واشباہ وغیرہ میں ہے باقی یہ صورت کہ جو دَین فقیر پر آتا تھا یا اب اُس کے ہاتھ کچھ بیچ کر مدیون کرلیا یہ فدیہ میں چھوڑ دیا جائے اس کے جواز کا پتہ کلمات علمار سے اصلاً نہیں چلتا بلکہ ظاہر عدم جواز مفہوم ہوتا ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ جب تک مشائخ مذہب سے اُس کے جواز کی تصریح نہ ملے ایسے امر پر اقدام نہ کیا جائے۔ ھٰذا ما ظھر لی واللہ تعالیٰ اعلم بالحق عند ربی

فائدہ علمار نے حتی الامکان تقلیل دور پر نظر فرمائی ہے علامہ شمس قہستانی نے تین صاع سے دور فرض کیا کہ ہر بار میں ایک دن کامل کی نماز ادا ہو۔ احکام الجنائز میں چار ہزار بہتر ۴۰۷۲ درہم سے دور رکھا کہ اُن اعصار کے امصار کے حساب سے ہر دَور میں ایک سال کی نماز کا فدیہ ہو ردالمحتار میں دور یک سال ذکر کرکے کہا اس سے زیادہ قرض تے تو ہر بار میں زیادہ ساقط ہو۔

Marfat.com

ویشمل کل ذٰلک وما سواہ
ما فی منتہ الجلیل ومما تعارفہ
الناس ونص علیہ اھل المذھب
ان الواجب اذا کثر ادار واصرۃ
مشتملہ نقود او غیرھا کجواھر
او علی اوساعۃ وبنوا الامر علی
اعتبار القیمۃ الخ

جیسی کہ اور اس کے علاوہ منتہ الجلیل
میں ہے اور یہ بھی تعارف ہے اور
اس پر نص ائمہ مذہب بھی ہے کہ واجب
جب زائد ہو جائے تو پھر گھمائیں ،
نقود ہوں یا جواھر، اور قیمت پر
دار و مدار رکھیں ۔

یہ سب واضحات ہیں اور ہر فہیم بعد ادرک حساب حتی المقدور تخفیف دور کر سکتا ہے ۔ یہاں تک کہ اگر ممکن ہو کہ جس قدر اسوال تمام فدیوں کفاروں مطالبوں کی بابت محسوب ہوئے سب دفعۃً تھوڑی دیر کے لئے کسی سے قرض مل سکیں تو دور کی حاجت ہی نہ رہے گی کوئی شے اُتنے اسوال کے عوض فقیر کے ہاتھ بیچے اور اگر کفارۂ قسم بھی شامل ہے تو دس کے ہاتھ ۔ پھر وہ اموال قرض گرفتہ فدیہ میں دے کر شئ مبیع کی ثمن میں لے لے ۔ ہنوز اس مسئلہ میں بہت تفاصیل باقی ہیں کہ بہ خیال طول اُن کے ذکر سے عنان کشی ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم ۔

جواب س (۹) دینے والے کی نیت کافی ہے لفظ کی حاجت نہیں ۔

لما صرحوا بہ فی الزکوٰۃ وقال
العلامۃ السید الحموی فی

جیسی کہ فقہاء نے زکوٰۃ میں اس کی
تصریح کی ہے اور علامہ سید حموی نے

Marfat.com

شرح الاشباہ والنظائر العبرۃ لنیۃ الدافع لا لعلم المدفوع الیہ اھ وفی رد المحتار لا اعتبار للتسمیۃ الخ وقد فصلناہ فی زکوٰۃ فتاوٰنا۔

شرح اشباہ ونظائر میں کہا ہے کہ اعتبار دفع کرنے والے کی نیت کا ہے جس کو دی گئی ہے اس کے علم کا نہیں اور رد المحتار میں ہے، کہ تسمیہ کا کچھ اعتبار نہیں اور ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاوٰی کے باب الزکاۃ میں کی ہے۔

مگر زبان سے کہہ دینے کو علماء مناسب بتاتے ہیں یہاں تک تاطریقہ ادا میں میت کے باپ دادا تک کا نام لینا فرماتے ہیں کہ مسکین سے کہا جائے یہ مال تجھے فلاں بن فلاں بن فلاں کے اتنے روزوں کا یا اتنی نمازوں کے فدیہ میں دیا وہ کہے میں نے قبول کیا شرح علامہ قہستانی میں ہے۔

ینبغی ان یقول الدافع للمسکین فی کل مرۃ انی ادفعک مال کذا الفدیۃ صوم کذا الفلان ابن فلان ابن فلان المتوفی ویقول المسکین قبلتہ۔

مناسب ہے کہ دینے والا مسکین سے ہر مرتبہ کہے کہ میں تجھ کو اتنا مال فلان ابن فلاں ابن فلاں کے روزہ کے فدیہ میں دیا جارہا ہے اور مسکین کہدے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔

منحۃ الخالق وشرح ہدیہ واحکام الجنائز میں ہے:۔

یقول لواحد من الفقراء ھکذا فلان بن فلان ویذکر اسمہ

ایک فقیر سے نام لے کر کہدے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی عمر بھر کی نماز میں

Marfat.com

واسم ابیہ فاتتہ صلوٰۃ سنہ
ھٰذہ فدیتھا من مالہ غلّٰک
ایاھا ویعلم ان المال المدفوع
الیہ صار ملکاً لہ ثم یقول الفقیر
ھکذا وانا قبلتھا وتملکتھا منک۔

فوت ہوگئی تھیں یہ ان کا فدیہ ہے ہم
اس کا تمہیں مالک بناتے ہیں، اور یہ
بتادے کہ جو مال دیا جارہا ہے اس کی
ملک ہوگیا ہے، پھر فقیر اس طرح کہے
کہ میں نے قبول کیا اور میں مالک ہوا۔

پر ظاہر کہ یہ سب اولویتیں ہیں جن پر توقف ادا نہیں

کما علمت فلا نظر لما یوھمہ
کلام الفاضل المعاصر فی
منہ الجلیل حیث قال ویدفع
عن الجنایۃ علی الحرم والاحرام
مما یوجب وما اوصدقۃ نصف
اودون ذٰلک فلا بد من التعرض
لاخراجھا بان یقال خذ ھٰذا
عن جنایۃ علی حرم او احرام اھ
وانما الواجب التعرض فی النیۃ
والقول یعم النفسی فافھم

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے تو اس کا کچھ
جو فاضل معاصر نے منۃ الجلیل میں کہا ہے
کہ حرم اور احرام میں جنایت کرنے کا
فدیہ دیگا، اسی طرح ان تمام چیزوں کا
جس سے خون لازم آتا ہے یا صدقہ نصف
صاع یا اس سے کم، تو اسکے نکالنے پر گفتگو
ضروری ہے، بایں طور کہ کہا جائے کہ لو! احرام
یا احرام کی جنایت کا بدلہ ہے یہ اور تعرض
تو صرف نیت میں کافی ہے اور قول کا
اطلاق نفسی پر بھی ہوتا ہے۔ فافہم۔

واللہ تعالےٰ اعلم۔

جواب س (۱۰) متعدد فرق ہیں (۱) شیخ فانی اپنی حیات میں روزہ کا فدیہ دے گا۔ اور وہ کافی ہوگا۔ اگر زندگی میں عجز زائل ہو گر قوت نہ آجائے۔ مگر نماز

Marfat.com

کا فدیہ نہیں دے سکتا۔ کہ اس سے عجز مستمر متحقق نہیں ہوتا مگر دم واپسیں کھڑے ہو کر نہ ہو سکے بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھ کر نہ ہو سکے لیٹ کر ارشارہ سے پڑھے۔ (۲) شیخ فانی پر روزہ کا فدیہ حیات میں دینا واجب ہے۔ اگر قادر ہو بعد مرگ وجوب نہیں جب تک اپنے مال میں وصیت نہ کرے (۳) شیخ فانی کہ زندگی میں روزہ کا فدیہ دے اُس کے کافی ہونے پر یقین کیا جائے گا۔ کہ اس میں صراحۃً نص وارد، یونہی اگر فدیۂ روزہ کی وصیت کرے اور فدیۂ نماز بے وصیت اور فدیۂ نماز بوصیت میں شبہ ہے اور فدیۂ نماز بے وصیت میں شبہ اقوی وحسبنا اللہ ونعم الوکیل (۴) زندگی میں فدیۂ صوم شیخ فانی پر اس کے کل مال میں ہے اور بعد مرگ بے وصیت بے اجازت ورثہ ثلث سے زائد میں نافذ نہ ہوگی۔

فی تنویر الابصار والدر المختار لو مات وعلیہ صلوٰت فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی من ثلث مالہ وکذا الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ ولو فدی عن صلاتہ فی مرضہ لا یصح بخلاف الصوم وفی رد المحتار اذا اوصی بفدیۃ الصوم یحکم بالجواز قطعا واذا لم یوص وتطوع

تنویر الابصار اور در مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص مرگیا اور اس پر فوت شدہ نمازیں لازم ہیں اور کفارہ کی وصیت کردی تو ہر نماز کے لئے فطرہ کی مقدار میں دیگا، اسی طرح وتر اور روزہ کا حال ہے، یہ میت کے تہائی مال ہی سے دیا جائیگا اور اگر اسکی نماز کی طرف سے اس کے مرض میں دیا تو صحیح نہیں بخلاف روزہ کے اور رد المحتار میں ہے کہ جب کسی نے روزہ کے فدیہ کی

Marfat.com

الوارث فقال محمد فی الزیادات یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ وکذا علقہ بالمشیۃ فیما اذا اوصی بفدیۃ الصلاۃ فاذا لم یوص فالشبھۃ اقوی وفی التنویر والدر فدی لزوما عن المیت ولیہ بوصیتہ وان تبرع ولیہ جاز ان شاء اللہ تعالیٰ والشیخ الفانی یفدی وجوبا لو موسرا او متی قدر قضی لان استمرار العجز شرط الخلیفۃ ام الکل بالالتقاط وفی صوم البحر الرائق وقید بالوصیۃ لانہ لو لم یأمر لا یلزم الورثۃ شیئ کالزکاۃ۔

وصیت کی تو قطعی جواز کا حکم کیا جائیگا اور جب وصیت نہ کی ہو اور وارث نے از خود بطور تطوع ادا کر دیا تو محمد نے زیادات میں فرمایا کہ انشاء اللہ اس کو کفایت کرے گا، اور اسی طرح اس کو مشیت پر معلق جبکہ نماز کے فدیہ کی وصیت کی اور جب وصیت نہ کی ہو تو شبہ زائد قوی ہوگا اور تنویر اور در میں ہے کہ اگر میت نے وصیت کی تو اس کا ولی اس کی طرف سے لازمی طور پر ادا کرے گا اور اگر بطور تبرع اسکے ولی نے کیا تو انشاء اللہ جائز ہوگا، اور شیخ فانی اگرچہ مالدار ہی ہو لازمی طور پر فدیہ ادا کریگا اور جب قادر ہو تو ادا کرے اسلئے کہ عجز کا استمرار نیابت کی شرط ہے یہ سب ملتقط ہے بحر الرائق کے باب صوم میں ہے وصیت کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر وصیت نہ کی تو ورثہ پر کچھ لازم نہیں جیسے زکوٰۃ۔

ان کے سوا اور فرق ہیں کہ مطالعۂ بحر الرائق وغیرہ جس قدر احکام نو مسائل سابقہ میں مذکور ہوئے ان میں فدیۂ حیات و ممات یکساں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

جواب س (۱۱) کنز میں ہے الشیخ الفانی ہو یفدی فقط غیر فانی پر قضا فرض ہے پیش از قضا قضا آجائے تو فدیہ کی وصیت واجب

کما فی رد المختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالٰی اعلم

جواب س (۱۲)

وفی البحر الرائق الولی لا یصوم عنہ ولا یصلی لحدیث النسائی[1] لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور بحر الرائق میں ہے کہ ولی اس کی طرف سے روزہ نہ رکھے گا اور نہ نماز پڑھے گا، کیونکہ نسائی کی حدیث ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ای فی سنۃ الکبرٰی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ

Marfat.com

صفائح الجبین

فی

کون التصاق بکفی الیدین

تصنیف

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مفتی سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

تقدیم

اس رسالہ میں جس مسئلہ کا ذکر ہے اگرچہ وہ بذات خود کچھ اہم نہیں تاہم رسالہ بجائے خود بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے مسئلہ یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ممنوع ہے۔ مگر ممنوع ہونے پر آجتک کوئی حدیث پیش نہیں کیجا سکی۔ رسالہ کی اہمیت کا نمایاں پہلو اسلئے نہیں ہے کہ اس میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کو جائز ثابت کیا گیا ہے بلکہ اسکی اصل اہمیت کیوجہ یہ ہے کہ اس میں تشریع اسلامی کے چند ایسے اصول بتائے گئے ہیں جنکی تلاش ہر شخص کے بس کا روگ نہیں چنانچہ اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد کی تمام شرائط اعلیٰحضرتؒ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں اور وہ مزاج شریعت کے شناسا تھے، اس رسالہ کے مطالعہ سے اُن کے علم کی وسعتوں اور گہرائیوں کا پتہ چلتا ہے۔ احادیث پر جو کلام اعلیحضرتؒ نے فرمایا ہے وہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کا مستحق ہے، خلاصہ یہ کہ یہ رسالہ اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔

اس کے نام کا ترجمہ یہ ہے۔

صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین، چاندی کے پتّر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلوں کے ساتھ مصافحہ ہونے کے بیان میں۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ ہے یا نہیں ؟ اور آج کل جو غیر مقلد لوگ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کو ناجائز و خلافِ احادیث جانتے ہیں۔ اُن کا یہ دعوٰے صحیح ہے یا غلط۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ اَللّٰھُمَّ الحمد یا باسط الیدین بالرحمۃ تنفق کیف تشاء تصالح حمدک بمزید رفدک کما تعالی شکرک والعطاء صل وسلم وبارک علی من یداہ بحرا النوال ومنبعا الزلال وجنتا البلاء۔ وعلی آلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ ماتصالحت الایدی عند اللقاء۔ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ الباسط کفیہ بالجود والصّلٰوۃ وعلی آلہ

Marfat.com

وصحبہ اولی الود والاخاء والفیض والسخاء فی العسر
والرخاء الی تصافح الاحباب وتعانق الاخلاء امین
الہ الحق امین۔

بیشک دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔ اکابر علمائے اُس کے مسنون ومندوب ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور ہرگز ہرگز نام کو بھی کوئی حدیث اُس سے ممانعت میں نہ آئی۔ جائز شرعی کی ممانعت ومذمت پر اترنا شریعت مطہرہ پر افترا کرنا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ قبل اس کے کہ اس اجمال کی تفصیل کرے ایک واقعۂ طیبہ ورؤیائے صالحہ ذکر کرتا ہے وللہ الحمد والمنہ الفضل والنعمۃ یہ مسئلہ فقیر غفرلہ المولی القدیر سے روزِ جمعہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۰۶ھ کو بعد نماز جمعہ آئندہ گیا۔ جواب زبانی بیان میں آیا۔ اور از آنجا کہ آج کل قدرے علالت اور بوجہ مشاغلِ درس قلتِ مہلت تھی۔ قصد کیا کہ جمعۂ آئندہ کی تعطیل انشاء اللہ تعالیٰ تحریرِ جواب کی کفیل ہوگی۔ اس اثناء میں سوال مذکور کا خیال بھی دل سے اُتر گیا۔ ناگاہ شبِ سہ شنبہ ۲۳ ماہ مسطور کہ سر بشمال رو بقبلہ میں سوتا اور بخت بیدار تھا

اعلیٰحضرت نے خواب میں قاضی خان کو دیکھا

خاص صبح کے وقت بحمداللہ تعالیٰ خواب دیکھا کہ سمت مدینہ طیبہ سے امامِ علّام مرشد الانام قاضی البلاد مفتی العباد فقیہ النفس مقلب الاجتہاد امام اجل ابوالمحاسن فخر الملۃ والدین ابوالمفاخر حسن ابن امام بدرالدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابوالقاسم بن عبدالعزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خان قدس اللہ تعالیٰ سرہ وافاض علینا نورہ

Marfat.com

(جن کے فتاوے کے لئے شرقاً غرباً اعلیٰ درجہ کا اعتبار و اشتہار اور اُن کا امام مجتہد فقیہ النفس اعظم عمائد سے ہونا عالم آشکار) فقیر کے سرہانے تشریف لائے ۔ بلند بالا متوسط بدن سفید پوشاک زیب تن۔ وسیع گھیر نیچے دامن اور بزبان فارسی یہ دو جملے ارشاد فرمائے۔ مستندِ ایشاں حدیث انس است وادا مفہوم نیست۔ لفظ یہی تھے۔ یا اس کے قریب۔ معاً جمال مبارک دیکھتے ہی قلبِ فقیر میں القا ہوا کہ یہ امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور کلامِ مقدس سنتے ہی دل میں آیا کہ اُسی مسئلہ مصافحہ کی نسبت ارشاد ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ فقیر غفرلہ اللہ تعالےٰ لہٗ کو اِس خواب مبارک کے ذکر سے مخالفین پر حجت لانا مقصود نہیں۔ کہ وہ تو خواب کے لئے اصلاً قدر و قیمت نہیں رکھتے

سچے خواب شریعت میں اہمیت رکھتے ہیں

اگرچہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت کہ حضور اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اُسے امرِ عظیم جانتے۔ اور اُس کے سننے پوچھنے، بتانے بیان فرمانے میں نہایت درجے کا اہتمام فرماتے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے ھل رای احد منکم اللیۃ رؤیا۔ آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ جس کسی نے دیکھا ہوتا عرض کر دیتا۔ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تعبیر فرماتے۔ احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و طبرانی و حکیم ترمذی و ابن جریر و ابن عبدالبر و ابن النجار وغیرہ محدثین کبار کے یہاں احادیث انس و ابوہریرہ وغیرہما

بن صامت وابوسعید خدری وعبداللہ وعوف بن مالک وابورزین عقیلی
عباس وجابر بن عبداللہ وعوف بن مالک وابورزین عقیلی وعباس بن عبدالمطلب
رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
نے فرمایا۔ مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا ہے۔ صحیح بخاری میں
ابوہریرہ۔ اور صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس اور احمد ابنائے
ماجہ وخزیمہ وحبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ اور مسند احمد میں ام المومنین
حضرت صدیقہ اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالےٰ
عنہم سے مروی وھذا لفظ الطبرانی حضور مفیض النور صلے اللہ تعالےٰ علیہ
والہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی	نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی۔ مگر
الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ	بشارتیں وہ کیا ہیں نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے
یراھا الرجل او تریٰ لہ	یا اُس کے لئے دیکھی جائے۔

اِسی طرح حدیث اِس بارے میں متوافر۔ اور اُس کا امر عظیم مہتم بالشان
ہونا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر۔ اُن کی تفصیل موجب تطویل۔
اور احمد وبخاری وترمذی حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

لہ حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں۔ چونکہ بیسواں پچیسواں چھبیسواں چالیسواں
پینتالیسواں چھیالیسواں پچاسواں ستروان چھہتروان ٹکڑا سب وارد ہیں۔ لہٰذا
فقیر نے مطلق ایک ٹکڑا کہا اور اکثر احادیث صحیحہ میں چھیالیسواں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اذا رای احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ تعالٰے فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا غیرہ۔	جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اُسے پیارا معلوم ہو۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے۔ چاہیئے کہ اُسپر اللہ تعالےٰ کی حمد بجالائے اور لوگونکے سامنے بیان کرے

فقیر بے نوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہوگا کہ ایک امام اجل، رکنِ شریعت ہادیِ ملّت اس پر اپنا پرتو اجلال ڈالے اور محض اس کی امداد وارشاد کیلئے غریب خانہ پر بنفسِ نفیس کرم فرمائے اور بے سابقۂ عرض ودرخواستِ خود بکمال مہربانی مسئلہ دین وردّ مخالفین تعلیم کرے۔ کیا وہ غریب فقیر دل شکستہ اس سے امید نکریگا کہ باوجود میرے ان عظیم وشدید گناہوں کے میرا رؤف ورحیم مولےٰ عزوعلار میرے ساتھ ایک نظرِ خاص رکھتا ہے اور مجھ سے ذلیل بے وقعت خوار بے حیثیت کا افتار بھی اُس بارگاہِ رحمت میں گنتی شمار کے قابل ٹھیرا ہے فالحمد للہِ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی کنز الفقراء حرز الضعفاء عظیم الرحباء عمیم العطیات وعلی آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔ معہذا یہ بھی سنت صحابہ رضؓ سے ثابت کہ جو خواب ایسا دیکھا گیا جس میں اُنکے قول کی تائید نکلی۔ اُس پر شاد ہوئے اور دیکھنے والے کی توقیر بڑھادی صحیحین میں ہے :۔

بوحمزہ کے خواب پر ابن عباس

نے ان کی قدر دانی کی	ابوحمزہ صبعی نے تمتع حج میں خواب

Marfat.com

دیکھا جس سے مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُنکا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور اُس روز سے اُنھیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا شروع کیا۔ ان وجوہ پر نظر تھی کہ فقیر نے یہ خواب ذکر کیا۔ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھلی۔ نماز کا وقت تھا۔ وضو میں مشغول ہوا۔ اثنائے وضو ہی میں خیال کیا تو یاد آیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جامع ترمذی شریف میں مروی کہ سائل نے عرض کی افیاخذہ ویصافحہ قال نعم یعنی رسول اللہ! جب مسلمان مسلمان سے ملے تو کیا اُس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس میں لفظ ید بصیغۂ مفرد واقع ہوا۔ لہذا ان صاحبوں کا محلِ استناد ٹھیرا۔ اب قبل اس کے کہ جواب امام علیہ رحمۃ المنام کی توضیح اور دیگر مباحثِ نفیسہ جو بحمداللہ قلبِ فقیر پر فائض ہوئے۔ تصریح کروں پہلے اس کا بیان کرنا ہے۔ کہ امام ہمام قدس سرّہ نے خاص حدیث انس کو کیوں اُن کا مستند بتایا۔ حالانکہ کلمۂ ید بصیغۂ مفرد اس کے سوا اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے۔ اس تحقیق کے ضمن میں انشاء اللہ تعالےٰ اُن حدیثوں سے بھی جواب کھل جائیگا۔

احادیث مذہب مخالفین سے محض بے علاقہ ہیں

فاقول وباللہ التوفیق۔ وہ احادیث مصافحہ جن میں لفظِ ید بصیغۂ مفرد واقع۔ تین قسم ہیں:۔

احادیث فضائلِ مصافحہ:۔ قسمِ اوّل۔ احادیثِ فضائلِ حسن میں مصافحہ کی ترغیب اور اُس کی خوبیوں کا بیان ہے مثلاً حدیث حذیفہ بن الیمان رضی

Marfat.com

اللہ عنہما جسے طبرانی نے معجم اوسط۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسندِ صالح روایت کیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ان المؤمن اذا لقی المؤمن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاھما کما تناثر ورق الشجر۔

جب مسلمان سے مسلمان مِلکر سلام کرتا۔ اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے اُن کے گناہ جھڑ پڑتے ہیں جیسے پیڑوں سے پتے

حدیث۲ سلمان رضی اللہ عنہ کہ معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن مروی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان المسلمَ اذا لقی اخاہ فاخذ بیدہ تحاتت عنھما ذنوبھما

مسلمان جب اپنے بھائی سے مِلکر اُس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اُنکے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

حدیث۳ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ امام احمد نے ایسی سند سے جس کے سب رجال سوا مہمون بن موسیٰ مَرْوَزی بصری صدوق مدلس کے ثقات عدول ہیں۔ نیز ابو یعلی و بزاز نے روایت کی:۔

عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال ما من مسلمین التقیا فاخذ اھما بید صاحبہ الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان یحضر دعاءھما ولا یفرق بین ایدیھما حتی یغفر لھما

جب دو مسلمان آپس میں وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اللہ تعالےٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے۔ اور اُن کے ہاتھ جُدا نہ ہونے پائیں کہ اُن دونوں کے گناہ بخشدے۔

Marfat.com

مقامِ ترغیب و ترہیب میں غالباً ادنیٰ کو ذکر کرتے ہیں۔ اُس سے اعلیٰ کی نفی مفہوم نہیں ہوسکتی۔

اقول اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ الفاظ و حدیث بدّ میں نص ہیں تاہم ان حدیثوں میں مُنکرین کے لئے حجت نہیں۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ مقامِ ترغیب و ترہیب میں غالباً ادنیٰ کو ذکر کرتے ہیں کہ جب اس قدر پر یہ ثواب یا عقاب ہے تو زائد میں کتنا ہوگا۔ اِس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اِس سے زائد مندوب یا محذور نہیں ترہیب کی مثال تو یہ لیجئے۔ ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی۔

حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من اعان علیٰ قتل مؤمن	جو کسی مسلمان کے قتل پر آدھی بات کہکر
بشطر کلمۃ لقی اللہ مکتوباً	اعانت کرے اللہ تعالےٰ سے اس حالت
بین عینیہ آئس من رحمۃ	پر ملے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو،
اللہ۔	"خدا کی رحمت سے نا اُمید"

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ آدھی بات کہکر اعانت کرے تو مستحق عذاب ہو اور اگر ساری بات سے مدد کرے تو نہیں۔ یہاں محلّ ترغیب ہے زیادہ مثالیں اُسی کی سُنئے۔ مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک پیسہ دے اللہ تعالےٰ اُس پر رحمت فرمائے اس کے یہ معنیٰ نہ ہوں گے کہ اگر دو پیسے دے گا تو رحمت نہ ہوگی۔

بخاریؒ۔ مسلمؒ۔ ترمذیؒ۔ نسائیؒ۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور امام مالکؒ مؤطا میں بطریق سعید بن یسار مرسلاً۔

Marfat.com

اور طبرانی و ابن حبان ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ اور معجم کبیر میں ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی

وھٰذا حدیث ابن حبان فی صحیحہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لیربی لاحدکم التمرۃ واللقمۃ کما یربی احدکم فلوہ او فصیلہ حتی یکون مثل اُحد

یعنی حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان جو ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں دے۔ اللہ تعالےٰ اُسے بڑھاتا اور پالتا ہے جیسے آدمی اپنے بچھیرے یا بلوتے کو پرورش کرے یہاں تک کہ بڑھ کر کوہِ اُحد کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور صحاح میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لفظ یوں ہیں

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یقبلھا بیمینہ۔ الحدیث

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو ایک چھوہارے کے برابر پاک مال سے خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر پاک کو تو رب عزوجل اُسے اپنے داہنے دستِ قدرت سے قبول فرماتا ہے۔

کوئی احمق سا احمق بھی ان حدیثوں سے یہ معنی نہیں سمجھے گا کہ ایک چھوہارے یا ایک ہی نوالے کی خصوصیت ہے۔ ایک دیگا تو قبول بھی ہوگا اور ثواب بھی بڑھے گا۔ جہاں دو یا زائد دئے پھر نہ قبول کی توقع نہ ثواب کی ترقی۔ نہیں نہیں بالیقین یہی معنی ہیں کہ ایک لقمہ بھی یا ایک خرما بھی ان نیک جزاؤں کا باعث ہے

Marfat.com

یوں ان احادیث کا یہ مضمون نہیں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوگا تو وہ ثواب ملیگا دو ہاتھ سے کیا۔ اور ناجائز ہوا یا اجر گیا۔ بلکہ برابر تقدیر مذکور اُن کا اسی قدر مفاد کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ بھی اس جزائے نیک کے لئے کافی ہے۔

قسم دوم وہ احادیث جن میں وقائع جزئیہ کی حکایت ہے یعنی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم یا فلاں صحابی نے فلاں شخص سے یوں مصافحہ فرمایا۔

حدیث حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن ابی داؤد میں بروایت اُمّ المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی

كانت اذا دخلت عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها في مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته في مجلسها۔

جب حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمتِ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتیں حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے۔ اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زہرا رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لیجاتے وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور دست اقدس لے کر بوسہ دیتیں۔ اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔

Marfat.com

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

حدیث حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن

عن ابی داؤد الاعمٰی قال لقینی البراء بن عازب فاخذ بیدی وصافحنی وضحك فی وجھی ۔ فقال تدری لم اخذت بیدك ؟ قلت لا انی ظننت انك لم تفلعه الا لخیر فقال ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقینی ففعل بی ذٰلك ۔

یعنی ابوداؤد اعمٰی نے کہا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھے ملے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور مصافحہ کیا اور میرے سامنے ہنسے۔ پھر فرمایا کیا تو جانتا ہے۔ میں نے کیوں تیرا ہاتھ پکڑا؟ میں نے عرض کی۔ نہ۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے کچھ بہتری کے لئے ایسا کیا۔ فرمایا بے شک نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے ملے۔ تو حضور نے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔

الحدیث

اقول ۔ یہ بھی اصلاً قابل اعتماد نہیں قطع نظر اس سے کہ یہ حدیث طبرانی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

ابوداؤد اعمٰی رافضی مجروح ہے

ابوداؤد اعمٰی رافضی سخت مجروح متروک ہے۔ امام ابن معین نے اُسے کاذب کہا اور حدیث حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ممکن ہے کہ ہاتھ پکڑنا بوسہ دینے کے لئے بہرحال ان میں نہیں۔

Marfat.com

جزئی واقعات سے حکم عام ثابت نہیں

مگر وقائع جزئیہ کی حکایت اور عقلاً و نقلاً مبرہن و ثابت کہ وہ حکم عام کو مفید نہیں۔ ہزار جگہ ائمہ دین کو فرماتے سنیئے گا واقعۃ حال لا عموم لھا قضیۃ عین فلا تعم خلاصہ یہ کہ اُن سے یہ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا یا ہمیشہ ایسا ہی ہونا چاہیئے، بلکہ صرف اتنا مستفاد کہ اس بار ایسا ہوا پھر کسی واقعہ میں دو امردں سے ایک کا وقوع کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ جو واقع ہوا۔ دوسرے سے افضل تھا۔ بوجہ افضلیت اسے اختیار کیا۔ کبھی یوں کہ دونوں مساوی تھے۔ ایک مساوی کر لیا۔ کبھی یوں کہ وہ دوسرا ہی افضل تھا۔ اور اس واقعہ میں بیان جواز کے لئے یہ مفصول صادر ہوا۔ کبھی یوں کہ اس پر کوئی ضرورت حامل تھی۔ الیٰ غیر ذٰلک من الاحتمالات الکثیرۃ الشائعۃ التی لا تبقیٰ للاستدلال عینا ولا اثرا۔ اسی لئے جو لوگ مفہوم مخالف کے قائل ہیں وہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ واقعہ جزئیہ میں نہ ہو۔ ورنہ بالاجماع ماعدا سے نفی حکم کو مقید نہ ہوگا کما نص علیہ علماء الاصول۔

قسم سوم۔ وہ روایات جو خاص کیفیت مصافحہ میں وارد ہیں۔ یہ البتہ قابلِ لحاظ ہیں کہ اگر کچھ بوئے استناد نکل سکتی ہے تو انھیں میں سے یہ دو حدیثیں ہیں:۔

حدیث اوّل جامع الترمذی میں ہے۔

حدثنا احمد بن عبدۃ الضبی نا یحیی بن مسلم الطائفی عن

سفین عن بیان کی احمد بن عبدہ ضبی نے ہمیں خبر دی یحییٰ بن مسلم طائفی نے

Marfat.com

سفین عن منصور عن خیثمۃ عن رجل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من تمام التحیۃ الاخذ بالید۔

سفیان منصور عن خیثمہ عن رجل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام کا اختتام ہاتھ میں ہاتھ لینا ہے۔

اقول یہ حدیث بھی لائق احتجاج نہیں اوّلاً اس کی سند ضعیف ہے۔ جس میں عن خثیمہ عن رجل ایک مجہول واقع ہے۔ ثانیاً امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری نے یہ حدیث تسلیم نہ فرمائی اور اس کے غیر محفوظ ہونے کی تصریح کی۔

یحیٰی بن مسلم طائفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن پر اس حدیث کا مدار ہے کما فی الترمذی علمائے محدثین اُن کا حافظہ بُرا بتاتے ہیں کما فی التقریب امام بخاری کہتے ہیں میرے نزدیک یہاں بھی اُن کے حفظ نے غلطی کی۔ انھوں نے سند مذکور سے حدیث لاسمر الا لمصل او مسافر سنی تھی اسکی جگہ بھول کر یہ روایت کر گئے۔ حالانکہ یہ صرف عبدالرحمٰن بن یزید یا اور کسی شخص کا قول ہے۔ نقلہ الترمذی۔

ثالثاً اقول وباللہ التوفیق۔ اس سب سے درگزریئے اور ذرا غور و تامل سے کام لیجئے۔ تو یہ حدیث دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا پتہ دیتی ہے۔ کہ اُس میں اخذ بالید بصیغۂ مفرد کو تمامی تحیت کا ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ نہ یہ کہ صرف اسی پر تمامی وانتہا ہے۔ تحیت کی ابتدا اسلام اور مصافحہ

Marfat.com

تمام اور ایک ہاتھ ملانا اسی تمامی کا ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ نہ یہ کہ صرف اسی پر ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان لفظوں سے آئی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام تحیتکم بینکم المصافحۃ تمہارے آپس میں تحیت کا تمام مصافحہ ہے۔ یہاں مِن بصیغۂ نہ لایا گیا کہ صرف ایک ہاتھ کا ذکر نہ تھا۔ جو ہنوز تمامی کا بقیہ باقی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث دوم وہی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی طرف امام ہمام فقیہ الانام قاضی خان قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا۔ جامع ترمذی میں ہے:۔

حدثنا سوید نا عبد اللہ نا حنظلۃ بن عبید اللہ عن انس عن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ! الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ؟ قال لا۔ قال افیستلزمہ ویقبلہ؟ قال لا۔ قال فیاخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم۔

یعنی ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے۔ تو کیا اس کے لئے جھکے۔ فرمایا۔ نہ عرض کی اُسے گلے لگائے اور پیار کرے فرمایا نہ۔ عرض کی اُس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے فرمایا ہاں۔

اس حدیث کو ترمذی نے حسن بتایا۔ بخلاف اول کہ خود ترمذی نے امام بخاری سے اُس کی تضعیف نقل کر دی تھی تو ثابت ہو گیا کہ حضرات مخالفین اگر سند لائیں گے تو اسی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باقی خیریت۔ لہٰذا

Marfat.com

امام ممدوح قدس سرہٗ نے اسی حدیث کی تخصیص فرمائی۔ اب بحمداللہ تعالیٰ جواب جناب امام قدس سرّہ کی توضیح سنئے ظاہر ہے کہ افراد ید سے اس حدیث خواہ کسی حدیث میں اگر نفی یدین پر استدلال ہوگا۔ تو لاجرم بطریق مفہوم مخالف ہوگا اور وہ محققین کے نزدیک حجت نہیں جس کی بحث کتب اصول میں ختم ہوچکی۔

اقول وباللہ التوفیق۔

جواب اوّل۔ قرآن عزیز میں ہے :۔

بیدك الخیر انك علیٰ کلّ شئ قدیر ہ — تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ تیرے ایک ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ معاذ اللہ دوسرے میں نہیں احمد و بخاری و مسلم ترمذی حضرت سیدنا سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان اللہ تعالیٰ یقول لاھل الجنۃ فیقولون لبیك یاربنا وسعدیك والخیر فی یدیك الحدیث — بیشک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا۔ اے جنت والو! عرض کریں گے۔ لبیک اے رب ہمارے ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے

اسی طرح تفسیر مقام محمود میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نسائی نے بسند صحیح اور حاکم نے بافادۂ تصحیح اور طبرانی و ابن مندہ نے روایت کی یوں آئی

قال یجمع اللہ الناس فی — اللہ تعالےٰ روز قیامت لوگوں کو ایک

Marfat.com

معید واحد فلا تکلم نفس	میدان میں جمع فرمائے گا۔ تو کوئی کلام نہ
اوّل مدّعو محمد صلے اللہ	کریگا۔ سب سے پہلے محمد صلے اللہ تعالےٰ
تعالیٰ علیہ وسلم فیقول لبیک	علیہ وسلم کو ندا ہوگی۔ حضور عرض کریں گے
وسعدیک والخیر فی یدیک۔	الٰہی میں حاضر ہوں۔ خدمتی ہوں تیرے
الحدیث	دونوں ہاتھ میں بھلائی ہے۔

ابن مندہ نے کہا حدیث مجمع علیٰ صحتہٖ اسنادہ وثقۃ رجالہ اس حدیث کی صحت اسناد و عدالتِ رواۃ پر اجماع ہے۔ یوں[1] ہی حدیث بعث النار میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا فرمانا اور اُن کا جواب میں لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک عرض کرنا مروی الیٰ غیر ذٰلک من الاحادیث کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ اس آیت کے مخالف ہیں؟

جواب اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے:۔

قل ان الفضل بید اللہِ	تو فرما۔ بیشک فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

کیا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایک ہی ہاتھ میں فضل ہے؟

جواب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

بیدہٖ ملکوت کلِ شئ	اُسی کے ہاتھ میں ہے قدرت ہر چیز کی۔

کیا معاذ اللہ! دوسرے ہاتھ میں مالکیت ومقدرت نہیں؟

---

[1] رواہ البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۲ منہ حفظہ ربّہ۔

Marfat.com

جواب دیلمی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ید اللہ مبسوطۃ ۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ کشادہ ہے۔

کیا معاذ اللہ! اس کا یہ مفہوم ہے کہ ایک ہی ہاتھ کشادہ ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

بل یداہ مبسوطتان ینفق بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ خرچ فرماتا

کیف یشاء ہے جیسے چاہتا ہے۔

جواب ۶ حدیث شریف میں ہے:۔

ید اللہ ملأی۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ غنی ہے۔

کیا معاذ اللہ! دوسرے ہاتھ سے غنیٰ منفی ہے؟

جواب ۷ ید اللہ ھی العلیا۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ اونچا ہے۔

کیا عیاذاً باللہ! ایک ہی ہاتھ بلند و بالا ہے؟

جواب ۸ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا کافر ایسی اندھیری میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آجائیں گے؟

اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں کو سو لکڑیاں ماروں گا تو کیا حیلہ ہے

جواب ۹ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث۔ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار اور قسم اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار۔ ا۔

Marfat.com

علماء فرماتے ہیں یہ حکم اب بھی باقی ہے۔ یعنی اگر مثلاً کسی نے غصہ میں قسم کھائی کہ زید کو سو لکڑیاں ماروں گا۔ اب غصہ فرو ہوا چاہتا ہے کہ قسم بھی سچی ہو اور زید اُس ضربِ شدید سے بچ بھی جائے تو جھاڑو وغیرہ کی سو شاخیں جمع کر کے اِسطرح زید کے بدن پر مارے کہ وہ سب جسم پر جدا جدا پہنچیں۔ کیا اگر دونوں ہاتھ میں جھاڑو لے کر ماریں تو اس ارشاد کا خلاف ہوگا؟

جواب۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون	جزیہ دیں ہاتھ سے ذلیل ہو کر

کیا اگر دونوں ہاتھ سے دیں تو تعمیل حکم نہ ہو؟

جواب۔ بخاری و ابوداؤد و نسائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور احمد و ترمذی و نسائی و حاکم و ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ	مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اُس کی زبان اور ہاتھ سے امان میں رہیں۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر ایک ہاتھ سے امان میں ہوں اور دوسرے ہاتھ سے ایذا میں؟

جواب۔ احمد و بخاری مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ما اکل احد طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدہٖ	کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھائے۔

Marfat.com

اور احمد بسندِ صحیح وطبرانی وحاکم حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ

ہاتھ کی کمائی سب سے زیادہ پاک ہے

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے

اَطیب الکسب عمل الرجل بیدہٖ۔

سب سے بہتر کمائی آدمی کی اپنے ہا کا کسب ہے۔

کیا اگر دونوں ہاتھ کا کسب ہو تو وہ کھانا اس فضل سے باہر ہے۔

جواب دوم۔ ثم اقول بلکہ بارہا لفظ ید بصیغہ مفرد لاتے اور اس سے دونوں ہاتھ مراد ہوتے ہیں (۱) ید اللہ مبسوطۃ (۲) ید ا ملائی (۳) ید اللہ ھی العلیا (۴) المسلم من سلم المسلمون مِر لسانہٖ ویدہٖ۔ میں یہی معنی مراد ہیں (۵) حدیث عمل یدہٖ بھی ایسے موقع پر وارد کے غالباً کسب انسان دونوں ہاتھ سے ہوتا ہے۔ اسی حدیث مقدام کی اسی صحیح بخاری میں دُوسری روایت من عمل یدیہ (۶) اسی ط حاکم وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حض سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں عرض کرتے:۔

اللّٰھم انی اسئلك من كل خير خزائنہٗ بیدك واعوذبك من كل شر خزائنہ بیدك.

الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اُن س بھلائیوں سے جن کے خزانے تیرے میں ہیں اور تیری پناہ مانگتا ہوں اُ برائیوں سے جنکے خزانے تیرے ہاتھ میں

Marfat.com

یہ حدیث بھی دونوں جگہ دونوں طور پر مروی ہوئی بیدہٖ اور بیدیہٖ۔
(۷) بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

ان داؤد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یاکل الا من عمل یدہ

داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے عمل سے۔

اور یوں ہی حدیث مقدام کے تتمہ میں احمد اور البخاری نے روایت کیا۔
ان النبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدہٖ سیدنا حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل قرآن عظیم سے معلوم ہے کہ زرہیں بنانا تھا اور وہ دونوں ہاتھ سے ہی ہوتا ہے ولہذا صحیح بخاری میں دونوں حدیثوں کی دوسری روایتیں بلفظ یدیہ آئیں۔ پس ثابت ہوا کہ بہت جگہ یدٌ و یدین میں کچھ فرق نہیں کرتے اور بے تکلف تثنیہ کی جگہ مفرد لاتے اور ایک ہی امر میں کبھی تثنیہ کبھی مفرد بولتے ہیں۔ پھر افراد کو نفی تثنیہ کی دلیل سمجھنا کس قدر عقل سے بعید ہے۔

جواب سوم:۔ ثم اقول وباللہ التوفیق۔
جو دو چیزیں ایک ساتھ رہتی ہوں تو انمیں سے ایک کا ذکر دوسری کے لئے بھی کافی ہے۔ میں موارد استعمال و مواقع خاصہ سے استدلال کرتا ہوں وہ قاعدہ ہی ذکر نہ کروں جو خاص اس باب میں آئمہ عربیت نے وضع کیا اور ایسے الفاظ میں تثنیہ و افراد یکساں ہونے کا عین عام اشباہ میں فرمایا۔ اعملت بدانی اعمال الجد مابین بصری

Marfat.com

ویدی وظنونی۔ اس پر علامہ ادیب سید احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ نے فر

اطلق الید وارادالیدین
لانہ اذا کان الشیٔان لا
یفترقان من خلق اوغیرہ
اجزأ من ذکرھما ذکر احدھما
کالعین تقول کحلت عینی وانت
تریدعینیك ومثل العینین
المنخرین[1] والرجلین والخفین
والنعلین تقول لیست
خفیّ تریدخفیك کذا فی
شرح الحماسۃ

یعنی مصنف لفظ یَد بولا اور مراد
دونوں ہاتھ ہیں۔ کہ دو چیزیں جب آپس
میں جدا نہ ہوتی ہوں۔ خواہ اصل پیدائش
میں (جیسے ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ کان)
اور طرح (جیسے موزے جوتے۔ دستانے
جوڑا ہی مستعمل ہوتا ہے) تو اُن میں ایک
ذکر دونوں کے ذکر کا کام دیتا ہے کہنے
ہیں۔ آنکھ میں سُرمہ لگایا۔ اور مراد دو
آنکھوں میں لگانا ہوتا ہے یوں ہی نتھنے
قدم۔ موزے کفش تو کہتا ہے۔ میں نے موز
پہنا اور مراد یہ کہ دونوں موزے پہنے اِ
طرح شرح حماسہ میں ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں۔ یہ محاورہ نہ صرف عرب بلکہ فارس و ہند میں بھی
بعینہا رائج۔ جیسا کہ مطالعۂ اشعار سابقین و لاحقین سے واضح دلا
خیر یہ تو ایک خاص قاعدہ تھا۔ علامہ ممدوح نے اس سے چند سطر اوپر اس
عام تر تصریح فرمائی کہ

---

[1] المنخرین الی اخرہ کذا ھو فی نسختی الغز والظاھر الرفع ۱۲ منہ سلمہ

استعمال المفرد موضع المثنی — یعنی تثنیہ کی جگہ مفرد لانا اہل عرب میں
عربی شائع سائغ — مشہور و مقبول ہے۔

اور اس کی سند میں ابوذویب کا شعر پیش کیا ہے

فالعین بعدھم کان حداقھا — سملت بشوک فھی عور تدمع

پس ان کی آنکھ کی پتلی میں گویا کانٹے دار سلائی سے سرمہ لگایا گیا ہے اب وہ اندھی اور اشکبار ہے۔

دیکھو۔ اُس نے ایک آنکھ کہا۔ اور دونوں مراد لیں ولہٰذا احداق کو جمع لایا۔ ورنہ ایک آنکھ میں چند حدقے نہیں ہوتے۔ اب تو اوہامِ جاہلانہ کا کوئی محل ہی نہ رہا۔ اور حدیث سے اِستناد کا بھرم کھل گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جواب چہارم ثم اقول وباللہ التوفیق۔ سب سے قطع نظر کیجئے اور بفرضِ غلط مان ہی لیجئے۔ کہ لفظ الید کا مفہوم مخالف نفی یدین ہوتی ہے۔ تاہم حدیث مذکور محل استناد منکرین یعنی حدیث انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں اس مفہوم کی گنجائش نہیں کہ وہاں تو لفظ ید بصیغۂ مفرد کلام امجد سید اوحد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے ہی نہیں۔ سائل کے کلام میں ہے۔ اُس نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا حکم پوچھا۔ فیاخذ بیدہ ویصافحہ (کیا اُس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ ہاں جائز ہے۔ یہاں نہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ذکر نہ اُس سے سوال پھر اس کلام سے اُس کی نسبت نفی نکالنا محض خیال محال۔

مفہوم مخالف معتبر ہونے کی شرط دنیا بھر کے مفہوم مخالف ماننے

Marfat.com

والے بھی یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ کلام کسی سوال کے جواب میں نہ آیا ہو ور
بالاجماع نفی ماعدا مفہوم نہ ہوگی نہ ہوگی ۔ صرح بہ ائمۃ الاصول
مثلاً کوئی سائل سوال کرے۔ صبح کی نماز میں قرارت جہری ہے یا نہیں مجیب
کہے ہاں۔ اس سے کوئی عاقل یہ نہ سمجھے گا کہ ماورائے صبح میں جہر نہیں بلکہ جسقدر
سے سوال تھا۔ اُسی قدر سے جواب دیا گیا۔ یہ بحمد اللہ دوسرے معنی ہیں۔ کلام
امام قاضی خاں قدس سرّہ کے کہ اورا مفہوم نیست یعنی اس حدیث میں مفہوم
کا لف کا سرے سے محل ہی نہیں وباللہ التوفیق

جواب پنجم ۔ ثم اقول۔ یہ اُس وقت ہے کہ حدیث مذکور کو
قابلِ احتجاج مان بھی لیں۔ ورنہ اگر نقد و تنقیح پر آئیے تو وہ ہرگز نہ صحیح نہ حسن
بلکہ ضعیف منکر ہے۔ مدار اُس کا حنظلہ بن عبداللہ سدوسی پر ہے۔

حنظلہ سدوسی پر جرح اور حنظلہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
امام یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ترکتہ عمداً کان قد اختلط۔ میں نے
اسے عمداً متروک کیا۔ صحیح الحواس نہ رہا تھا۔ امام احمد نے فرمایا ضعیف منکر الحدیث
یحدث باعاجیب۔ تعجب خیز روایت لاتا ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا
لیس بشئ تغیر فی اٰخر عمرہ کوئی چیز نہ تھا۔ آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا
امام نسائی نے کہا ضعیف۔ ایک بار فرمایا لیس بقوی ذکر کل ذٰلک
الذہبی فی المیزان ۔ یونہی امام ابوحاتم نے کہا۔ قوی نہیں۔ فی المغنی
للامام الذہبی حنظلۃ (ت ق) السدوسی صاحب انس ضعفہ
(س د) قال ابوحاتم لیس بقوی۔ لاجرم امام خاتم الحفاظ نے تقریب

Marfat.com

میں اُسکے ضعف پر جزم فرمایا۔ حیث قال حنظلة (ت ق) السدوسی ابو عبد الرحیم ضعیف۔ حنظلہ سدوسی ابو عبدالرحیم ضعیف ہے۔

امام ترمذی کی تصحیح و تحسین پر جرح و قدح

اگر کہے کہ امام ترمذی نے جو اس حدیث کی تحسین کی۔ اقول۔ ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اس بارے میں انتقادات کئے ہیں۔ اور وہ قریب قریب ان گوں میں ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے ہیں۔ امام عبدالعظیم منذری کتاب الترغیب میں فرماتے ہیں انتقد علیه الحفاظ تصحیحه له بل وتحسینه۔ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :۔

ولهذا لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی۔	اور اس لئے علماء ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں رکھتے ہیں۔

یہاں تک امام محدث ابو الخطاب بن دحیہ نے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی نے قرہ العینین فی تفضیل الشیخین میں الحافظ المتقن کہا۔ تحسین ترمذی کی نسبت وہ کچھ تحریر فرمایا۔ جو امام امام فخر الدین زیلعی نے نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ میں نقل فرما کر مقرر رکھا۔

حیث قال قال ابن دحیه فی العلم المشهور وکم حسن الترمذی فی کتابه من احادیث موضوعة واسانید واهیه	ابن دحیہ نے العلم المشہور میں فرمایا کہ ترمذی نے اپنی کتاب میں بہت سی موضوع احادیث اور کمزور سندوں کی تحسین کی ہے یہ حدیث بھی ان احادیث

Marfat.com

منہا ھذا الحدیث اھ یعنی حدیث عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی عدد تکبیرات العیدین۔

یعنی کتاب میں بہت عوف مزنی کی تکبیرات عیدین کی بابت۔

اور قاطع نزاع یہ ہے کہ خود اسی حدیث حنظلہ کو امام ائمۃ المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریحاً فرمادیا کہ منکر ہے۔ امام ذہبی تذہیب میں لکھتے ہیں:۔

حنظلة (ق) بن عبد الله ویقال بن عبید الله وقیل ابن ابی صفیة السدوسی امام مسجد بنی سدوس بالبصرة ابو عبید الرحیم عن انس قال یحیٰی القطان لکنه کان قد اختاط وضعفه احمد وقال یروی عن انس مناکیر منها قلنا اینحنی بعضنا لبعضٍ اھ ملخصا۔

حنظلہ بن عبداللہ اور دوسرے قول پر عبید اللہ اور تیسرے پر ابن ابی صفیہ سدوسی امام مسجد بنو سعدوس (بصرہ) ابو عبدالرحیم انس سے راوی ہے، یحیٰی قطان نے کہا کہ میں نے اُسے اس لئے چھوڑ دیا کہ اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا اور احمد نے اس کی تضعیف کی، اور یہ انس سے مناکیر کی روایت کرتا ہے ان ہی میں سے ایک یہ ہے" ہم نے کہا کہ کیا ہم ایک دوسرے کے لئے جھکیں۔

امام ہمام مرجع ائمۃ الحدیث کی تضعیف کے مقابل امام ترمذی کی تحسین کب مقبول ہوسکتی ہے۔ بالجملۃ بحمداللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا۔

Marfat.com

کہ منکرین کے ہاتھ میں اصلاً کوئی حدیث نہیں جس میں اُن کے قول کے بُو بھی نکل سکے۔ ثبوتِ ممانعت تو بڑی چیز ہے۔ اور اگر یہ حدیثیں اور ان جیسی ہزاروں اور ہوں اور وہ بالفرض سب صحاح وحسان ہوں۔ تاہم تحقیقات بالا نے روشن کر دیا کہ اصلاً مفید ثابت نہ ہوں گی۔ یہ کسی حدیث میں دکھائیں کہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا یا ارشاد ہوا۔ کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو۔ بغیر اس کے ثبوتِ ممانعت کا دعوےٰ محض ہوس پکانا ہے۔ یا جنون خام والحمد للہ ولی الانعام۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی بحث اب رہا یہ کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ثبوت کیا ہے؟ اقول وباللہ التوفیق۔

اولاً صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ انھوں نے فرمایا۔

علمنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکفی بین کفیہ التشہد۔

حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ لے کر مجھ کو التحیات تعلیم فرمائی

امام المحدثین امام بخاری نے اپنی جامع صحیح کی کتاب للاستیذان میں مصافحہ کے لئے جو باب وضع کیا۔ باب الاخذ بالیدین یعنی یہ باب ہے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینے کا۔ اس میں بھی وہی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مُسنداً روایت کی۔ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینا مصافحہ نہ تھا تو اس حدیث کو باب المصافحہ سے کیا تعلق

Marfat.com

ہوتا۔ صحیح بخاری کی اس تحریر پر دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت۔ ہاں اگر حضراتِ منکرین جس طرح ائمہ فقہ کو نہیں مانتے۔ اب امام بخاری کی نسبت کہدیں کہ وہ حدیث، غلط سمجھتے تھے، ہم ٹھیک سمجھتے ہیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ معہذا مصافحہ دونوں جانب سے صفحاتِ کف ملانا ہے۔ اور یہ معنی اس صورت کفی بین کفیہ میں ضرور متحقق۔ تو اُسکے مصافحہ ہونے سے انکار پر کیا باعث؟ رہا بعض جُہلاء کا کہنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تو ایک ہی ہاتھ تھا۔ یہ محض جہالت و ادعائے بے ثبوت ہے۔ دونوں طرف سے دونوں ہاتھ ملائے جائیں تو ایک کا ایک ہی ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا نہ کہ دونوں۔ وھو ظاھر جدا اور جب حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دونوں ہاتھ کا ثبوت ہوا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے ثبوت نہ ہونا کیا زیر نظر رہا۔

ثانیاً اکابر علماء عامہ کتب مثل خزانۃ الفتاوی۔ فتاوی عالمگیریہ۔ فتاوے زاہدی۔ درمختار۔ درمنتقی شرح ملتقی۔ منیۃ المفتی۔ شرح نقایہ۔ رسالہ علامہ شرنبلالی۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر۔ فتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری۔ حاشیہ طحطاوی۔ حاشیہ شامی وغیرہا میں تصریح فرماتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے۔ ہندیہ میں ہے:۔

یجوز المصافحۃ والسنۃ فیھا	مصافحہ جائز ہے اور اس میں سنت
ان یضع یدیہ من غیر حائل	یہ ہے کہ دونوں ہاتھ بلا حائل کپڑے

Marfat.com

من ثوب اوغیرہ کذا فی خزانۃ الفتاویٰ۔

وغیرہ کے رکھے، اسی طرح خزانۃ الفتاویٰ میں ہے

شرح تنویر پھر حواشی الکنز میں ہے

فی القنیۃ السنۃ فی المصافحۃ بکلتا یدیہ۔

مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

شرح متن الحلبی للعلامۃ العلائی پھر رد المحتار میں ہے:۔

السنۃ ان تکون بکلتا یدیہ

سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

جامع الرموز میں ہے

السنۃ ان تکون بکلتا یدیہ کما فی المنیۃ۔

سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو جیسے کہ منیہ میں ہے۔

شرح علامہ شیخی زادہ قاضی رومی میں ہے:۔

السنۃ فی المصافحۃ بکلتا یدایہ۔

سنت مصافحہ میں یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

شیخ مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:۔

مصافحہ سنت است نزدِ ملاقات وباید کہ بہر دو دست بود۔

ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے ہونا چاہیئے۔

مخالفین کا دعوے یہ ہے کہ فقہاء کی جو بات ہم اپنے زعم میں حدیث کے خلاف سمجھیں گے اُسے نہ مانیں گے یہاں تک کہ اُن کے ارشادات کو اصلاً کسی حدیث کے مخالف نہیں بتا سکتے نہ ماننے کی کیا وجہ ہے۔ مگر یہ کہیئے کہ

Marfat.com

فقہ و فقہاء سے خالص عداوت ہے کہ اگرچہ ان کی بات میں ادعائے مخالفت حدیث کی راہ بھی نہ پائیں تاہم قابل تسلیم نہیں جانتے۔

ثالثاً۔ صحیح بخاری شریف کے اُسی باب میں مذکور ہے:۔

صافح حماد بن زید ابن المبارك بیدیہ۔

امام حماد بن زید نے امام اجل عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

تاریخ امام بخاری میں ہے:۔

حدثنی اصحابنا یحیٰی وغیرہ عن اسمٰعیل بن ابراھیم قال رایت حماد بن زید وجاءہ ابن المبارك بمکۃ فصافحہ بکلتا یدیہ۔

مجھ سے میرے اصحاب یحیٰی ابوجعفر بیکندی وغیرہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے حماد بن زید کو دیکھا اور ابن المبارک اُن کے پاس مکہ معظمہ میں آئے تھے تو اُنھوں نے اُن سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

مناقب امام حماد بن زید بصری یہ امام اجل حماد بن زید ازدی بصری قدس سرہٗ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں۔ انس بن سیرین و ثابت بنانی و عاصم بن بہدلہ و عمرو بن دینار و محمد بن واسع وغیرہم علمائے تابعین شاگردانِ حضرت انس بن مالک و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے علم حاصل کیا اور اجلۂ ائمہ محدثین و علمائے مجتہدین مثل امام سفین ثوری و امام یحیٰی بن سعید قطان و امام عبدالرحمن بن مہدی و امام علی

Marfat.com

بن مدینی وغیرہم کہ امام بخاری و امام مسلم کے اساتذہ و اساتذہ الاساتذہ تھے۔
اس جناب کے شاگرد ہوئے۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدی فرمایا کرتے۔

ائمۃ الناس فی زمانھم اربعۃ سفین بالکوفۃ ومالك بالحجاز والاوزاعی بالشام وحماد بن زید بالبصر۔

مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہیں کوفہ میں سفین۔ حجاز میں مالک شام میں اوزاعی۔ بصرہ میں حماد بن زید۔

اور یہ بھی فرماتے:۔

مارأیت اعلم من مالك وسفین وحماد بن زید۔

میں نے مالک وسفین وحماد بن زید سے زیادہ کوئی علم والا نہ دیکھا۔

اور یہ بھی فرماتے:۔

مارأیت بالبصرۃ افقہ منہ ولم ار احدا اعلم بالسنۃ منہ

میں نے بصرہ میں اُن سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ دیکھا اور میں نے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہ پایا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:۔

حماد بن زید من ائمۃ المسلمین۔

حماد بن زید مسلمانوں کے اماموں سے ہیں۔

اس جناب نے ماہ رمضان المبارک ۱۷۹ھ ہجری میں وفات پائی۔
جس دن انتقال ہوا امام یزید بن زریع بصری کو خبر پہنچی فرمایا:۔

الیوم مات سید المسلمین

آج مسلمانوں کے سردار نے انتقال کیا

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذکر کل ذلک الامام الذہبی فی تذہیب التہذیب!

مناقب امام عبداللہ بن مبارک

اور دوسرے صاحب حضرت امام الانام علم الہدیٰ شیخ الاسلام عبداللہ بن مبارک مروزی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ عالم کونسا لکھا پڑھا ہے جو اُس جناب کی جلالتِ شان و رفعتِ مکان سے آگاہ نہیں. وہ بھی اجلہ ائمہ تبع تابعین و سادات محدثین و کبرائے مجتہدین اور امام بخاری و مسلم کے اُستاذ الاستاذ اور ہمارے امام اعظم کے خاص شاگردان و مستفیدین سے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ علمائے دین فرماتے ہیں:۔ تمام جہان کی خوبیاں اللہ تعالیٰ نے اُن میں جمع فرما دی تھیں۔ قالہ فی التقریب۔ اور فرماتے ہیں جہاں عبداللہ بن مبارک کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمتِ الٰہی اترتی ہے ذکرہ الزرقانی وغیرہ۔ ان کا کچھ تذکرہ دیکھنا چاہو تو سردست شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "بستان المحدثین" ہی دیکھو۔ ہم نے بحمداللہ تعالیٰ خاص صحیح بخاری سے ایسے دو امام جلیل تبع تابعین سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت کر دیا۔ مخالف بھی تو کہیں سے ممانعت ثابت کرے یا ایسے حضرات تبع تابعین پر بھی معاذ اللہ بدعت و مخالفِ سنت کا گمان ہو یا اقرار کر دیجئے گا کہ وہ بھی حدیث و سنت نہ جانتے تھے۔ محدث مجتہد جو کچھ ہیں۔ بس آپ ہی ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعاً۔ ان حضرات کی عادت ہے کہ جس امر پر اپنی قاصر نظر ناقص تلاش میں حدیث نہیں پاتے۔ اُس پر بے اصل و بے ثبوت ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ ہی صرف اس بنا پر اُسے ممنوع و ناجائز ٹھیرا دیتے ہیں پھر

Marfat.com

س طوفان بے ضابطگی کا وہ جوش ہوتا ہے کہ اس اپنے نہ پانے کے مقابل
لمار ومشائخ کی تو کیا گنتی۔ حضراتِ عالیہ ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالےٰ
علیہم اجمعین کے ارشادات بھی پایۂ اعتبار سے ساقط۔ اور اُن کے احکام کو بھی
وہی معاذ اللہ باطل وغیر ثابت بتاتے ہیں۔ یہ وہ جہالت بے مزہ ہے جسے
ئی ادنیٰ عقل والا بھی قبول نہیں کر سکتا۔ ان حضرات سے کوئی اتنا پوچھنے
والا نہیں کہ کے آمدی وکے پیر شدی۔ بڑے بڑے اکابر محدثین ایسی
جگہ لم ار ولم اجد پر اقتصار کرتے ہیں یعنی ہم نے نہ دیکھی۔ ہمیں نہ ملی۔
نہ کہ تمہاری طرح عدم وجدان کو عدمِ وجود کی دلیل ٹھہرادیں۔

صاحبو! لاکھوں حدیثیں علمار اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً
تدوین میں بھی نہ آئیں۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔ امام
مسلم کو تین لاکھ۔ پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔ امام احمد کو
دس لاکھ حفظ تھیں۔ مسند میں فقط تیس ہزار ہیں خود شیخین وغیرہما ائمہ
سے منقول کہ ہم سب احادیث صحاح کا استیعاب نہیں چاہتے۔ اور اگر
ادعائے استیعاب فرض کیجیے تو لازم آئے گا کہ افراد بخاری امام مسلم اور افراد
مسلم امام بخاری اور بخاری افراد سنن اربعہ دونوں اماموں کے نزدیک
صحیح نہ ہوں۔ اور اگر اس ادعار کو آگے بڑھائیے۔ تو یوں ہی صحیحین کی وہ
متفق علیہ حدیثیں جنہیں امام نسائی نے مجتبےٰ میں داخل نہ کیا۔ اُنکے نزدیک
حلیۂ صحت سے عاری ہوں۔ وھو کما ترمذی صحیح بخاری شریف میں
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے:۔

Marfat.com

ما من اصحاب النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب۔	اصحاب نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں کسی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مجھ سے زیادہ حدیثیں روائت نہ کیں۔ سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے۔ اور مَیں نہ لکھتا تھا۔

عبداللہ بن عمرو کے پاس، ابوہریرہ سے زائد احادیث تھیں

دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاف فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ان سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں۔ حالانکہ تصانیف محدثین میں اُن کی حدیثیں اُن کی احادیث سے بدرجہا کم ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صرف سات سو حدیثیں پائی گئیں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پانچ ہزار۔ تین سو علامہ قسطلانی ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یفھم منہ جزم ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بانہ لیس فی الصحابۃ اکثر حدیثا عن النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منہ الا عبد اللہ بن عمرو مع ان الموجود عن	اس سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایقان کا اظہار ہوتا ہے کہ صحابہ میں عبداللہ بن عمرو کے علاوہ اُن سے زائد کسی کے پاس احادیث نہ تھیں حالانکہ عبداللہ بن عمرو کی احادیث جو موجود ہیں بہ نسبت ابوہریرہ کی احادیث کے کمی گنا کم

Marfat.com

عبد اللہ بن عمر و اقل من الموجود
المروی عن ابی ھریرۃ
باضعافٍ لانہ سکن مصر وکان
الواردون الیھا قلیلا بخلاف
ابی ھریرہ فانہ استوطن المدینۃ
وھی مقصد المسلمین من کل
جھۃ وروی عنہ فیما قالہ
المؤلف نحو من ثمان مائۃ رجلا
وروی عنہ من الحدیث خمسۃ
آلاف وثلث مائۃ حدیث ووجد
لعبد اللہ سبعمائۃ حدیث.

ہیں، کیونکہ وہ مصر میں جا بسے تھے جہاں لوگ کم آتے تھے اور ابوہریرہؓ مدینہ میں اقامت پذیر ہوئے جو مسلمانوں کا مَلجا و ماویٰ ہے، اور بقول مؤلف اُن سے آٹھ سو اشخاص نے روائت کی اور پانچ ہزار تین سو احادیث ان سے منقول ہوئیں جبکہ عبداللہ سے صرف سات سو احادیث ہیں۔

آپ کہیے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دہ ہزاروں حدیثیں کیا ہوئیں اور کتب حدیث میں اُن میں سے کتنی ہاتھ آئیں۔ بس اِسی پر قیاس کر لیجیے اور یہیں سے ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ مالک الازمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کے مذہب پر اگر ان کتب میں حدیثیں نہ ملیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن کے مذہب پر واقع میں بھی حدیث نہیں۔ بلکہ اگر بخاری و مسلم اور اُن کے امثال تصریح بھی کر دیں کہ فلاں مذہب امام ابوحنیفہ یا امام مالک پر کوئی حدیث نہیں۔ تو بھی منصف ذی عقل کے نزدیک اُنکے مبارک مذہبوں میں اصلاً قادح نہیں ہو سکتا۔ آخر بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا۔ کیا جو

Marfat.com

کچھ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور صحابہ رضؓ نے اُمت مرحومہ تک پہنچایا۔ اُس سب کا علم بخاری ومسلم کو حاصل تھا؟ خود اجلہ صحابۂ کرام رضؓ جو گاہ وبے گاہ سفر وحضر میں دائماً بارگاہِ عرش جاہ حضور رسالت پناہ علیہ علیہم صلوات اللہ میں حاضر رہتے یہاں تک کہ حضرات خلفائے اربعہ و حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کُل اقوال وافعال پر ہمیں اطلاع ہے کتبِ احادیث پر جسے نظر ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ بعض باتیں ان حضرات پر بھی خفی رہیں۔ تا بدیگرے چہ رسد۔ پھر بخاری ومسلم وہما کیونکر علم کل کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ اگر وہ نفی کریں بھی تو اُس کا محصل صرف اپنے علم کی نفی ہوگا۔ یعنی ہمیں نہیں معلوم پھر اس سے واقع میں حدیث نہ ہونا درکنار یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ابوحنیفہ ومالک کو بھی اپنے مذہب پر حدیث نہ معلوم ہو اُن کا زمانہ زمانۂ اقدس سے قریب تر تھا اور اس وقت تک زمانہ بخیر القرون تھا۔ بوجہ قِلّت کذب وکثرتِ خیر متدین نفوس اور وسائط کم تھے۔ ممکن کہ جو حدیثیں ابوحنیفہ ومالک کے پاس تھیں بخاری ومسلم کو نہ پہنچیں۔ پھر کیونکر اُن کا نہ جاننا اُنکے نہ جاننے پر قاضی ہو سکتا ہے؟

امام ابویوسف کی علم حدیث میں جلالتِ شان

امام اجل ابویوسف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (جنہیں محدثین اہل جرح وتعدیل بھی باآنکہ اُن میں بہت کو حضرات حنفیہ کرام سے ایک لعنت ہے تصریحاً صاحب حدیث منصف فی الحدیث واتبع القوم للحدیث لکھتے بلکہ اپنے زعم میں امام

الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ سے بھی زیادہ محدّث وکثیر الحدیث جانتے ہیں. امام ذہبی شافعی نے اُس جناب کو حفّاظِ حدیث میں شمار کیا اور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان الامام العلامۃ فقیہ العراقین ذکر کیا) یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ بارہا ہوتا کہ امام ایک قول ارشاد فرماتے کہ میری نظر میں حدیث کے خلاف ہوتا۔ میں جانب حدیث جھکتا۔ بعد تحقیق معلوم ہوتا کہ حضرت امام نے اُس حدیث سے فرمایا ہے جو میرے خواب میں بھی نہ تھی۔ امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں :۔

حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کا مقام

عن ابی یوسف مارایت احداً اعلم بتفسیر الحدیث ومواضع النکت التی فیہ من الفقہ من ابی حنیفۃ وقال ایضاً ماخالفتہ فی شئ قط فتدبرتہ الا رأیت مذھب الذی ذھب الیہ انجی فی الاٰخرۃ وکنت ربما ملت الی الحدیث وکان ھوابصر بالحدیث الصحیح منی وقال کان اذا صمّم علی قول درت علی مشائخ الکوفہ ھل اجد فی

ابو یوسف سے مروی ہے کہ میرے علم میں تفسیر حدیث اور حدیث کی باریکیوں کو ابوحنیفہ سے زائد جاننے والا کوئی نہیں نیز فرمایا جب کبھی کسی معاملہ میں مَیں نے ان کی مخالفت کی تو غور وفکر کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا کہ ابوحنیفہؒ کا مسلک ہی آخرت میں باعثِ نجات ہے کبھی میں حدیث ـــــ سے استدلال کرتا تو وہ حدیث صحیح کو مجھ سے زائد جانتے تھے، اور جب وہ کوئی بات یقین سے کہدیتے تھے تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس جاتا کہ شاید اس کی

Marfat.com

تقویۃ قولہ حدیثا او اثرا فربما وجدت الحدیثین والثلاثۃ فاتیتہ بھا فمنھا مایقول فیہ ھذا غیر صحیح او غیر معروف فاقول لہ وما علمك بذٰلك مع انہ یوافق قولك فیقول انا عالم بعلم اھل الکوفۃ ۔

تائید پر کوئی حدیث ملجائے، یا اثر تو کبھی دو اور کبھی تین حدیثیں مل جاتی تھیں، مگر وہ ان کے بارے میں یہ کہکر رد فرمادیتے تھے کہ یہ غیر صحیح یا غیر معروف ہے میں دریافت کرتا کہ آپ کو یہ کیسے پتہ چلا؟ پھر یہ تو آپ کے مذہب کی تائید کرتی ہے؟ وہ فرماتے مجھے اہلِ کوفہ کا علم حاصل ہے۔

خیر ایک درجہ تو یہ ہوا۔

درجۂ دوم ۔ اب جو حدیث تدوین میں آئیں اُن میں سے فرمایئے کتنی باقی ہیں۔ صدہا کتابیں کہ ائمۂ دین نے تالیف فرمائیں۔ محض بے نشان ہوگئیں اور یہ آج سے نہیں ابتدار ہی سے ہے۔

امام مالک کے زمانہ میں

اسّی موطا لکھی گئیں امام مالک کے زمانہ میں اسّی علمار نے موطا لکھیں۔ پھر سوائے موطا مالک و موطائے ابن وہب کے اور بھی کسی کا پتہ چلا۔ ہے۔ امام مسلم کے زمانہ کو ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک کے زمانے سے ایسا کتنا فاصلہ تھا۔ پھر بعض تصانیف مسلم کی نسبت امام ابن حجر نے حاکم سے نقل کیا۔ کہ معدوم ہیں۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس صدہا بلکہ ہزارہا تصانیفِ ائمہ کا کوئی نشان نہیں دے سکتا۔ مگر اتنا کہ تذکروں تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا۔

Marfat.com

درجۂ سوم ۔ اس سے بھی گزریئے۔ جو کتابیں باقی رہیں اُن میں سے اِس خراب آباد ہند میں کتنی پائی جاتی ہیں۔ ذرا کوئی حضرت غیر مقلد صاحب اپنے یہاں کی کتب حدیث کی فہرست تو دکھائیں کہ معلوم ہو کس پونجی پر یہ اونچا دعوٰے ہے ؟

درجۂ چہارم ۔ اب سب کے بعد یہ فرمائیے کہ جو کتابیں ہندوستان میں ہیں، اُن پر مدعیان کو کہاں تک نظر ہے ؟ اور اُن کی احادیث کہاں تک محفوظ ہیں ؟ سبحان اللہ کیا صرف اتنا کافی ہے کہ جو مسئلہ پیش آیا اُسے خاص اسی کے باب میں دو چار کتابوں میں جو اپنے پاس ہیں دیکھ بھال لیا اور اپنے زعم باطل میں کوئی حدیث نہ ملی تو بے ثبوت ہونے کا دعوٰی کر دیا۔ جان برادر! بارہا واقع ہوگا کہ اُس مسئلہ کی حدیث انھیں کتابوں میں ملے گی۔ اور آپ کی نظر اُس پر نہ پہنچے گی کہ اوّل تو ہر مطلب کے لئے محدثین نے تراجم و ابواب وضع نہ کئے اور جنکے لئے وضع کئے اُن کی مُثبت بہت سی حدیثیں ایسی ہوں گی جو بوجہ دوسری مناسبت کے دیگر ابواب میں لکھ آئے یا لکھیں گے اور یہاں بخیال تکرار اُنکے اعادہ و اثبات سے باز رہے۔

اعلٰحضرت کا اپنے معاصر محدثین کو کھلا چیلنج

اگر یوں نہ مانئے اور اپنی وسعتِ نظر و احاطۂ علم کا دعوٰے ہی کیجئے۔ تو حضرات بے امتحان نہیں سہی۔ اپنے میں جس صاحب کو بڑا محدث جانئے، متعین کیجئے۔ ہم دس سوال کرتے ہیں۔ کہ اُنکی نسبت جو حکم احادیث میں ہو ارشاد فرمائیں۔ پھر دیکھئے انشاء اللہ تعالٰی کیسے غوطے کھاتے

Marfat.com

ہیں۔ اللہ عزوجل چاہے، تو اکثر حکم نہ نکال سکیں گے اور رب تبارک وتعالیٰ کو منظور ہے تو انہیں کتابوں میں اُن کی احادیث نکل آئیں گی۔ اُس وقت معلو ہوگا کہ دعوائے اجتہاد کرنیوالے کتنے پانی میں تھے۔ وائے بے انصافی ان لیاقتوں پر ائمہ مجتہدین سے ہمسری کا دعویٰ۔ ہیہات ہیہات چھوٹا مُنہ بڑی بات آدمی کو کتنی بھاتی ہے۔ مگر امتحان دیتے وقت مزہ آتا ہے۔ ہاں ہاں یہ بات مین نے اِس لئے نہیں کہی کہ سنئے اور اُڑا جائیے نہیں نہیں ضرور اپنے کسی اعلیٰ محدّث کا نام رکھئے اور ہم جو سوالات کریں اُنکا جواب ان سے بذریعۂ احادیث لکھوائیے۔ ہم بھی تو دیکھیں کس برتے پر تنتا پانی۔

حصرِ رُواۃ بھی نہیں ہوسکتا

حصرِ روایات درکنار

جان برادر! حصرِ رواۃ تو ممکن نہیں حصرِ روایات کیونکر ممکن؟ ابراہیم بن بکر شیبانی کے ذکر میں امام ابن الجوزی نے کہا:

ابراھیم بن بکر فی الرواۃ ستۃ لا اعلم فیھم ضعفا سوی ھٰذا۔

ابراہیم بن بکر راویوں میں چھ ہیں۔ مَیں اُن میں سے کسی میں ضعف نہیں جانتا سوا اس شیبانی کے۔

اس پر امام ذہبی جیسے جلیل القدر عمدۃ الفن امام الشان نے فرمایا:۔

لو سماھم لا فادنا فما ذکر ابن ابی حاتم احدا منھم۔

اگر اُن سب کا تذکرہ فرما دیتے۔ تو ہمیں فائدہ بخشتے۔ کہ ابن ابی حاتم نے تو اُن میں سے ایک کا بھی ذکر نہ کیا۔

Marfat.com

بعض احادیث کی مثالیں کہ اجلۂ ائمہ کو نہ ملیں۔ اور احادیث میں موجود تھیں

امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام نے جن کی جلالت قدر آفتاب نیمروز سے اظہر۔ جب بعض احادیث کہ مشائخ کرام نے ذکر کیں۔ اور نہ پائیں تو یوں فرمایا۔ کہ

لعل قصور نظرنا اخفاها عنا

امید ہے کہ ہمارے نظر کے قصور نے انکو ہم سے چھپالیا۔

دیکھو علماء یوں فرماتے ہیں اور جاہلوں کے دعوے وہ طویل و عریض ہوتے ہیں۔

حدیث۔ اختلاف امتی رحمۃ۔ امام جلال الدین سیوطی جیسے حافظ جلیل نے کتاب جامع صغیر میں ذکر فرمائی اور اُس کا کوئی مخرج نہ بتا سکے کہ کس محدث نے اپنی کتاب میں روایت کی اُن بعض علماء کے نام لکھکر جنہوں نے بے سند اپنی کتابوں میں اُسے ذکر کیا لکھدیا۔

لعله خرج فی بعض کتب الحفاظ التی لم تنقل الینا

شاید وہ حافظانِ حدیث کی اُن بعض کتابوں میں روایت کیگئی۔ جو ہم تک نہ پہنچیں

یہ وہ امام ہیں کہ فن حدیث میں جن کے بعد اُنکا نظیر نہ آیا جنہوں نے کتاب جمع الجوامع تالیف فرمائی اور اس میں اُس کی نسبت فرمایا:۔

قصدت فیه جمع الاحادیث النبویة باسرها۔

میں نے ارادہ کیا کہ اس میں تمام احادیث نبویہ جمع کر دوں۔

Marfat.com

اس پر بھی علمار نے فرمایا:۔

ھٰذا بحسب ما اطلع علیہ المصنف لا باعتبار ما فی نفس الامر۔	یہ وہ اپنے علم کے اعتبار سے کہتے ہیں نہ یہ کہ واقع میں جس قدر حدیثیں ہیں۔ سب کا جمع کرنا۔

قالہ المنادی۔ وہ اپنے نہ پانے پر یوں فرماتے ہیں کہ شاید یہ حدیث ان کتبِ ائمہ میں تخریج ہوئی جو ہمیں نہ ملیں اور پھر دیکھے ہوا بھی ایسا ہی عبارتِ مذکورہ کے بعد علامہ منادی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر نے لکھدیا کہ الامر کذلک یعنی واقعی ایسا ہی ہے پھر اُس کی تخریج بتائی کہ بیہقی نے مدخل اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی اور اس حدیث کی سند پر نہ صرف امام سیوطی بلکہ اکثر ائمہ کو اطلاع نہ ہوئی۔ امام خاتم الحفاظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:۔

زعم کثیر من الائمۃ انہ لا اصل لہٗ	بہت سے اماموں نے یہی زعم کیا کہ اس کیلئے کوئی سند نہیں۔

پھر امام عسقلانی نے اُس کی بعض تخریجیں ظاہر فرمائیں۔

حدیث:۔ الوضوءُ علی الوضوءِ نورٌ علیٰ نورٍ کی نسبت امام عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب۔ اور امام عراقی نے تخریج احادیث الاولیار میں تصریح کر دی کہ لم نقف علیہ ہمیں اس پر اطلاع نہیں۔ حالانکہ وہ مسند زریں میں موجود۔ تیسیر میں ہے

حدیث الوضوء علی الوضوء	وضو پر وضو کرنا نور ہے۔ اس کی تخریج

Marfat.com

نوراً علیٰ نورٍ۔ اخرجہ زرین ولم یطلع علیہ العراقی والمنذری فقالا لم نقف علیہ

زرین نے کی اور عراقی و منذری اس پر مطلع نہ ہوئے اور کہا کہ ہم اس پر واقف نہ ہوئے۔

اس سے عجیب تر سنئے :۔

حدیث :۔ عبداللہ بن مسعود کا طریق رکوع

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ اُنھوں نے رکوع میں دونوں ہاتھ ملا کر زانو کے بیچ میں رکھے اور بعد نماز کے فرمایا :۔

ھٰکذا افعل رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایسا ہی کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اس کی نسبت امام ابوعمر بن عبدالبر نے فرمایا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں۔ محدثین کے نزدیک صرف اس قدر صحیح ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ایسا کیا اور امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تو کتاب الخلاصہ میں سخت تعجب خیز بات واقع ہوئی کہ فرمایا۔ صحیح مسلم شریف میں بھی اسی قدر ہے کہ ابن مسعود نے ایسا کیا۔ اور یہ نہیں کہ ھکذا افعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حالانکہ بعینہٖ یہی الفاظ صحیح مسلم میں موجود۔ امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں :۔

فی صحیح مسلم عن علقمہ

صحیح مسلم میں علقمہ اور اسود سے ہے کہ

Marfat.com

والاسود انهما دخلا على
عبد الله فقال اصلى من
خلفكما قالا نعم فقام
بينهما فجعل احدهما عن
يمينه والآخر عن شماله
ثم ركعنا فوضعنا ايدينا على
ركبنا ثم طبق بين يديه ثم
جعلهما بين فخذيه فلما
صلى قال هكذا افعل رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم
قال ابن عبد البر لا يصح رفعه
والصحيح عندهم الوقف على
ابن مسعود رضى الله تعالى
عنه وقال النووى فى خلاصة
الثابت فى صحيح مسلم ان ابن
مسعود فعل ذالك ولم يقل
هكذا اكان رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم يفعله
قيل كانهما ذهلا فان مسلما

وہ دونوں عبداللہ کے پاس آئے تو
انھوں نے فرمایا، کیا وہ لوگ نماز پڑھ
چکے جو تمہارے پیچھے ہیں وہ بولے جی ہاں،
پھر وہ ان دونوں کے درمیان کھڑے ہوئے
ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں کھڑا کیا
پھر ہمنے رکوع کیا اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے
پھر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ ملاکر اپنی
دونوں رانوں میں دے دئے اور نماز کے
بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا ابن عبدالبر نے
کہا کہ اس کا مرفوع ہونا درست نہیں محدثین
کے نزدیک اس کا موقوف ہونا صحیح ہے، یہ
ابن مسعود پر موقوف ہے نووی نے خلاصہ
میں فرمایا، صحیح مسلم میں یہ ثابت ہے کہ
ابن مسعود نے ایسا کیا مگر یہ ثابت نہیں
کہ انھوں نے کہا ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا، کہا گیا ہے،
شاید وہ دونوں بھول گئے کیونکہ مسلم نے اسکو
تین سندوں سے بیان کیا ہے پہلی دو

Marfat.com

خرجہ من ثلث طرق لم یرفعہ
ن الاولین ورفعہ فی الثالثۃ
وقال ھٰکذا افعل الخ۔

سندوں میں اس کو مرفوع نہیں کیا ہے
اور تیسری میں مرفوع کیا ہے اور کہا ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا۔

مَیں یہاں اگر اس کی نظیریں جمع کرنے پر آؤں کہ نسبت حدیث میں مشہور و
ستدادل کتابوں یہاں تک کہ خود صحاح ستّہ سے اکابر محدثین کو کیسے کیسے ذہول
واقع ہوئے ہیں تو کلام طویل ہو جائے۔

نور عینی فی الانتصار للامام العینی اعلیٰحضرت کا رسالہ

بعض مثالیں اُس کی فقیر نے اپنے رسالہ نور عینی فی الانتصار للامام العینی میں لکھیں یہاں مقصود اسی قدر کہ مدّعی آنکھیں کھول کر دیکھے کہ کس بضاعت پر کمالِ علم و احاطۂ نظر کا دعوے ہے۔ کیا ان ائمہ سے غفلت ہوئی؟ اور تم معصوم ہو کیا نہیں ممکن کہ حدیث انھیں کتابوں میں ہو اور تمہاری نظر سے غائب رہے۔ مانا کہ ان کتابوں میں نہیں۔ پھر کیا سب کتابیں تمہارے پاس ہیں؟ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو اور بندگانِ خدا کے پاس دیگر بلاد میں موجود ہیں۔ مانا کہ ان میں بھی نہیں۔ پھر کیا اسی قدر کتابیں تصنیف ہوئی تھیں۔ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو معدوم ہو گئیں۔ مانا کہ اُن میں بھی نہیں۔ پھر کیا تمام احادیث کتابوں میں مندرج ہو گئی تھیں ممکن کہ ان احادیث میں ہو۔ جو علمائے اپنے سینوں میں لیگئے۔ پھر بلدی کی گرہ پر پنساری بننا کس نے مانا۔

عدمِ علم، علم بالعدم کی دلیل نہیں

اپنے نہ پانے کو نہ ہونے کی دلیل سمجھنا

Marfat.com

اور عدم علم کو علم بالعدم ٹھیرالینا کیسی سخت سفاہت ہے۔ خاصی نظیر اِس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کوٹھری کی چار دیواری میں ڈھونڈ کر بیٹھ رہے اور کہدے۔ ہم تلاش کرچکے تمام جہان میں کہیں نشان نہیں، کیا اِس بات پر عقلاء اُسے مجنون نہ جانیں گے۔ ولاحولَ ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حدیث سمجھنا محدثین کا کام نہیں۔ فقہاء کا منصب ہے

درجۂ پنجم ۔ اَلطف واہم۔ ان سب سے گزریئے۔ بفرض ہزار در ہزار باطل تمام جہان کی اگلی پچھلی سب کتب حدیث آپ کی الماری میں بھری پڑی ہیں۔ اور اُن سب کے آپ پورے حافظ ہیں۔ آنکھیں بند کرکے ہر حدیث کا پتہ دے سکتے ہیں۔ پھر حافظ جی صاحب! یہ تو طوطے کی طرح حق اللہ! پاک ذات اللہ! کی یاد ہوئی۔ فہم حدیث کا منصب ارفع واعظم کدھر گیا۔ لاکھ بار ہوگا کہ ایک مطلب کی حدیث انھیں احادیث میں ہوگی جو آپ کو بزبان یاد ہوں۔ اور آپ کی عقل وفہم کر خطرہ نہ گزرے گا کہ اس سے وہ مطلب نکلتا ہے۔ آپ کیا اور آپ کے علم وفہم کی حقیقت کتنی؟ اکابر اجلّۂ محدثین یہاں آکر زانو ٹیک دیتے اور فقہائے کرام کا دامن پکڑتے ہیں۔ حفظ حدیث۔ فہم حدیث کو مستلزم ہوتا تو حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی تھے

ربّ حامل فقہ الیٰ من ھو افقہ منہ وربّ حامل فقہ لیس بفقیہٍ۔

بہتیرے حاملانِ فقہ اُن کے پاس فقہ لے جاتے ہیں۔ جو اُن سے زیادہ اُس کی سمجھ رکھتے ہیں اور بہتیرے وہ ہیں کہ فقہ کے حامل وحافظ وراوی ہیں مگر خود اُسکی

Marfat.com

سمجھ نہیں رکھتے۔

رواہ ائمۃ الشافعی واحمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وصححہ والضیاء فی المختارۃ والبیھقی فی المدخل عن زید بن ثابت والدارمی عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنھما ونحوہ لاحمد والترمذی وابن حبان عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ذرا خدا کے لئے آئینہ لے کر اپنا منہ دیکھیے اور امام اجل سلیمان اعمش کا علم غزیر وفضل کبیر خیال کیجئے۔ جو خود حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جلیل الشان اور اجلہ ائمہ تابعین اور تمام ائمہ حدیث کے اساتذہ سے ہیں۔ امام ابن حجر مکی شافعی کتاب خیرات الحسان فرماتے ہیں۔ کسی نے ان امام اعمش سے کچھ مسائل پوچھے۔ ہمارے امام اعظم امام الائمہ مالک الازمہ سراج الامۃ سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ اُس زمانے میں اِن ہی امام اعمش سے حدیث پڑھتے تھے) حاضر مجلس تھے۔ امام اعمش نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے پوچھے۔ امام موصوف نے فوراً جواب دیئے۔ امام اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے۔ فرمایا اُن حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سُنی ہیں۔ اور وہ حدیثیں مع سند سنادیں۔ امام اعمش نے فرمایا:۔

حسبك ماحدثتك بہ فی مائۃ	بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں
یوم نحدثنی بہ فی ساعۃ واحدۃ	آپکو سنائیں۔ آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے
ماعلمت انك تعمل بھذہ	دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اِن

Marfat.com

الاحادیث۔ یامعشر الفقہاءِ انتم الاطباء وَنحن الصیادلۃ وانت ایھا الرجل اخذت بکا الطرفین۔

حدیثوں میں یوں عمل کرتے ہیں اے فقہ والو! تم طبیب ہو۔ اور محدث لوگ عطار ہیں۔ اور اے ابوحنیفہ! تم نے تو فقہ وحدیث دونوں کنارے لئے۔ والحمدللہ۔

یہ تو یہ خود اُن کی بھی بدرجہا اجل واعظم ان کے اسنہ واکرم واقدم امام عامر شعبی جنھوں نے پانسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا۔

حضرت امیر المومنین مولیٰ علی وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید۔ و ابوہریرہ وانس مالک وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن زبیر وعمران بن حصین وجریر بن عبداللہ ومغیرہ بن شعبہ وعدی بن حاتم وامام حسن وامام حسین وغیرہم بکثرت اصحاب کرام رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد ہیں جن کا پایۂ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں:۔ بیس سال گذرے ہیں کسی محدّث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچی جس کا علم مجھے اُس سے زائد نہ ہو ایسے امام والامقام بآں جلالت فرماتے ہیں:۔

انا لسنا بالفقہاء ولکنا سمعنا الحدیث فرویناہ للفقہاء من اذا علم عمل

ہم لوگ فقیہ ومجتہد نہیں ہیں ہمیں مطالب حدیث کی کامل سمجھ نہیں ہم نے تو حدیثیں سُن کر فقیہوں کے آگے روائت کردی جو اُن پر مطلع ہوکر کاردائی کریں گے۔

Marfat.com

قلہ الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ ؛

مگر آج کل کے ناشخص حضرات کو اپنی یاد و فہم اپنے دو حرفی نام علم پر وہ اعتماد ہے جو ابلیس لعین کو اپنی اصل آگ پر تھا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں خامساً۔ بالفرض مان ہی لیجئے کہ حدیث واقع میں مروی نہ ہوئی۔ پھر کہاں عدمِ نقل اور کہاں نقلِ عدم یعنی اگر کسی فعل کا کرنا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور نے کیا ہی نہ ہو۔ اِس کا حاصل اتنا ہوگا کہ حدیث میں اس فعل کا ہونا نہ آیا۔ نہ یہ کہ حدیث میں اس فعل کا نہ ہونا آیا۔ ان دُونوں عبارتوں میں جو فرق ہے۔ ذی عقل پر پوشیدہ نہیں۔ امام محقق علے الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں عدم النقل لا ینفی الوجود۔ شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ البالغہ میں اِسی عدمِ نقل و نقلِ عدم میں تمیز نہ کرنے کو جہل و تعصب کے مفاسد سے کہتے ہیں :۔

حیث قال وجدت بعضهم لا یمیز بین قولنا لیست الاشارۃ فی ظاهر المذهب وقولنا لیست المذهب انها لیست ومفاسد الجهل والتعصب اکثر من ان تحصٰی۔	انھوں نے فرمایا میں نے بعض لوگ ایسے پائے ہیں کہ جو ہمارے اس قول میں تمیز نہیں کرتے ہیں کہ "ظاہر مذہب میں اشارہ نہیں ہے اور ہمارے اس قول میں "کہ یہ ظاہر مذہب نہیں ہے" اور جہالت و تعصب کی تباہ کاریاں بے حد و شمار ہیں۔

Marfat.com

نہ کرنا منع فرمانا نہیں سادساً۔ یہ بھی سہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اس فعل کا نہ کرنا ثابت۔ پھر نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات۔ ممنوع وہ چیز ہے۔ جو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کی۔ نہ کہ وہ چیز جو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کی۔ قرآن عظیم نے یوں فرمایا

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ	رسول (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)
وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔	جو تمہیں دے۔ لو۔ اور جس سے منع
	فرمائے اس سے باز رہو۔

یوں نہیں فرمایا کہ

ما فعل الرّسول فخذوہ وما لم	جو رسول نے کیا وہ کرو اور جو نہ کیا
یفعل فانتھوا۔	اُس سے باز رہو۔

امام محقق علی الاطلاق فتح میں نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل کی نسبت یہ تحقیق فرما کر کہ نہ اُن کا فعل حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہ کسی صحابی سے ثابت۔ ارشاد فرماتے ہیں :۔

الثابت بعد ھٰذا ھو نفی	اس سب سے یہ ثابت ہوا کہ مستحب نہیں
المندوبیۃ امّا ثبوت	رہی کراہت۔ وہ ثابت نہ ہوئی۔ اُس کے
الکراھۃ فلا الا ان یدل	لئے دوسری دلیل چاہیئے۔
دلیلٌ اٰخر۔	

امام احمد محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں :۔

Marfat.com

الفعل یدلّ علی الجواز وعدم الفعل لایدلّ علی المنع۔

فعل تو جواز کے لئے دلیل ہوتا ہے اور نہ کرنے سے منع کرنا نہیں سمجھا جاتا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں :۔ نہ کردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر :۔ پھر کیسی جہالت ہے کہ نہ کرنے کو منع کرنا ٹھیرا رکھا ہے۔

مقاصدِ شرع سے موافقت کے بعد

سابعاً۔ مصافحہ امور معاشرت ورودِ خصوص کی کچھ حاجت نہیں۔ سے ایک امر ہے۔ جس سے مقصود شرع باہم مسلمانوں میں ازدیادِ الفت اور ملتے وقت اظہارِ انس و محبت ہے حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

تصافحوا یذھب الغلّ من قلوبکم

آپس میں تم مصافحہ کیا کرو۔ تمہارے سینوں سے کینے نکل جائیں گے۔

اَخرجہ ابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ونحوہ ابن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولہ تھادوا تحابوا ونحوھذا مالک فی المؤطا بسندٍ جید عن عطاء الخراسانی مرسلاً۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ البالغہ میں فرماتے ہیں :۔

السر فی المصافحۃ وقولہ مرحبا بفلان ومعانقۃ القادم ونحوھا

مصافحہ، مرحبا اور معانقہ وغیرہ میں راز اور حکمت یہ ہے کہ اس میں زیادتی

Marfat.com

انها زیادۃ المودّۃ والتبشبش ودفع الوحشۃ والتدابر اُسی میں ہے۔ التحابت فی الناس خصلۃ یرضاھا اللہ تعالیٰ وانشاء السلام الۃ صالحۃ لانشاء المحبۃ وکذلک المصافحۃ وتقبیل الید ونحوذٰلک۔

محبت ہے اور اظہار خوشی ہے، نیز اجنبیت کے احساس کو ختم کرنا ہے ہے لوگوں کا ایک دوسرے سے اظ محبت کرنا ایک ایسی چیز ہے جو اللہ پسند ہے اور سلام کو عام کرنا اس محبت کے عام کرنے کا بہتر طریقہ ہے مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ بھی اس قبیل سے ہے۔

اور بے شک یہ امور عرف و عادت قوم پر مبنی ہوتے ہیں۔ جو امر جس طرح جس قوم میں رائج۔ اور اُن کے نزدیک اُن کے نزدیک اُلفت و مُوانست اد اُس کی زیادہ پر دلیل ہو۔ وہ عین مقصودِ شرع ہوگا۔ جب تک بالخص اُس میں کوئی نہی وارد نہ ہو۔ وجہ یہ کہ اس کی کسی خصوصیت سے شرع مد کی کوئی خاص عرض متعلق نہیں۔ اصل مقصود سے کام ہے جس ہیأت سے حاصل ہو۔ آخر نہ دیکھا۔ کہ انھیں امور میں جو وقت ملاقات بغرض مذکور مشر ہوئے۔ ایک مرحبا کہتا تھا۔ کہ اس سے بھی خوش دلی اور اُس کے آنے پر فرحت ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گذرا کہ حضور صلی ال تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لایلقی مسلمہ سلماً فیرحب بہ

جو مُسلمان مسلمان سے مل کر مرحب

Marfat.com

ویاخذ بیدہ الا تناثرت الذنوب بینھما الحدیث

اور ہاتھ ہلائے۔ اُن کے گناہ جھڑ جائیں گے۔

پھر بلادِ عجمیہ میں اس کا رواج نہیں۔ فارس میں اس کی جگہ "خوش آمدی" کہتے ہیں اور ہندوستان میں آیئے آیئے تشریف لایئے اور اس کی مثل کلمات اب کوئی عاقل اسے مخالفت حدیث و مزاحمت سنت نہ جانے گا۔ رات دن دیکھا جاتا ہے کہ خود حضرات منکرین میں دوستوں کے ملتے وقت اسی قسم الفاظ کا استعمال ہے یہ کیوں نہیں بدعت و ممنوع و خلاف سنت قرار پاتے تو وجہ کیا کہ اصل مقصود شرع وہی اظہار خوش دلی بغرض ازدیادِ محبت ہے یہ مطلب عرب میں لفظ مرحبا سے مفہوم ہوتا تھا۔ یہاں ان لفظوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ تو شریعت کا مقصود ہر طرح حاصل ہے۔ خود

مصافحہ کا طریقہ مسلمانوں نے اہل یمن سے سیکھا

مصافحہ بھی شرع مطہر کا اپنا وضع فرمایا ہوا نہیں۔ بلکہ اہل یمن آئے اُنھوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق مصافحہ کیا۔ شرع نے اُس رسم کو اپنے مقصود یعنی ائتلاف مسلمین کے موافق پاکر مقرر رکھا اگر رسم اور کسی طریقے سے ہوتی اور اس کی خصوصیت میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا۔ تو شرع اُسے مقرر رکھتی اور ایسے ہی وعدہائے ثواب اُس پر فرماتے۔ ہاں وہ بات جس میں کسی طرح مقاصد شرع سے مخالفت ہو۔ بیشک ناپسند ہوگی۔ اگرچہ کسی قوم میں اُس کی رسم پڑی ہو۔

Marfat.com

سلام کا جواب انگلی یا ہتھیلی سے مکروہ ہے

جیسے سلام کے عوض بلا ضرورت شرعیہ انگلی یا ہتھیلی کا اشارہ کہ بوجہ مشابہت یہود و نصاریٰ اُس سے ممانعت آئی۔ حدیث ضعیف[1] میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیس منا من تشبّہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاریٰ فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وان تسلیم النصاریٰ بالاکفِ۔

ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرے۔ یہود و نصاریٰ سے تشبہ نہ کرے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے۔

رواہ الترمذی والطبرانی عن ابی لھیعۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال الترمذی ھٰذا اسنادہ ضعیف۔

سنت پر زیادت جائز ہے جبکہ مقصود سنت کے موافق ہو

ثامناً۔ جو امر نو پیدا کہ کسی سنت ثابتہ کی ضد واقع اور اُس کا فعل فعلِ سنت کا مزیل و رافع ہو وہ بیشک ممنوع مذموم ہے۔ جیسے السّلام علیکم

[1] یعنی بطور ترمذی و موافقین ترمذی اور ایک جماعت محققین کے طور پر حسن ہے کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ متصل ہے۔ لبیعہ حسن الحدیث اما ان ابن المبارک رواہ عن ابن لھیعۃ فلم یرفعہ۔ فاقول تتبعۃ الراوی عنہ موقوفہ ثقۃ وزیادۃ الثقۃ۔ مقبولۃ ۱۲ منہ غفرلہ۔

Marfat.com

کہیں۔ اپنے حق میں گویا مجرا کورنش بندگی رواج ہے۔ اگر غریب بندے بعض بعض معززوں سے بطریق سنت مصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم السلام علیکم کہیں۔ اپنے حق میں گویا گالی سمجھیں۔ اس احداث نے اُن سے سنت سلام اُٹھادی۔ یہ بیشک ذم وانکار کے لائق ہے۔ بخلاف دونوں ہاتھ سے مصافحے کے۔ کہ بالفرض اگر سنت میں ایک ہی ہاتھ کا رواج تھا۔ تو دو ہاتھ سے مصافحے کے وہ بھی ادا ہوئی۔ اور اُس کے ساتھ ایک اور امر زائد ہوا جو کسی طرح اُس کے منافی نہ تھا۔ اس میں سنتِ ثابتہ کا اصلاً رد ورفع نہیں پھر ممنوع ومذموم ٹھہرانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

بدعتِ سیئہ کی پہچان امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:۔

انما البدع المذمومۃ ماتصادم السنن الثابتہ۔ — بدعت مذمومہ وہی ہے جو سُنن ثابتہ کا رد کرے۔

یہاں مصافحے کی نظیر تلبیۂ حج ہے۔ کہ صحاح ستہ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی قدر منقول لبیک اللّٰھم لبّیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ پھر خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما باآں شدت اتباع سنت اُس میں یہ لفظ بڑھایا کرتے لبیک وسعدیک والخیر بیدیک والرغباء الیک والعمل اور یہ زیادت امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے کما اخرجہ مسلم

Marfat.com

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک عدد التراب زیادہ کیا۔ اخرجہ اسحٰق بن راھویہ فی مسندہ اور سیّدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک ذو النعماءِ والفضل الحسن بڑھایا اخرجہ ابن سعد فی الطبقات۔ ہمارے علما راس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ان المقصود الثناء واظہار العبودیۃ فلا یمنع الزیادۃ علیہ۔

لبیک سے مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا اظہار ہے۔ تو اس پر اور کلمات بڑھانا ممنوع نہیں ہے۔

قالہ الامام برھان الدین علی ابوالحسن الفرخانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الصمدانی فی الھدایۃ ثم الامام فخر الدین زیلعی فی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وغیرھما فی غیرھما یوں ہی جبکہ مصافحے سے اظہار محبت وازدیاد الفت مقصود ہے۔ تو دوسرے ہاتھ کی زیادت کہ ہرگز اُس کے منافی نہیں ہے بلکہ بحسب عرف بلد مؤید ومؤکد ہے زیادت ممنوع نہیں ہوسکتی۔

جو بات مسلمانوں میں متوارث ہو اُسکے لئے کسی خاص سند کی حاجت نہیں اُسمیں مسلمانوں کی پیروی ضرور ہے

تاسعاً دونوں ہاتھ سے مصافحہ مسلمانوں میں صدہا سال سے متوارث ائمۂ دین کی عبارتیں اوپر گذریں۔ اور اس کا زمانہ تبع تابعین میں ہونا بھی معلوم ہولیا۔ خود ائمۂ تبع تابعین نے

Marfat.com

نوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ تمام بلادِ اسلام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے ہندو
ندھ تک علمار و عوام اہلِ اسلام دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور
بات مسلمانوں میں متوارث ہو بے اصل نہیں ہو سکتی۔ امام محقق علی الاطلاق
ح میں فرماتے ہیں :۔

نہ المتوارث ومثلہ لایطلب — وہ متوارث ہے اور ایسی چیز کے لئے کوئی
یہ سند بخصوصہ۔ — خاص سند درکار نہیں ہوتی۔

قق علائی دمشقی شرح تنویر میں فرماتے ہیں :۔

ن المسلمین توارثہ فوجب — بیشک یہ امر مسلمانوں میں توارث ہے۔
تباعھم — تو اسکا اتباع ضرور ہوا

وگو نمیں جو عادات جاری ہوں اُن میں
موافقت ضرور ہے۔ جب تک صریح
نہی ناقل تاویل نہ ثابت ہو۔

عاشر احدیث میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

خالقوا الناس باخلاقھم — لوگوں سے وہ برتاؤ کر جس کے وہ عادی ہو
ہو رہے ہیں۔

اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین۔

یہ حدیث عسکری نے کتاب الامثال میں یوں روایت کی :۔

خالطوا الناس باخلاقھم — لوگوں کے ساتھ انکی عادتوں سے میل کرو۔

Marfat.com

ولہٰذا ائمۂ دین ارشاد فرماتے ہیں لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اُس سے صریح نہی ثابت نہ ہو ہرگز اس میں خلاف نہ کیا جائے۔ بلکہ اُنھیں کے عادات و اخلاق کے ساتھ اُن سے برتاؤ چاہیئے شریعت مطہرہ سنی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے۔ اور اُن کو بھڑکانا نفرت دلانا اپنا مخالف بنانا ناجائز ہے بے ضرورت تامہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق جاہل کا کام ہے امام حجۃ الاسلام قدس سرہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

الموافقۃ فی ھٰذہ الامور من حسن الصحبۃ والعشرۃ اذ المخالفۃ فی وحشۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالفۃ الناس باخلاقھم کما ورد فی الخبر ولا سیما اذا کانت اخلاقا فیھا حسن العشرۃ والمجاملۃ وتطییب القلب بالمساعدۃ

ان امور میں لوگوں سے موافقت صحبت و معاشرت کی خوبی سے ہے۔ اس لیے کہ مخالفت وحشت دلاتی ہے۔ اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور بالضرورۃ لوگوں کے ساتھ اُن کی عادات کا برتاؤ کرنا چاہیئے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ اور خصوصاً وہ عادتیں جنکا میں اچھا برتاؤ اور نیک سلوک اور موافقت کر کے دل خوش کرنا ہو۔

یہاں تک کہ فرمایا:۔

کذالک سائر انواع المساعدات اذا قصد بھا تطییب القلب واصطلح علیھا جماعۃ غلا باس بمساعدتھم علیھا بل الاحسن

ایسے ہی مساعدت کی ساری قسمیں جبکہ اُن سے دل خوش کرنا منظور ہو۔ اور کچھ لوگوں نے وہ روش قرار دے لی ہو۔ تو اُن کے موافق ہو کر اُس پر عمل کرنا ہی بہتر

Marfat.com

المساعدات الا فیما ورد فیہ نھی لا یقبل التاویل۔

نہیں رکھتا۔ بلکہ موافقت کرنا ہی بہتر ہے مگر جس امر میں شرع سے ایسی نہی آگئی ہو جو قابلِ تاویل نہیں۔

عین العلم میں ہے:۔

الاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتاداً بعد عصرھم حسنۃ وان کان بدعۃ۔

جس امر میں شرع سے نہی نہ آئی ہو۔ اور صدر اول کے بعد معمول ہوا اُس میں موافقت کرکے لوگوں کو خوش کرنا اچھا ہے۔ اگرچہ بدعت ہی سہی۔

فقیر غفر اللہ تعالےٰ نے رسالہ جمال الاجمال[۱۳۰۳] لتوقیف حکم الصلوٰۃ فی النعال میں یہ مضمون بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا۔ اور بیشک مقصود شرع کے یہی مطابق ہے۔ مگر جن لوگوں کو مقاصد شریعت سے کچھ غرض نہیں۔ اپنی ہوائے نفس کے تابع ہیں۔ وہ خواہی نہ خواہی ذرا ذرا سی بات میں مسلمانوں سے الجھتے ہیں۔ اور اُنکے عادات وافعال کو جن پر شرع سے اصلاً ممانعت ثابت نہیں کر سکتے۔ ممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں حاشا کہ اُن کی غرض حمائت شرع ہو۔ حمائتِ شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم وممانعت میں کوئی آیت وحدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزور زبان انکو گناہ وندموم ٹھیرا کر شرع مطہر پر افترا کیوں کرتے قال اللہ تبارک وتعالےٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلال وھٰذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ

Marfat.com

الکذب لا یفلحون ٥ اور نہ کہو اس چیز کو تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اور اللہ پر جھوٹ نہ باندھو یقیناً وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، کامیاب نہ ہوں گے۔

بلکہ صرف مقصود ان حضرت کا عوام مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اور براہِ تلبیس و تدلیس اپنے لئے ایک جدا روش نکالنا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے۔ کہ اگر وہی مسائل بیان کریں جو تمام علمائے اسلام فرماتے ہیں۔ تو ان جیسے اور اُن سے بہتر ہزاروں لاکھوں ہیں۔ یہ خاص کر کے کیونکر گِنے جائیں۔ ہاں جب یوں فتنہ و فساد ڈالیں اور نیا مذہب نکالیں گے۔ تو آپ ہی دور و نزدیک معروف و مشہور ہو جائیں گے۔

عادت قوم کے خلاف کرنا مکروہ ہے خصوصاً جبکہ وہ عادت خلاف شریعت نہ ہو

آخر نہ دیکھا۔ کہ امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا۔ کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔ خروجہ عن العادۃ شھرۃ ومکروہ۔ یعنی جس جگہ جو طریقہ لوگوں میں رائج ہے۔ اُس کی مخالفت کرنا اپنے آپ کو مشہور بنانا ہے اور یہ شرعاً مکروہ و ناپسند ہے۔ اسی طرح مجمع البحار الانوار میں منقول ھو علیٰ عادۃ البلد ان فالخروج عنھا شھرۃ ومکروہ۔ اسی کو مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں ناقل کہ خروج از عادتِ اہل بلد موجبِ شہرت است و مکروہ است۔" رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من لبس ثوب شھرۃ البسہ اللہ یوم القیمۃ ثوب مذلۃ ثم یھلب فیہ النار۔

جو شہرت کا لباس پہنے۔ اللہ تعالیٰ اُسے روز قیامت ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔ پھر اُس میں آگ بھڑکا دی جائے گی۔

رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند حسنٍ۔

جب دو ہاتھوں سے مصافحہ اب تمام مسلمانوں میں رائج ہے۔ اور تم کسی حدیث سے اُس کی ممانعت ثابت نہیں کر سکتے۔ تو بلا وجہ عادت مسلمین کے خلاف کرنا سوا اپنی شہرت چاہئے۔ نکو بننے۔ اور اس وعید شدید کے مستحق ہونے کے اور کس غرض پر محمول ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق رفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

یہ چند جملے ہیں کہ بطور اختصار بر سبیل ارتجال زبان قلم سے سرزد ہوئے۔ اور وہ مباحث نفیسہ واصولِ جلیلہ جن کی طرف ضمنِ کلام میں جا بجا اشارہ ہوا۔ اگر اُن کی تحقیق تام و تنقیح تمام پر آئیں تو مبسوط کتابیں لکھنا چاہئے۔ جسے بیان کافی اور ارشاد شافی پر اطلاع منظور ہو۔ تو کتب علماء مثل اذاقۃ الآثام واصول الرشاد وغیرہما تالیفات طیبات امام المحققین سراج المدققین حضرت والد قدس سرہ الماجد کی طرف رجوع کرے۔ امید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ مصافحہ بالیدین میں یہ مباحثِ رائقہ وابحاثِ فائقہ خاص قلمِ

Marfat.com

نقیر کا حصہ ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ
جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ
وَاَحْکَمُ

کتبہٗ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ
واٰلہٖ
وسلم

Marfat.com

ختم نبوّت

تصنیف

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اِس کتاب کا اصل نام

جزاءُ اللہ عَدُوہ

بِاِبآئہ ختم النبوّہ

یعنی اللہ کا بدلہ اپنے دشمن کو ختم نبوت کا انکار کرنے کی
وجہ سے

مَیں نے عام فہم بنانے کے لئے "ختم نبوت" کا نام دیا ہے
تاکہ پہلی ہی نظر میں معلوم کیا جا سکے کہ یہ کتاب کس موضوع
پر ہے، کتاب سے استفادہ نہ ہونے کی ایک وجہ اس کا
دقیق علمی نام بھی ہے۔

مرتّب

Marfat.com

تقدیم

اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "مسئلہ ختمِ نبوّت" پر قلم اٹھایا اور اپنی عادت کریمہ کے مطابق دلائل کا انبار لگا دیا ہے "ختم نبوت" پر قدیم وجدید بہت کتابیں موجود ہیں اور فقیر نے اس مسئلہ پر حسب استطاعت پڑھا ہے، لیکن دلائل کا اتنا بڑا خزانہ سوائے اس رسالہ کے کہیں ہاتھ نہ آیا، رسالہ کی مناسب اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس سے کماحقہ مستفید نہ ہو سکے۔ اب بحمداللہ یہ رسالہ صحیح طریقہ سے منظرِ عام پر آرہا ہے امید ہے کہ عوام اس سے فیضیاب ہوں گے۔

مسئلہ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی صراحت اور اجماع امت کی روشنی میں طے شدہ مسئلہ ہے، یعنی جسطرح کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے انکار یا اس میں تردد کرنے کے بعد مومن نہیں رہ سکتا اسی طرح آپ کو ختم نبوت کے انکار کے بعد اس کا تعلق اسلام سے نہیں رہ سکتا ہے۔

اسلام دین کامل ہے اور قرآن تمام کتب سابقہ کو منسوخ کرنیوالی کتاب ہے، اب اس دین کے بعد نہ کسی دین کی ضرورت ہے اور نہ اس کتاب کے بعد کسی اور کتاب کی، پھر نبی کا کیا کام؟ رہی تبلیغ تو وہ علمائے امت مسلمہ کے سپرد ہے، جدید سائل کے لئے روشن دلائل دینا مجتہدین

Marfat.com

کا حصہ ہے، روحانی فیوض کے لئے اولیائے کرام ہیں تو بلا درجہ کسی نبی کی تقرری کسی طرح بھی ضروری نہیں، تاریخ کی شہادت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یا آپ کے بعد جب بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت مسلمان نے اُسے ٹھکرا دیا اور مدعی نبوت کے ہاتھ نامرادی ونقصان کے علاوہ کچھ نہ لگا، جب جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کذاب سے جنگ کی یہ امت مسلمہ کے اجماع سے تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم جو بلا واسطہ فیض نبوت سے مستفیض اور نور نبوت سے مستنیر تھے، ان میں سے نہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کسی نے ان کو نبی تسلیم کیا۔

اس رسالہ میں ان لوگوں کی تردید ہے جو حضرت علیؓ و حسنینؓ کو نبی کہتے ہیں، ان کی بلکہ ان سے بھی زیادہ صاحبانِ فضیلت کی ذوات قدسیہ نبوت کی صریح نفی اُن لوگوں کی آنکھیں کھولنے کو کافی ہے جو ایسے لوگوں کی نبوت کے قائل ہیں جو حسب ونسب اور علم وعمل سے معرا ہیں

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اس کے خود آپ ہی نے آخر النبیین کے بیان فرمادئے ہیں، یعنی آخری نبی لہٰذا اس کو کسی مجازی معنی میں لینا قرآن کی تحریف معنوی ہے، قرآن کے معنی اس سے زائد کون سمجھتا ہے کہ جس پر قرآن نازل ہوا تھا، ختم نبوت کے یہ معنی کہ آپ سب نبیوں کے آخر میں تشریف لائے اور کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، خود جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، مولوی قاسم نانوتوی صاحب پر حیرت ہے کہ انھوں نے اپنی

Marfat.com

کتاب تحذیر الناس میں ختم نبوت کے اس معنی کو "عوام کے معنی" بتایا کہ یہ معنی تو عوام کی نگاہ میں ہیں، اور پھر آگے چل کر یہ کہدیا کہ بالفرض آپ زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا، نتیجۃً قادیانیوں نے مرزا کو نبی فرض کر لیا اور اب وہ مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ عبارت کو اپنے رسالوں اور اپنی کتابوں پر جلی حروف میں شائع کر رہے ہیں کہ لیجئے صاحب اب تو اتنے بڑے عالم نے کہدیا کہ ختم نبوت کے وہ معنی جو خود جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور جو معنی چودہ سو سال سے مسلمان سمجھتے آئے ہیں وہ غلط ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے ختم نبوّت پر کچھ زد نہیں آتی۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری چیزیں جن پر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصرین کی گرفت کی اور خوب گرفت کی، اور اسی گرفت پر سطحی علم رکھنے والے لوگ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کو متشدّد، سخت گیر، اور نمعلوم کیا کیا لقب دیتے ہیں۔

ناموس رسالت لٹتی رہی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں لوگ بے لگام ہو کر جو بھی جی میں آئے کہتے رہیں، تو کسی کی رگِ حمیت نہ بھڑکے اور احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر ایسے لوگوں کی خبر گیری کریں تو لوگ ناک بھوں چڑھائیں کہ فلاں صاحب نے اسلام کی اتنی خدمت کی ان کے بارے میں ایسا کیوں لکھ دیا؟ صاحب! ٹھیک ہے خدمت کی ہوگی مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے زائد تو نہ کی ہوگی۔

Marfat.com

لکھنا آسان ہے مگر لکھنے میں کمالِ احتیاط برتنا ازحد مشکل ہے ، یہ محتاط اور با ادب قلم اللہ تعالےٰ نے مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہی عطا کیا تھا کہ ان کے مخالفین جو ہمہ وقت حرف گیری کی فکر میں رہتے تھے اور رہتے ہیں۔ ان کی ہزاروں تصنیفات میں ایک عبارت بھی قابل اعتراض نہ دکھا سکے ، صرف بدعتی بدعتی کی رٹ لگاتے رہے مگر دعویٰ بے دلیل کچھ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔

مرتّب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از احمد آباد گجرات دکن محلہ جمال پور متصل مسجد کانچ

مرسلہ جماعت اہلسنت و شیخ خدا بخش مقدم سُنی حنفی محلہ سوئی گری کی پول ۱۹ رجب ۱۳۱۷ھ

استفتاء :۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ ولید ساکن مشہد کہ اپنے آپ کو سید کہلواتا اپنا عقیدہ بایں طور رکھتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیا و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت و جماعت اولیائے کاملین سے ہے یا غالی رافضی کافر اولیائے شیاطین سے اور جو شخص عقیدۂ کفریہ رکھتے وہ سید ہو سکتا ہے یا نہیں اور اُسے سید کہنا شرعاً روا ہے یا نہیں ۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین و سلام علی المرسلین۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئ علیما۔ یا من یصلی علیہ ھو و ملئکتہ صلے علیہ و علیٰ الہ

Marfat.com

وصحبہ وبارك وسلم تسلیما امین۔ رب انی اعوذ بك من
ھمزات الشیٰطین واعوذ بك رب ان یحضرون وصلے اللہ
تعالیٰ علیٰ خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقا واٰخرھم بعثا
واٰلہ وصحبہ والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردۃ
الجن وشیٰطین الانس واعاذنا ابدا من شرھم اجمعین امین
اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا۔ مسلمان پر جس طرح لا الٰہ الا اللہ
ماننا اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کو احد صمد لا شریك لہ جاننا فرض
اول ومناط[1] ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو خاتم النبیین ماننا اُن کے زمانے میں خواہ اُن کے بعد کسی نبی جدید
کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال وباطل جاننا۔ فرض اجل وجزم ایقان سے
ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر
نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک کہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف
رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ
جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر
ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بیّن کافر جلی الکفران ہے ولہ
پلید جس کا قول پلید ترازبول سوال میں مذکور ضرور ولی ہے بیشک ضرور
مگر حاشا نہ ولی الرحمٰن بلکہ عدو الرحمٰن ولی الشیطان ہے یہ جو میں کہہ رہا ہوں
میرا فتویٰ نہیں اللہ واحد قہار کا فتویٰ ہے۔ خاتم الانبیاء الاخیار کا فتویٰ۔

[1] مدار

Marfat.com

علی مرتضیٰ وبتول زہرا وحسن مجتبیٰ وشہید کربلا تمام ائمۂ اطہار کا فتویٰ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم ومولاہم وعلیہم وسلم۔ شفا شریف واعلام بقواطع الاسلام میں ہے :۔

یکفر ایضاً من کذب بشیٔ مما صرح فی القرآن من حکم اوخبر او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذٰلک او شک فی شیٔ من ذلک۔	جس شخص قرآن کے کسی حکم یا کسی خبر کی تکذیب کی وہ بھی کافر ہے۔ یا جسکی قرآن نے نفی کی اسکو ثابت کیا یا جس کو قرآن نے ثابت کیا اس کی نفی کی، جانتے ہوئے یا انمیں سے کسی چیز میں شک کیا وہ کافر ہے

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے۔

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورۃ کالانکار	جس چیز کا دین سے ہونا بداہۃً معلوم ہو اسمیں تردد کرنا بھی مثل انکار کے ہے

شفا میں ہے :۔

وقع الاجماع علیٰ تکفیر کل من دافع نص الکتاب او نص حدیث مجمعا علیٰ نقلہٖ مقطوعا بہ مجمعا علیٰ حملہٖ علیٰ ظاھرہٖ ولہٰذا یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام او وقف فیھم او شک	اُس شخص کے کافر کہنے پر اجماع جو قرآن یا حدیث کے کسی ایسے نص کا انکار کرے جسکی نقل پر اجماع قطعی ہو اور اس کے ظاہر پر محمول ہونے پر بھی اجماع ہو اس لئے وہ شخص بھی کافر ہوگا جو مسلمانوں کے سوا دوسروں کو کافر نہ سمجھے یا انمیں توقف کرے یا شک کرے (انکے کفر میں)

Marfat.com

(فی کفرھم) او صحح مذھبھم
وان ظھر الاسلام واعتقدہٗ
واعتقد ابطال کل مذھب
سواہ فھو کافر باظھارہ اضمر
من خلاف ذٰلک اھ مختصرا
مزید امن نسیم الریاض
ما بین الھلالین۔

یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے، خوا
اسلام کا اظہار کرتا اور اس کا اعتقاد
رکھتا ہو، اور یہ بھی اعتقاد رکھتا ہو
اسلام کے سوا ہر مذہب باطل ہے تو بھی
وہ بھی کافر ہے کہ وہ جو پوشیدہ رکھے
ہوئے ہے اس کے خلاف ظاہر کر رہا ہے

اسی میں ہے:۔

اجماع علی کفر من لم یکفر کل
من فارق دین المسلمین
او وقف فی تکفیرھم او شک

اس پر اجماع ہے کہ جو شخص مسلمانوں
کا دین چھوڑنے والے کو کافر نہ کہے یا انکی
تکفیر میں توقف یا شک کرے۔

بزازیہ دُرمختار وغیرہما میں ہے

من شک فی کفرہ وعذابہ
فقد کفر۔

جو اس کے کفر اور عذاب میں شک
بھی کرے تو وہ کافر ہے۔

بلکہ شخص مذکور پر لازم وضرور کہ اپنے ہی عقیدے کی رو سے اپنے کافر مرتد ہونے
کا اعتقاد رکھے آپ ہی اپنے کفر والحاد وزندقہ وارتداد کا فتویٰ لکھے آخر یہ تو
بداہۃً ضرورۃً موافقین ومخالفین حتیٰ کہ کفار ومشرکین سب کو معلوم و
مسلم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسلمان
تھے، قرآنِ عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشبہ اُسے کلام اللہ جانتے، اس کے

Marfat.com

ایک ایک حرف کو حق مانتے اور اسی قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو قطعاً وہ بھی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قت یقیناً اپنے آپ کو نبی و رسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل و ملعون ہی مانتے کہ قول بالمتنافیین کسی عاقل سے معقول نہیں اب یہ شخص کہ انھیں نبی و رسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب و مبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفرِ ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رو سے کافر ہے غرض انھیں رسول کہہ کر اعتقاد ختم نبوت میں سچا جانا تو خود اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کر کے کافر ہوا مفر کدھر ولاحول ولاقوہ الا باللہ العزیز الاکبر۔ ولید کے مقابل ذکر احادیث و نصوص علمائے قدیم و حدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث و نصوص کیا قدر جانے مگر بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلیے متعدد منافع ظاہر و بیّن ہیں قرآن و حدیث دونوں ایمان مومن ہیں احادیث کا بار بار بہ تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا۔ آیۂ کریمہ میں وساوس ملعونۂ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا ختم نبوت و خاتم النبیین کے صحیح و نجیح معنے بتائے گا۔ بعض قاسمان کفر و مجون کے اختراع جنون کو مردود و ملعون بنائے گا۔ ولید پلید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا۔ نصوص ائمہ سے اہل ایمان کو صحت فتویٰ پر زیادہ تر اعتبار و اعتماد آئیگا معہٰذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

Marfat.com

ارشادات:

حدیث اوّل :۔ طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی :۔

یارب اسألك بحق محمد ان غفرت لی۔

الٰہی میں تجھے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا اے آدم تو نے محمد کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا عرض کی الٰہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جانا تو نے اُسی کا نام اپنے نام پاک کے کیساتھ ملایا ہوگا. جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے. فرمایا :۔

صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الیّ واذ سالتنی بحقہ فقد غفرت لك ولولا محمد ماخلقتك زاد الطبرانی وھو آخر الانبیاء من ذریتك

اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اُس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی اگر محمد نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

حدیث ۲ :۔ ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ
الیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ن موسی لما انزلت علیہ التوارۃ
قرأھا وجد فیھا ذکر ھٰذہ الامۃ
قال یارب انی اجد فی الالواح
مۃ ھم الاٰخرون السابقون
اجعلھا امتی قال تلک امہ احمد

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت
اتری اسے پڑھا تو اس میں اِس امت کا ذکر
پایا عرض کی اے رب میرے میں ان لوحوں میں
ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے
پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی تو یہ میری امت
کر فرمایا یہ امت احمد کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ۳ :۔ ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
سول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ما خلق اللہ اٰدم اخبرہ ببنیہ
جعل یری فضائل بعضھم علیٰ
بعض فرانی اسفلھم رفیقاً منوراً
فقال یارب من ھٰذا قال ھٰذا
ابنک احمد ھو الاوّل وھو الاٰخر
وھو اول شافع واول شافع واول
مشفع

جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو پیدا کیا انھیں اُن کے بیٹوں پر مطلع فرمایا۔
وہ اُن میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے
مجھے اُن سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا
عرض کی الٰہی یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے
یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے
پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا
گیا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴ :۔ نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

Marfat.com

سے راوی :۔

قال بین کتفی ادم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ وخاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۵ :۔ ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد بن مالک حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :۔

انہ قال اول من یاخذ حلقۃ باب الجنۃ فیفتح لہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قرأ آیۃ من التوراۃ احرایا قدما یا الاولون والاخرون۔

یعنی انھوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پچھلے اور سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق یعنی امت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۶ :۔ ابنِ مسعود عامر شعبی سے مروی سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا :۔

انہ کائن من ولدک شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامی خاتم الانبیاء

بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہونگے یہانتک کہ نبی امی خاتم الانبیا جلوہ فرما ہو صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

Marfat.com

ریث ۷) نیز محمد بن کعب قرظی سے راوی :-

ی اللہ تعالیٰ الیٰ یعقوب انی
ث من ذریتک ملوکا وانبیاء
ی ابعث النبی الحرمی الذی
نی امتہ ھیکل بیت المقدس
لو خاتم الانبیاء واسمہ احمد

اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیا بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی وہ سب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اُس کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۸) ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی :-

ال اوحی اللہ تعالیٰ الی شعیا
نی باعث نبیا امیا افتح بہ
ذانا صما وقلوبا غلفا واعینا
عمیا مولدہ بمکۃ ومھاجرہ
بطیبۃ وملکہ بالشام وساق
الحدیث فیہ الکثیر الطیب من
فضائلہ وشمائلہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم (الیٰ ان قال) واجعلن
امتہ خیر امۃ اخرجت للناس
وذکر صفاتھم (الیٰ ان قال) اختم
بکتابھم الکتب وبشریعتھم الشرائع

اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اُس کی پیدائش مکے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اُس کا تخت گاہ ملک شام میں ضرور اُس کی اُمت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں، بہتر و افضل کروں گا میں اُن کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو ختم کرونگا۔

Marfat.com

وبدینهم الادیان الحدیث
الجلیل الجمیل۔

حدیث ۹:۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال ان النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کان یسمی فی الکتب القدیمۃ احمد ومحمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم وحمطایا وفارقلیطا وماذ ماذ۔

بے شک اگلی کتابوں میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ نام تھے احمد محمد ماحی کفر و شرک کے مٹانے والے مقفی سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے نبی الملاحم جہاد کے پیغمبر حمطا[1] یا حرمِ الٰہی کے حمایتی فارقلیطا حق کو باطل سے جدا کرنے والے ماذ ماذ ستھرے پاکیزہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۰:۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔

حبط جبریل فقال ان ربك یقول قد ختمت بك الانبیاء وما خلقت خلق اکرم علی منك قرنت اسمك مع اسمی فلا اذکرنی موضع حتی تذکرہ معی ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا

---

[1] عبرانی ناموں کے ترجمہ سے اعلیٰحضرت کی علمی وسعت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ۱۲۔ مرتب

Marfat.com

کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ماخلقت السمٰوات والارض وما بینھما لولاک ماخلقت الدنیا ھٰذا المختصر

کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ بیشک میں نے دنیا واہلِ دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جو کچھ اُن میں ہے اصلا نہ بناتا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱:۔ ابن عساکر اور خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لما اسرٰی بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین اوادنیٰ وقال لی یا محمد ھل عنک ان جعلتک اٰخر النبیین قلت لا قال فھل عنم امتک ان جعلتھم اٰخر الامم قلت لا قال اخبر امتک انی جعلتھم اٰخر الامم لا فضح الامم عندہ ولا افضحھم عند الامم۔

شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اُس میں دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے اُنھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا اپنی امت کو خبر دیدے کہ میں نے انھیں سب سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں

Marfat.com

کو اُن کے سامنے رسوا کروں اور اُنھیں
اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ
رکھوں والحمد للہ رب العالمین ۔

حدیث ۱۲ :۔ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبزار وابو یعلے وبیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل اسرا میں راوی :۔

ثم لقی ارواح الانبیاء فاثنوا علی ربھم فقال ابراھیم ثم موسٰی ثم داؤد ثم سلیمٰن ثم عیسٰی ثم ان محمدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اثنی علی ربہ فقال کلکم اثنی علی ربہ وانی مثن علی ربی الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا وانزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شیٔ وجعل امتی خیر امۃ اخرجت للناس وجعل امتی ھم الاولین والاٰخرین وشرح لی صدری

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارواحِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا سے ملے ۔ پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی، ابراہیم پھر موسٰی پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسٰی علیہم الصلاۃ والسلام بہ ترتیب حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل وخصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہٗ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جسنے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بھیجا اور تمام آدمیوں کیطرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا

Marfat.com

ووضع عنی وذری ورفع لی
ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما
فقال ابراھیم بھذا افضلکم
محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ثم انتھے الی السدرۃ
فکلمہ تعالیٰ عند ذلک فقال لہ
قد اتخذتک خلیلا وھو مکتوب
فی التوراۃ حبیب الرحمٰن ورفعت
لک ذکرک فلا اذکر الا ان ذکرت
معی وجعلت امتک ھم الاولین
والاٰخرین وجعلک اول النبیین
خلقا واٰخرھم بعثا ووجعلتک
فاتحا وخاتما ھذا المختصر
ملتقط۔

مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر
شے کا روشن بیان ہے اور میری امت کو
تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل
وعدالت اور عدالت والی امت کیا اور اُنکو
اول اور اُنکو آخر رکھا اور میرے لئے میرا سینہ
کھولدیا اور مجھ سے میرا بار اتار لیا اور میرے
واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحۂ دیوان
نبوت وخاتمۂ دفتر رسالت بنایا۔ ابراہیم
علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے
محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تم سے افضل
ہوئے پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سدرہ
تک پہنچے اس وقت رب عزوجل نے ان سے کلام
کیا اور فرمایا مَیں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا
اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے مَیں نے
تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک
میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور مَیں نے تیری امت کو یہ
فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے
اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے
بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

ارشاداتِ انبیا وملائکہ واقوال علمائے کتبِ سابقہ

حدیث ۱۳ :- امام احمد وابوداؤد وطیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابویعلے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں :-

فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الیٰ ربک فلیقض بیننا فیقول انی لست ھناکم انی اتخذت الھا من دون اللہ ان یصدنی الیوم الا نفسی ولکن ان کل متاع فی دعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی مافی جوفہ حتی یفض الخاتم فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی النبیین قد حضر الیوم قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی فاقول انا لھا فاذا اراد اللہ ان یصدع بین خلقہ نادی مناد این احمد وامتہ

جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہوکر پھریں گے سیدنا عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے اپنی اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مُہر اٹھائے اُسے پا سکتے ہیں لوگ کہیں گے نہ۔ فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں لوگ میرے حضور حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے۔ پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی

Marfat.com

فنحن الاخرون الاولون نحن اٰخر الامم واول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا الحدیث ھٰذا المختصر۔

پکارے گا کہاں ہیں احمد اور اُن کی امت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہمیں پچھلے ہیں ہمیں اگلے ہم سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصات محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

حدیث ۱۴ :۔ احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فیاتون محمدا فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء

اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کریں گے حضور اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ ہماری شفاعت فرمائیں۔

حدیث ۱۵ :۔ ابونعیم حلیۃ الاولیا اور ابن عساکر دونوں بطریق عطا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

نزل اٰدم بلھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذن اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے ہند میں اترے، گھبرائے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اتر کر اذان دی جب نامِ پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

Marfat.com

الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ
اشھد ان محمد رسول اللہ قال
اٰدم من محمد قال اٰخر ولدک
من الانبیاء۔

پوچھا محمد کون ہیں؟ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہا آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)۔

حدیث ۱۶ :۔ ابونعیم دلائل میں یونس بن میسر بن حَلبَس سے مرسلا اور دارمی وابن عساکر بطریق یونس ہٰذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً راوی وہذا لفظ المرسل۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اُسے دھو کر کچھ اُس پر چھڑک دیا پھر کہا :۔

انت محمد رسول اللہ المقفی
الحاشی الحدیث ھٰذا المختصر

حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث متصل میں یوں ہے جبریل نے اتر کر حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکم پاک چاک کیا پھر کہا :۔

قلب وکیع فیہ۔ اذنان سمیعتان
وعینان بصیرتان محمد رسول
اللہ المقفی الحاشر الحدیث

مضبوط و محکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا محمد اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

حدیث ۱۷:- ابو نعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی انھوں نے فرمایا میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے اللہ عزوجل نے جو کچھ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا تھا اُس کا علم اُن کے برابر کسی کو نہ تھا وہ اپنے علم سے کوئی سے مجھ سے نہ چھپاتے جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹے تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق روک رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے اُن دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہوا اور تو اس کی پیروی کرلے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ اوپر سے مٹی لگا دی ہے ابھی اُن سے تعرض نہ کرنا نہ اُنھیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اُس کا پیرو ہو جائے گا یہ کہکر وہ مر گئے ہم اُن کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے اُن دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُن میں لکھا ہے

محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومھاجرہ بطیبۃ الحدیث۔	محمد اللہ کے رسول ہیں سب انبیاء کے خاتم اُن کے بعد کوئی نبی نہیں اُن کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱:- بیہقی وطبرانی وابو نعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں

Marfat.com

کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارے نام محمد کیونکر رکھا۔ کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا جواب دیا کہ بنی تمیم سے پوچھا آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اُترے جس کے کنارے پیڑ تھے ایک راہب نے اپنے دَیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولاد مضر سے کچھ لوگ ہیں اس نے کہا:۔

اما انہ سوف یبعث منکم	سنتے ہو بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث
وشیکا نبی فسارعوا الیہ	ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور
وخذوا بحظکم منہ ترشدوا	اُس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا
فانہ خاتم النبیین۔	کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔

ہم نے کہا اُس کا نام پاک کیا ہوگا کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا ہر ایک نے اُس کا نام محمد رکھا انتہیٰ واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ۔

حدیث ۱۹:۔ زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرہ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ موحد ان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت دیتے ابن سعد وابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں زید مذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے،

Marfat.com

ھوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی،
س پر آج اُن سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی مجھے دیکھ کر بولے اے عامر
یں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے
براہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پوجتے تھے میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسمٰعیل
ور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے اُن کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں
اُن کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور اُن کی تصدیق کرتا اُن کی
نبوۃ کی گواہی دیتا ہوں تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انھیں پاؤ تو میرا اسلام انھیں پہنچانا
اے عامر میں تم سے اُن کی نعت وصفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو
وہ میانہ قد ہیں سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ
سُرخ ڈورے رہیں گے اُن کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوّت ہے۔ اُن کا نام احمد
اور یہ شہر اُن کا مولد ہے یہیں اُن کی رسالت ظاہر ہوگی اُن کی قوم انھیں مکّے
میں نہ رہنے دے گی کہ اُن کا دین اُسے ناگوار ہوگا وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں
گے وہاں سے ان کا دین ظاہر وغالب ہوگا دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر اُن کی
اطاعت سے محروم رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلها الطلب
دین ابراهیم وکل من اسأل
من الیهود والنصاری والمجوس
یقول هذا الدین وراءك
وینعتون مثل ما نعته لك

کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں
شہروں پھرا یہود و نصاریٰ مجوس جس سے
پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے
پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت
بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے

Marfat.com

ویقولون لم یبق بنی غیرہ — تھے کہ اُن کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثنا کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں حضور نے اُن کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا قد رایتہ فی الجنۃ یسحب ذیلہ میں نے اُسے جنت میں دامن کشاں دیکھا

عبرت:۔ اللہ اللہ اس زمانے کے یہود و نصاریٰ و مجوس تو بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جانے کی شہادتیں دیں، اور آج کل کے کذاب بدلگام مدعیانِ اسلام یہ شاخسانے نکالیں مگر ہے یہ کہ اُس وقت تک اُن فرقوں کو نہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض و حسد تھا نہ اپنے کسی پیشوا مردود کا سخن مطرود دبنا نامراد و مقصد نہ اپنے کسی سگے کی بات رکھنی نہ بعد ظہور نور خاتمیت اپنے باپ دادا کی نبوت گڑھنی وہ کیوں جھوٹ بولتے جو کچھ علوم انبیا و اخبار احبار و رہبان و علماء سے پہنچا تھا صاف کہتے تھے۔ بعد ظہور اسلام اُن ملاعنہ کے دل میں حسد و عناد کا پھوڑا پھوٹا اور آن مدعیان اسلام پر یہ قہر ٹوٹا کہ کسی خبیث کا پیشوا خبیث معاذ اللہ آیہ کریمہ وخاتم النبیین میں خدا کا جھوٹ ممکن لکھ گیا۔

(**حدیث ۲۰**) امام واقدی و ابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و تصدیق سُنی اُس کے پاس وہ کلام سن کر اُٹھے جس نے ہمیں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ذلیل

Marfat.com

عاضع کر دیا ہم نے کہا سلاطین عجم اُن کی تصدیق کرتے اور اُن سے ڈرتے ہیں حالانکہ
ور رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو اُن کے رشتہ دار اُن کے ہمسائے ہیں ہمارے گھر
یں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی اُنکے پیرو نہ ہوئے پھر میں اسکندریہ
یں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی چھوڑا جہاں جاکر محمد صلے اللہ تعالےٰ
لیہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری
بطی سب سے بڑا مجتہد تھا اُس سے پوچھا ھل بقی احد من الانبیاء آیا پیغمبروں
یں سے کوئی رہا. وہ بولا :۔

نعم وھوا آخر الانبیاء	ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیا سے
لیس بینہ وبین عیسٰی نبی	پچھلے ہیں ان کے اور عیسٰے کے بیچ میں کوئی
قد امر عیسٰے باتباعہ وھوالنبی	نبی نہیں عیسٰے علیہ الصلاۃ والسلام کو اُن
الامی العربی اسمہ احمد۔	کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امی عربی ہیں
	اُن کا نامِ پاک احمد ہے۔ صلے اللہ
	تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کئے مغیرہ نے فرمایا اور بیان کر
اُس نے اور بتائے ازانجملہ کہا یخص بما لم یخص بہ الانبیاء قبلہ کان
النبی یبعث الی قومہ وَبعث الی الناس کافۃ انھیں وہ خصائص
عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں
کی طرف مبعوث ہوئے۔ مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور
وہاں سے واپس آکر اسلام لایا۔

Marfat.com

(حدیث ۲۱) ابونعیم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سُنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا:۔

ھٰذا کوکب احمد قد طلع	یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا یہ
ھٰذا کوکب لا یطلع الا	ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا
بالنبوۃ ولم یبق من الانبیاء	ہے اور اب انبیا میں سوائے احمد کے کوئی
الا احمد۔	باقی نہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۲) امام واقدی و ابونعیم حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے راوی قال کنا و یھود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکۃ اسمہ احمد ولم یبق من الانبیاء غیرہ ھو فی کتبنا الحدیث یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کیا کرتے جو مکّے میں مبعوث ہونگے اُن کا نام پاک احمد ہے اب اُن کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتب میں لکھے ہوئے ہیں۔

(حدیث ۲۳) ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی قال

کان احبار یھود بنی قریظۃ	یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علماء حضور
والنضیر یذکرون صفۃ النبی	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما	بیان کرتے جب سُرخ ستارہ چمکا لوگوں

Marfat.com

طلع الکوکب الاحمر اخبروا انه
نبی وانه لا نبی بعدہ اسمہ احمد
مہاجرہ الی یثرب فلما قدم
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
المدینۃ ونزلھا انکروا وحسدوا
وبغوا۔

نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد
کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے ان
کی ہجرت گاہ مدینہ ہے۔
جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مدینہ طیبہ تشریف لاکر رونق افروز ہوئے
یہود براہِ حسد و بغاوت منکر ہو گئے۔

فلما جآءھم ما عرفوا کفروا بہ
فلعنۃ اللہ علی الکفرین۔

(حدیث ۲۴) نیز زیاد بن لبید سے راوی میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر
تھا ناگاہ ایک آواز سُنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:۔

یا اھل یثرب قد ذھب واللہ
نبوۃ بنی اسرائیل ھٰذا انجم
قد طلع بمولد احمد وھو
نبی اٰخر الانبیاء مھاجرہ الیٰ
یثرب۔

اے اہلِ مدینہ خدا کی قسم بنی اسرائیل
کی نبوت گئی ولادتِ احمد کا تارا چمکا وہ
سب سے پچھلے نبی ہیں مدینے کی طرف ہجرت
فرمائیں گے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۵) نیز حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
میں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سُنا کہ میں ایک روز
بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا یوشع یہودی بولا اب وقت آلگا ہے
ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ہے صلے اللہ تعالیٰ حرم سے تشریف لائینگے

Marfat.com

اُن کا حلیہ و وصف یہ ہوگا۔ مَیں اُس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا تھا اُن میں سے زبیر بن باطا نے کہا

قد طلع الکوکب الاحمر الذی	بیشک سُرخ ستارہ طلوع کر آیا یہ تارا کسی
لم یطلع الا لخروج نبی وظهوره	نبی ہی کی ولادت و ظہور پر چمکتا ہے اور
ولم اجد الا احمد وهذه	اب مَیں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے
مهاجره	اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے صلی اللہ
	تعالیٰ علیہ وسلم۔

تذییل۔ ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابو نعیم حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم۔ کہا

احفظوا ما اقول لکم ولد هذه	جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر
اللیلة نبی هذه الامة الاخیرة	رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی
بین کتفیه علامة الحدیث	پیدا ہوا اُس کے شانوں کے درمیان
	علامت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاداتِ[1] حضور ختم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء

---

[1] دس احادیث مرفوعہ فصول سابقہ میں گزریں یعنی حدیث ۱۔۲۔۳۔۱۱۔۱۲۔۱۳۔۱۴۔۱۵۔۱۶۔۱۹۔ تو جملہ مرفوعات ۶۵ ہوئیں ۱۲ منہ

Marfat.com

وفیھا[1] انواع نوع[2] فی اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۶) اجلہ ائمہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و امام مالک و امام احمد و ابو داؤد و طیالسی و ابن سعد و طبرانی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی بیشک میرے متعدد نام ہیں مَیں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالےٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے مَیں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۷) امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا محمد و احمد و المقفی والحاشر و نبی التوبۃ و نبی الرحمۃ مَیں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیا کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

[1] انمیں چند اقسام ہیں ایک قسم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمار میں ہے ۱۲ منہ

[2] حدیث ۹-۱۶ بھی اسی نوع سے تھیں ۱۲ منہ

Marfat.com

فائدہ:۔ نامِ مبارک نبی التوبہ عجب جامع وکثیر المنافع نامِ پاک ہے۔ اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی وشروح الشفا للقاری والخفاجی ومرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوۃ وتیسیر وسراج المنیر وحصنی شروح جامع صغیر وجمع الوسائل شرح شمائل ومطالع المسرات ومواہب وشروح زرقانی ومجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں بعضہا املح من بعض واحلے

حضور کے نبی التوبہ ہونیکی سترہ وجوہات

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں ذکرہ فی مطالع المسرات والقاری فی شرح شفا والشیخ المحقق فی اشعۃ اللمعات وعلیہ اقتصر فی المواہب اللدنیہ شرح الاسمار العلیۃ وقبلہ شارحہا الزرقانی عند سردہا (۲) اُن کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی الشیخ فی اللمعات والاشعۃ۔ اقول ولیس بالاول فان الھدایۃ دعوۃ وارائۃ وبالبرکۃ توفیق الوصول (۳) اُن کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی الشیخ فی اللمعات واشار الیہ فی الاشعۃ حیث قال بعد ذکر الاولین۔

ایں صفت در جمیع انبیا مشترک ست ودر ذاتِ شریف آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ

یہ صفت تمام انبیاء میں بٹی ہوئی ہے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں

Marfat.com

علیہ وسلم از ہمہ بیشتر دوافر وکامل ترست۔ سب سے زائد ہے۔

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں بھی زائد ہوگی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے۔ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمداللہ تعالےٰ اسی ہماری اور چالیس میں باقی سب امتیں۔ والحمدللہ رب العالمین۔ (۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمع الوسائل والزرقانی فی شرح المواہب۔

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔ شرح المواہب والمنادی فی التیسیر (۶) اقول بلکہ وہ عام توبہ لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والثناسب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کیجائیگی واقع ہوئی یا وقوع پائیگی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں صلی اللہ وسلم الفاسی فی مطالع المسرات فجزاہ اللہ معانی المبرات وعوالی المسرات (۸) توبہ سے مراد اہلِ توبہ ہیں ای علی وزان قولہ تعالیٰ واسئل القریۃ یعنی توابین کے نبی۔ مطالع المسرات مع زیادۃ منی اقول اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں کما سوغہ المناوی ثم العزیزی فی شرح الجامع الصغیر حاصل یہ کہ تمام اہلِ ایمان کے نبی (۹) ان کی امت توابین ہیں وصف توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں قرآن ان کی صفت میں التائبون فرماتا ہے جمع الوسائل جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں، یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل

Marfat.com

اس کے نبی کی طرف راجع مطالع اقول وبہ فارق ماقبلہ فلیس فیہ حذف ولا تجوز (۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی حفنی علی الجامع الصغیر کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت وترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی نبی الرحمۃ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لئے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دئے اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی کما نطق بہ القرآن العزیز جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے ہیں اُس وقت توبہ قبول ہوئی۔

شرح الشفا للقاری والمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی ومجمع البحار برمز (ن) للامام النووی والذی رأیتہ فی منہاجہ ماقدمت فحسب۔

شرح شفا قاری، ومرقاۃ، ونسیم الریاض فاسی، مجمع البحار باشارہ ۔ن۔ امام نووی اور جو میری نگاہ سے گذرا ان کی منہاج میں وہی ہے جو لکھ چکا۔م۔

اقتصر الحفنی فی تقریرہ ھذا الوجہ علی ذکر الاستغفار فقط فقال لانہ قبل من امتہ التوبۃ بمجرد الاستغفار زاد میرک بخلاف الامم السابقۃ واستدل بقولہ تعالیٰ فاستغفروا اللہ

حفنی نے اس وجہ کی تقریر میں صرف استغفار کے ذکر پر اکتفا کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ انکی امت کی توبہ محض استغفار سے قبول ہوئی، اور میرک نے یہ زیادہ کیا کہ " دوسری امتیں اسکے برعکس ہیں" استدلال یہ کیا کہ " تو

Marfat.com

واستغفر لهم الرسول الآیہ
وقد اقرہ العلامۃ القاری
فی المرقاۃ وفی شرح الشفا
وشدد النکیر علیہ فی
جمع الوسائل شرح الشمائل
فقال ھذا قول لم یقل بہ احد
من العلماء فھو خلاف الامۃ
قال واركان التوبۃ علی ماقالہ
العلماء ثلثۃ الندم والقلع والعزم
علی ان لا یعود ولا احد جعل
الاستغفار اللسانی شرطا للتوبۃ الخ
اقول رحم اللہ مولانا القاری
این فی کلام الحفنی ومیرک
ان التوبۃ لا تقبل الا بالاستغفار
باللسان اثم اذکران مجرد الاستغفار
کاف فی توبۃ ھذہ الامۃ من
دون الزام امور اخر شاقۃ
جدا کقتل الانفس وغیرہ
مما الزمت بہ الامم السابقۃ

انھوں نے اللہ سے مغفرت چاہی اور
رسول نے بھی ان کے لئے مغفرت چاہی"
الآیہ اسے علامہ قاری نے مرقاۃ میں اور
شرح شفا میں برقرار رکھا اور جمع الوسائل
شرح شمائل میں اس پر شدید نکیر
کی اور کہا کہ یہ قول تمام امت کے خلاف
ہے، اور فرمایا کہ بقول علماء توبہ کے
تین مراتب ہیں، ندامت، گناہ سے
باز رہنا، نہ کرنے کا عزم کرنا، کسی
نے بھی زیادتی استغفار کو توبہ کی
شرط قرار نہیں دیا الخ میں کہتا
ہوں کہ خدا مولانا قاری پر رحم کرے
حفنی اور میرک کے کلام میں یہ کہاں ہے
کہ توبہ بلا استغفار مقبول نہیں،
پھر استغفار لسانی کے شرط کرنے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، انھوں
نے تو صرف اتنا ہی کہا ہے کہ اس امت
کی توبہ میں صرف استغفار ہی کافی ہے اور
دوسرے امور شاقہ جیسے قتل وغیرہ جو

Marfat.com

فلا تتشم منہ رائحۃ اشتراط الاستغفار المطلق التوبۃ وان امعنت النظر لم تجد فیہ خلافا لحدیث الارکان ایضاً فان الاستغفار الصادق لا ینشؤ الا عن ندم صحیح والندم الصحیح یلزمہ الاقلاع و عزم الترک ولذا صح عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قولہ الندم توبۃ علاوۃ ان المقصود الحصر بالنسبۃ الی ما کان علی الامم السابقۃ من الاصر ثم ھذا کلہ لا مساغ لہ فی تقریر الوجہ بما قررنا کما تری فاعرف۔

دوسری امتوں پر لازم تھے ان پر لازم نہیں اس میں کہیں بھی اس امر کی بو نہیں ہے کہ مطلق توبہ کے لئے استغفار شرط ہے، اور اگر آپ بغور مطالعہ فرمائیں تو یہ حدیث ارکان کے بھی مخالف نہیں ہے، کیونکہ استغفار صحیح، ٹھیک ٹھیک ندامت، سے پیدا ہوتا ہے۔ اور صحیح ندامت کے لئے ضروری ہے کہ گناہ چھوڑے اور نہ کرنے کا عزم کرے، اسلئے بروایت صحیحہ مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ندامت توبہ ہے، علاوہ ازیں مقصود تو حصر کرنا ہے امم سابقہ کے اعتبار سے، اس تمام توجیہ کی تقریر میں کچھ دخل نہیں۔ جیسے ہم نے تقریر کی، تو اسے خوب پہچان (م)

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں صحیح بخاری میں ہے میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں شرح الشفا والمرقاۃ واللمعات والجمع برمز (طم للطیبی والز رقانی ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیئات المقربین حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب و

Marfat.com

مشاہدہ میں ہیں وللاٰخرۃ خیر لك من الاولیٰ ۝ جب ایک مقام اجل واعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اسکے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ توبۂ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ علیہ وسلم مطالع مع بعض زیاوات منی (۱۲) انھیں کے امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا شرح الشفا للقاری اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں بابِ نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود تو جو اُن کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں افادۃ الفاسی وبہ استقام کونہ من وجوہ التسمی بھذا الاسم العلی السمی۔ (۱۳) وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انھیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلۂ توبہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مطالع (۱۴) وہ توبہ قبول فرمانے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ ومعذرت کرنیوالوں کے لئے ہمیشہ مفتوح ہے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانۂ بصیرت میں مباح فرمادیا ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں لکھا

طر الیہ فانہ لایرد من جاء تائبا — ان کے حضور دوڑ کر آ جو اُن کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اُسے کبھی رد نہیں فرماتے

مطالع المسرات۔

اسی بنا پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ

Marfat.com

بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں :۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی
والعفو عند رسول اللہ مامول،
انی اتیت رسول اللہ معتذرا
والعذر عند رسول اللہ مقبول،

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو امید کیا جاتا ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے۔

لایجزی بالسیئۃ السیئۃ	احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدی کا
ولکن یعفو ویغفر	بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دینگے۔
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ	اور مغفرت مائیں گے۔

رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمرو والدارمی وابنا سعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبد اللہ بن سلام وابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ وابو نعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔ اسے بخاری نے عبداللہ بن عمرو سے اور دارمی، ابن سعد، وعساکر نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن سلام سے، ابن ابی ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اور ابو نعیم نے کعب احبار سے روایت کی رضی اللہ عنہم اجمعین (۴)

Marfat.com

ولہٰذا حضور اقدس صلے تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ ہیں عفو
غفور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱۵) اقول وہ نبی توبہ ہیں بندوں کو حکم ہے
کہ اُن کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سُنتا ہے
اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ
میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ۝

اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ——

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضور مزار پُر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسّر نہ ہو تو دل سے حضور پُر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد استغاثہ طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔

روح النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام۔

حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم روحانی طور پر مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں۔

Marfat.com

(۱۶) اقول وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی اور توبہ دیتے بھی یہی یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کرسکے توبہ ایک نعمتِ عظمیٰ بلکہ اجل نعم ہے اور نصوصِ متواترہ اولیائے کرام وائمۂ عظام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہوچکا کہ ہر نعمتِ قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر جسمانی یا روحانی دینی یا دنیوی ظاھری یا باطنی روزِ اوّل سے اب تک اب سے قیامت تک قیامت سے آخرت آخرت سے ابد تک مومن یا کافر مطیع یا فاجر ملک یا انسان یا جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی۔ انھیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔

یہ سرالوجود واصل الجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ خود فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انا ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم — میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں

رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے:۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ○

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے

Marfat.com

ان کے لئے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس جاں فزا وایمان افروز دشمن گزا
نیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اُس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافرہ کی تکثیر جمیل
ہ رسالہ مبارکہ سلطنت المصطفٰے فی ملکوت کل الوری میں ذکر کی ۔
لحمد للہ رب العالمین (۱۷) اقول وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے انکی
ف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں اُن کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عز
لالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں جل جلالہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین
دیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی :-

یارسول اللہ التوب الی اللہ	یارسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے
الیٰ رسولہ ماذا اذنبت	رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے
	کیا خطا ہوئی ۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ابوبکر صدیق
وعمر فاروق وغیرہما چالیس اجلہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اقدس
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہوکر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے
حضور سے عرض کی :-

تبنا الی اللہ والیٰ رسولہ	ہم اللہ اور اُسکے رسول کیطرف توبہ کرتے ہیں

فقیر نے یہ حدیثیں مع تحقیق جلیل ونفیس اپنے رسالہ مبارکہ الامن
والعلے لناعتے المصطفٰے بدافع البلا میں ذکر کیں ۔ اقول توبہ کے
معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا جس کی معصیت کی ہے اُس سے عہد طاعت کی

Marfat.com

تجدید کر کے اُسے راضی کرنا۔

جو خدا کا گنہگار ہے وہ حضور کا بھی گنہگار ہے

اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنے قولنا من عصے اللہ فقد عصی الرسول۔

جسنے رسول کی اطاعت کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کو عکس نقیض لازم ہے کہ جسنے اللہ کی اطاعت نہ کی اس نے رسول کی بھی نہ کی اور یہی معنی ہیں "جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے رسول کی نافرمانی۔

اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو قال اللہ تعالیٰ :۔

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین ہ

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

نسأل اللہ الایمان والامن والامان ورضاہ ورضی رسولہ الکریم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم یہ نفیس فوائد کہ استطراداً زبان پر آگئے قابل حفظ ہیں کہ اس رسالہ کے غیر میں نہ ملیں گے یوں تو ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

Marfat.com

رمیں امید کرتا ہوں کہ فقیر کی یہ تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالیٰ چیزے دیگر ہیں۔
باللہ التوفیق۔

حدیث ۲۸ :۔ امام احمد وابن سعد وابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ
ور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی مدینہ طیبہ
کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد
فرمایا:۔

انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمۃ
ونبی التوبۃ وانا المقفی وانا
الحاشر ونبی الملاحم۔

میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں رحمت
کا نبی ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں سب
میں پچھلا نبی ہوں میں حشر دینے والا ہوں
میں جہادوں کا نبی ہوں صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم۔

حدیث :۔ ۲۹۔ طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سُنن میں حضرت جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انا احمد وانا محمد وانا الحاشر
الذی احشر الناس علی
علی قدمی وانا ماحی الذی
یمحو اللہ بی الکفر فاذا کان
یوم القیٰمۃ کان لواء الحمد

میں محمد ہوں میں حاشر ہوں کہ لوگوں
کو اپنے قدموں پر میں حشر دوں گا میں
ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے
کفر کو محو فرماتا ہے قیامت کے دن لوا
الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں سب پیغمبروں

Marfat.com

معی وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتھم۔

کا امام اور اُن کی شفاعتوں کا مالک ہونگا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسمائے طیبہ خاتم وعاقب ومقفی تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں علماء فرماتے اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں

قال العلماء معناھما (ای معنی روایتی قدمی بالتثنیۃ والافراد) یحشرون علیٰ اثری وزن نبوتی ورسالتی لیس بعدی نبی۔

علمانے فرمایا ان دونوں کے معنیٰ (یعنی قد کی مفرد اور تثنیہ کی روایت کے معنی) یہ ہیں کہ انکا حشر میرے بعد ہوگا اور میری نبوّت ورسالت کے زمانہ کے بعد اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسیر میں ہے :۔

ای علی اثر نوبتی ای زمنھا ای لیس بعدہ منی۔

یعنی میری باری کے زمانہ کے بعد، یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

جمع الوسائل میں ہے :۔

قال الجزری ای یحشر الناس علی اثر زمان نبوتی لیس بعدی نبی۔

جزری نے کہا لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا، میرے بعد نبی نہ ہوگا۔

حدیث ۳۰ :۔ ابن مردویہ تفسیر اور ابو نعیم دلائل میں اور ابن عدی وابن عساکر ودیلمی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

Marfat.com

لی عشرۃ اسماء عند ربی
نا محمد واحمد والفاتح والخاتم
والبوالقاسم والحاشر والعاقب
والماحی ویس وطٰہٰ ۔

میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں
محمد واحمد وفاتحِ عالمِ ایجاد وخاتم نبوت
وابوالقاسم وحاشر وآخرالانبیاء و
ماحیِ کفر ویٰس وطٰہٰ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔

حدیث ۳۱ :- ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ان لی عند ربی عشرۃ اسماء میرے رب کے پاس میرے لئے دس نام ہیں ازانجملہ محمد واحمد وماحی وحاشر وعاقب یعنی ختم الانبیا ورسول الرحمۃ ورسول التوبہ ورسول الملاحم ذکر کرکے فرمایا :-

قفیٰ کے معنی

وانا المقفی قفیت النبیین عامۃ
وانا قثم ۔

میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد
آیا اور میں کامل جامع ہوں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

تنبیہ یہ حدیث ابن عدی نے مولیٰ علی وام المومنین صدیقہ واسامہ بن زید وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت کی کما فی مطالع المسرات فان کان فی کلھا عاقب او مقف ونحوھما کانت خمسۃ احادیث ۔

حدیث ۳۲ :- حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کنیسۂ یہود میں تشریف لے گئے میں ہمرکاب اقدس تھا فرمایا اے گروہ یہود مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (یعنی جس میں وہ زمانۂ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ وباؤ بغضب من اللہ فباؤا بغضب علیٰ غضب) اٹھالے گا یہود سُن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا حضور نے فرمایا:۔

ابیتم فواللہ لانا الحاشر	تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں
وانا العاقب وانا النبی المصطفیٰ	حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیا ہوں
امنتم او کذبتم۔	اور میں نبی مصطفیٰ ہوں، خواہ تم
	مانو یا نہ مانو۔

حدیث ۳۳:۔ ابن سعد مجاہد مکی سے مرسلاً راوی بیشک اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا محمد و احمد انا رسول اللہ انا رسول الملحمۃ انا المقفی والحاشر محمد و احمد ہوں میں رسول رحمت ہوں میں رسول جہاد ہوں میں خاتم الانبیا ہوں میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں صلے اللہ علیہ وسلم۔

دوسری[1] قسم ھو الاول والاخر والظاھر والباطن

وہی اول ہیں وہی آخر ہیں وہی ظاہر ہیں وہی باطن ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

[1] حدیث ۲-۳-۵-۱۲ بھی اسی نوع سے تھیں ۱۲ منہ

Marfat.com

انھیں سے عالم کی ابتدا ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں۔

حدیث ۳۴:۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نحن الاخرون السابقون یوم القیٰمۃ۔

ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

حدیث ۳۵:۔ مسلم و ابوداؤد ابوہریرہ و حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نحن الاٰخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیٰمۃ المقضی لھم قبل الخلائق۔

ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔

حدیث ۳۶:۔ دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان اللہ ادرکنی الاجل المرجو ولختارنی اختیارا فنحن الاٰخرون ونحن السابقون یوم القیٰمۃ

بے شک اللہ نے مجھے مدتِ اخیر و زمانۂ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہم ہی روزِ قیامت سب سے اگلے صلی اللہ علیہ وسلم۔

تنبیہ:۔ اس حدیث میں نسخے مختلف ہیں بعض یوں ہے:۔

ان اللہ ادرکنی الاجل المرحوم واختصر لی اختصارا

مجھے اللہ عزوجل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لئے کمال اختصار فرمایا۔

Marfat.com

اس اختصار کی شرح وتفسیر پانچ وجہ منیر پر فقیر نے اپنے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں بیان کی۔

حدیث ۳۷ :- اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں مکحول سے راوی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے لینے تشریف لے گئے اور فرمایا:-

لا والذی اصطفی محمدا علی البشر لا افارقك۔

قسم اس کی جس نے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا واللہ خدا نے انھیں تمام بشر سے افضل نہ کیا امیر المومنین نے اُسے طمانچہ مارا وہ بارہِ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم اس کو طمانچہ کے بدلے راضی کر دو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی آدم صفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ نوح نجی اللہ موسیٰ کلیم اللہ عیسٰی روح اللہ ہیں وانا حبیب اللہ۔ اور میں اللہ کا پیارا ہوں۔ ہاں اے یہودی اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین لقب دیا۔ ہاں اے یہودی تم زمانے میں پہلے ہو ونحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمۃ اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت سب سے پہلے ہیں ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اُس میں جلوہ افروز نہ ہوں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت داخل ہو صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیک وعلیہم وسلم۔

حدیث ۳۸ :۔ بیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انا بعثت فاتحا وخاتما۔ — میں بھیجا گیا درہائے رحمت کھولتا اور نبوت ورسالت ختم کرتا ہوا۔

حدیث ۳۹ :۔ ابن ابی حاتم وبغوی وثعلبی تفاسیر اور ابو اسحٰق جوزجانی تاریخ اور ابو نعیم دلائل میں بطرق عدیدہ عن قتادہ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسنداً اور ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیۂ کریمہ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنك ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسے بن مریم۔ یعنی اور یاد کیجیے جبکہ ہم نے نبیوں سے انکا عہد لیا اور آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے۔ کی تفسیر میں فرمایا

کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث۔ — میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا فبدا ء بہ قبلہم اسی لئے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیۂ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پُرنور کا نام پاک لیا صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضورؐ کے تمام انبیاء سے مقدم ہونیکی وجہ

تذییل ابو سہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی ہیں نے

Marfat.com

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو سب انبیار کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہوا فرمایا :۔

ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی اٰدم من ظھور ذریاتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم کان محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من قال بلیٰ ولذا لک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر من بعث ۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے اُن کی اولادیں روزِ میثاق نکالیں اور انھیں خود اُن پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمۂ بلیٰ عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں اس وجہ سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیار پر تقدم ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تذییل :۔ شفا شریف امام قاضی عیاض واجیار العلوم امام حجۃ الاسلام و مدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابو عبداللہ محمد بن علی رشاطی و شرح البردہ ابو العباس قصار و مواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے ۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو ندا و خطاب کر کے عرض کئے ہیں اُنھیں میں گزارش کرتے ہیں

Marfat.com

بابی انت وامی یارسول اللہ
لقد بلغ من فضیلتك عند
اللہ ان بعثك اٰخر الانبیاء
وذکرك فی اولھم فقال واذ
اخذنا من النبیین میثاقھم
ومنك ومن نوح الآیہ

یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر
قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی
بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام
انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے
ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کر جب ہم
نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ
سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ
و عیسیٰ بن مریم سے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام

تذییل :۔ علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا :۔

السلام علیك یا اول السلام
علیك یا اٰخر السلام علیك
یا ظاھر السلام علیك
یا باطن ۔

میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اُسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہے جبریل نے عرض کی اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر نور پر یوں سلام عرض کروں اللہ تعالیٰ نے حضور

Marfat.com

کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے :۔

وسماك بالاول لانك اول

الانبیاء خلقاو سماك بالاٰخر

لانك اٰخر الأنبیاء فی العصی

وخاتم الانبیاء الی الاٰخر الامم

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہین ۔ باطن نام رکھا کہ اُسے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج ۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اُس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سمٰوات و پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجا ہو اللہ حضور پر درود بھیجے

فربك محمود وانت محمد	پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور
وربك الاول والاٰخر الظاهر	محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و

Marfat.com

والباطن وانت الاول والآخر والظاهر والباطن۔

باطن ہے اور حضور اوّل و آخر ظاہر باطن ہیں۔

سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی

سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جسنے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں

ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمستانی عن ابن عباس الخ اقول ظاهره انه اخرجه بسنده فان الاسناد ماخوذ فی مفهوم الروایة کما قاله الزرقانی فی شرح المواهب ولعل الظاهر ان فیه تجرید او المراد اورد وذکر واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں کہتا ہوں بظاہر انھوں نے اس کو اپنی سند سے ذکر کیا ہوگا کیونکہ اسناد روایت کے مفہوم میں ماخوذ ہے جیسا کہ زرقانی نے شرح مواہب میں کہا بظاہر اس میں تجرید ہے اور مراد اور رد ذکر ہے۔ واللہ اعلم۔

ختم نبوّت پر خاص تصریحات

حدیث ۴۰:۔ صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور

Marfat.com

بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون۔

مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے زمین پاک کرنیوالی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیا ختم کئے گئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴۱:۔ دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا شافع ومشفع ولا فخر

میں تمام پیغمبروں کا پیشوا ہوں اور کچھ براہ فخر نہیں اور میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنیوالا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴۲:۔ احمد و حاکم و بیہقی و ابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

انی مکتوب عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ

بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سرو تن بآب وگل داشت کو حکم بملکِ جان و دل داشت

تذییل :۔ مواہب لدنیہ و مطالع المسرات میں ہے :۔

خرج مسلم فی صحیحہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ عز وجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السمٰوات والارض بخمسین الف سنۃ فکان عرشہ علی الماء ومن جملۃ ماکتب فی الذکر وھو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین

یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین و آسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اُس کا عرش پانی پر تھا منجملہ اُن تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثم قال بعد ھذا فی المواھب وعن العرباض بن ساریۃ فذکر الحدیث المذکور انفا وقال بعدہ فی المطالع وغیر ذالک من الاحادیث اھ وقال الزرقانی بعد قولہ ان محمدا خاتم النبیین فان قیل الحدیث یفید سبق العرش علی التقدیر وعلی کتابۃ محمد خاتم النبیین الخ

Marfat.com

فافاد واجمیعا انہ بتمامہ حدیث واحد مخرج ھٰکذ فی صحیح مسلم والعبد لضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیہ الا الی قولہ وکان عرشہ علی الماء وبھٰذا القدر عزا لہ فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر والکبیر وغیرھا فاللہ اعلم۔

حدیث ۴۳ تا ۴۶ :۔ احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن[۴۳] عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابوہریرہ[۴۴] اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید[۴۵] خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب[۴۶] رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل	میری اور تمام انبیا کی کہاوت ایسی ہے
قصر احسن بنیانہ ترک منہ	جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور
موضع لبنۃ فطاف بہ النظار	اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی
یتعجبون من حسن بنیانہ	دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور
الا موضع تلک اللبنۃ فکنت	اس کی خوبیٔ تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک
انا سددت موضع اللبنۃ ختم	اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے،
بی البنیان وختم بی الرسل	میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی مجھ سے
وفی لفظ للشیخین فانا اللبنۃ	یہ عمارت پوری کی گئی مجھ سے رسولوں کی انتہا
وانا خاتم النبیین۔	ہوئی میں عمارتِ نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں
	میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

حدیث ۴۷ :- امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :. اول الرسول آدم و آخرھم محمد سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴۸ :- طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المجزات اور بیہقی و ابو نعیم کتابیں دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف ما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلۂ بنی سلیم کا آیا سوسمار (گوہ) شکار کر کے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دے اور بولا قسم ہے لات و عزیٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائیگا جبتک یہ سوسمار ایمان نہ لائے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا لبیک وسعدیک یازین من وانی یوم القیمۃ میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔ حضور نے فرمایا من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ۔ وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عذابہ۔ وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔ فرمایا فمن انا بھلا میں کون ہوں عرض کی انت رسول رب العلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقك وقد خاب من کذبك حضور پروردگار

Marfat.com

عالم کے رسول ہیں اور رسول کے خاتم جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو
وہ مراد کو پہنچا نہ مانا نامراد رہا۔ اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے
خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اُس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور
اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں اشھد ان لا الہ
الا اللہ وانک رسول اللہ یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب واکثر

تنبیہ ۱:۔ یہ حدیث امیر المومنین مولیٰ علی وام المومنین عائشہ صدیقہ وحضرت
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے بھی آئی کما فی الجامع الکبیر والخصائص
الکبریٰ ولم اقف علی الفاظھم فان اشتملت جمیعا علے لفظ خاتم النبیین
کانت اربعۃ احادیث۔

تذییل۔ ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ
تعالیٰ عنہم سے راوی کہ انھوں نے فرمایا بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم
النبیین حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین
ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تذییل ۱:۔ طبرانی معجم اور ابو نعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المومنین مولیٰ علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں
اجعل شرائف صلاتک ونوامی برکاتک ورأفۃ تحننک علیٰ محمد عبدک
ورسولک الخاتم لما سبق والفاتح لما اغلق الٰہی اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی
برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے
رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

Marfat.com

چوتھی قسم نبوت منقطع ہوئی اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا

وت گئی، نبوت منقطع ہوئی جب سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی

حدیث ۴۹ :۔ صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی ولا نبی بعدی انبیا بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے جب ایک نبی تشریف لیجاتا دوسرا اس کے بعد آتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۵۰ : احمد ترمذی حاکم بسند صحیح بر شرط صحیح مسلم کما قالہ الحاکم وغیرہ المناقدون حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بیشک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۵۱ : صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔

حدیث ۵۲ :۔ احمد وابنائے ماجہ وخزیمہ وحبان حضرت ام کرز رضی اللہ

---

۵ اس مطلب کی دس بارہ حدیثیں اسی نوع میں مذکور ہیں اور چھ اوپر گزریں یعنی حدیث ۱۷-۱۱-۲۱ ۲۲-۲۳-۲۵ اور نوع ششم کی ۱۸ حدیثیں سب کی سب اسی نوع کی ہیں تو اس مطلب کی جملہ ۳۶ احادیث ہیں

Marfat.com

تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ذھبت النبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا یراھا الرجل او تری لہٗ نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔

حدیث ۵۴ :۔ صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا پردہ اٹھایا سر انوار پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا یا ایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

حدیث ۵۵ تا ۵۸ :۔ احمد و ترمذی و حاکم بہ تصحیح در دیانی و طبرانی و ابو یعلی حضرت[۵۵] عقبہ بن عامر اور طبرانی و ابن عساکر اور خطیب کتاب الرواۃ مالک میں حضرت عبداللہ[۵۶] بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ[۵۷] بن مالک و حضرت ابو سعید[۵۸] خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تذییل :۔ صحیح بخاری شریف میں اسمٰعیل بن ابی خالد سے ہے :۔

قلت لعبد اللہ بن ابی اوفی میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارائیت ابراھیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضیٰ ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ابراھیم۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادۂ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا فرمایا اُن کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضورؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم زندہ رہتے مگر حضورؐ کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انھیں سے یوں ہے میں نے حضرت ابن ابی اوفی کو فرماتے سُنا:۔

لوکان بعد النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نبی ماما ابنہ ابراھیم۔

اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

تذییل امام ابوعمر ابن عبدالبر بطریق اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا:۔

کان ابراھیم قد ملا المھد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم اٰخر الانبیا

حضرت ابراہیم اتنے ہو گئے تھے کہ انکا جسم گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آخر الانبیا رہیں۔

لو عاش ابراہیم لکان نبیا پر بحث

فائدہ اس کی اصل متعدد احادیث مرفوعہ سے ہے ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوعاش ابراھیم لکان صدیقانبیا اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق وپیغمبر ہوتا۔

وبہ انجلی ما اشتبہ علی الامام
النووی مع جلالۃ شانہ وسعۃ
عرفانہ اما ما قال الامام ابوعمر بن
عبدالبر لا ادری ما ھذا فقد
کان ابن نوح غیر نبی ولو لم یلد
الا نبی الا نبیا کان کل احد نبیا
لانھم ولد نوح قال اللہ تعالیٰ
وجعلنا ذریتہ ھم الباقین ٥
فاجابوا عنہ بان الشرطیۃ
لا یلزمھا الوقوع اقول نعم
لکنھا لا شک تفید الملازمۃ
فان کانت مبینۃ علی ان ابن
نبی لا یکون الا نبیا لزم ما الزم
ابوعمر ولا مفر فالحق فی الجواب
ما اقول من عدم صحۃ
قیاس الانبیاء السابقین

اس تقریر سے وہ شبہ بھی ختم ہوا جو امام نو
جیسے وسیع العلم نفوس کو لاحق ہوا تھ
اور امام ابوعمر بن عبدالبر نے جو کہا ہے کہ
کیا ہے، کیونکہ نوح کا بیٹا تھا مگر نبی نہ ہو
اور اگر قاعدہ یہی ہو کہ نبی کے یہاں نبی ہی
پیدا ہوگا تو پھر سب ہی کو نبی ہونا چاہیے تھ
کیونکہ سب ہی اولادِ نوح سے ہیں۔ فرمان
الٰہی ہے، ہمنے انہی کی ذریت کا باقی رکھ
اس اعتراض کا جواب علماء نے یہی دیا ہے
کہ "اِن" شرطیہ وقوع پر دلالت نہیں کر
ہے۔ میں کہتا ہوں، نہیں وہ ملازمہ تو ثابت
کرتا ہے؟ اب اگر اس سے یہ بیان مقصو
ہو کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوگا تو ابوعمر کا اعترا
درست ہے اور اس سے کوئی مفر نہیں، تو
حق جواب یہ ہے کہ انبیاء سابقین اور انکے
بیٹوں کو حضور صلے اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وس

Marfat.com

وبنیھم علی نبینا سید المرسلین
وبنیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیھم وسلم فلو استحق ابنہ
بعد النبوۃ لا یلزم منہ استحقاق
ابناء الانبیاء جمیعا ھٰکذا
رائیتنی کتبت علی ھامش
نسختی التیسیر ثم رائیت
العلامۃ العلیا القاری ذکر مثلہ
فی الموضوعات الکبیر قللہ الحمد
وقد اخرج الدیلمی عن انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نحن اھل بیت
لا یقاس بنا احد علی انی اقول لا
نسلم ان الحدیث یحکم بالنبوۃ بل
ابناء عما تکامل فی جوھر ابراھیم
من خصائل الانبیاء وخلال المرسلین
بحیث لو لم ینسد باب النبوۃ لنالھا
تفضلا من اللہ تعالیٰ لا استحقاقا

پر اور آپ کے بیٹوں پر قیاس کرنا درست
نہیں تو اگر حضور کا بیٹا آپ کے بعد مستحقِ
نبوت ہوتا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام
انبیائے سابقین کے بیٹے بھی نبی ہوتے، میں
نے تیسیر کے نسخے پر یہی لکھا ہے، پھر علی قاری
کی موضوعات کبیر دیکھی اس میں بھی ہو بہو
یہی نکلا قللہ الحمد اور دیلمی نے انس رضؓ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ہم اہل بیت پر کسی کو قیاس
نہ کیا جائے علاوہ ازیں میں کہتا ہوں
حدیث مذکور نبوت کا حکم ہی نہیں
لگاتی ہے بلکہ اس میں تو صرف یہ
بتایا جا رہا ہے کہ ابراہیم کی فطرت اتنی
کاملہ تھی کہ اگر دروازۂ نبوت نہ بند
ہوتا تو محض فضلِ الٰہی سے وہ نبی ہو سکتے
تھے۔ اور اس میں ان کی طرف سے
کوئی استحقاق نہ تھا، کیونکہ اپنی ذات
کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں

Marfat.com

منه فان النبوۃ لا یستحقھا احد من قبل ذاتہ لکن اللہ تعالیٰ یصطفی من عبادہ من تم وکمل صورۃ ومعنی ونسباً وحسباً وبلغ الغایۃ القصوی من کل خیر اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ فاذن الحدیث علی وزان ما مر لو کان بعدی نبی لکان عمر واللہ تعالیٰ اعلم۔

لیکن اللہ اپنے ان بندوں میں سے جو صورتاً، معنی، نسباً، حسباً کامل ہوں اور بھلائی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہوں منتخب فرمالیتا ہے، اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے گا، تو یہ حدیث گذشتہ حدیث کی طرح ہے اس میں یہ تھا "اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

پانچویں قسم حضورؐ کے جو کسی کو نبوت ملنی مانے دجّال کذّاب ہے

بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الکرام جو کسی کے لئے ادعائے نبوت کرے، دجال کذاب مستحق لعنت و عذاب ہے۔

حدیث ۵۹ و ۶۰ :۔ امام بخاری حضرت ابوہریرہ اور احمد و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وھذا حدیث ثوبان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولفظ البخاری دجالون کذابون قریبی ثلثین عنقریب اس امت میں

Marfat.com

قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کریگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۶۱ :۔ امام احمد وطبرانی وضیا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی امتی کذابون ودجالون سبعۃ وعشرون منھم اربعۃ نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی میری امت دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس کذاب ودجال ہوں گے اُن میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلے اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ۶۲ :۔ ابن عساکر علار بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس
ثلثون دجالون کذابون کلھم	دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں۔

یزعم انہ نبی الحدیث۔

تذییل :۔ ابو یعلے مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابون منھم مسیلمۃ والعنسی والمختار قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ تیس کذاب نکلیں اُن میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی و مختار ثقفی ہے اخذہم اللہ تعالیٰ۔ الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں خبیث کتے کی شیران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اسود مردود خود زمانۂ اقدس

Marfat.com

اور مسیلمہ ملعون زمانہ خلافت صدیقی اور مختار مردک زمانۂ خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں وللہ الحمد۔

چھٹی قسم خاص مولیٰ علی کے باب میں

متواتر حدیثیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں ان کا حصہ نہیں

خاص امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں۔

حدیث ۶۳ تا ۷۸:۔ امام احمد مسند اور بخاری و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ صحاح ابن اسحٰق سیرت ابوداؤد وطیالسی مسند ابونعیم فضائل الصحابہ عثمان بن ابی شیبہ سنن ابن جریر تہذیب الآثار میں بطریق وریدہ کثیرہ سیدنا سعد[۶۳] بن ابی وقاص اور حاکم بہ تصحیح اسناد مستدرک اور طبرانی معجم کبیر و وسیط اور ابوعاقولی فوائد میں اور ابن مردویہ مطولاً اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن سعد مولیٰ علی اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیر المومنین[۶۴] مولیٰ علی اور احمد و حاکم و طبرانی و عقیلی حضرت عبداللہ بن عباس اور احمد حضرت امیر[۶۶] معاویہ اور احمد و بزار

---

[۱] مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے زمانۂ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے قلت خیر الناس وشر الناس میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مارا۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر میں یوں ہے کہ "میں نے کفر میں بہترین شخص کو قتل کیا اور بحالت اسلام بدترین شخص تاکہ اسکا بدلہ یہ ہو جائے۔"

Marfat.com

ابو جعفر بن محمد طبری و ابو بکر مطیری حضرت ابو سعید[۶۷] خدری اور ترمذی بافادہ تحسین حضرت جابر بن[۶۸] عبد اللہ سے مسنداً اور حضرت ابو ہریرہ[۶۹] سے تعلیقاً اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمتفرق میں حضرت عبد اللہ[۷۰] بن عمر اور ابو نعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید[۷۱] بن زید اور طبرانی کبیر میں حضرات برار بن[۷۲] عازب و زید بن[۷۳] ارقم و حبیش بن[۷۴] جنادہ و جابر بن[۷۵] سمرہ و مالک بن حویرث و حضرت ام المومنین ام سلمہ[۷۶] اور زوجہ امیر المومنین علی حضرت اسمار بنت عمیس[۷۷] رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے۔

الا ترضیٰ ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست بنبی۔	کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسمار کی حدیث اس طرح ہے:۔

Marfat.com

قالت هبط جبریل علی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربك یقرئك السلام ویقول لك علی منك بمنزلة هارون من موسٰی لکن لا نبی بعدك۔

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کیلئے ہارون مگر تمہارے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ علیک وبارک وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معویہ رضی اللہ عنہ یوں ہے کسی نے اُن سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا اسأل عنها علیا فهو اعلم مولیٰ علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں سائل سائل نے کہا یا امیر المومنین مجھے آپکا جواب اُن کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا بئسما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یعزہ بالعلم عزا ولقد قال له انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیه شئ اخذ منه۔

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم عزت فرماتے اور بیشک حضور نے اُن سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسےٰ علیہما الصلاۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث ۷۹:۔ ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

حدیث یا علی اخصمک بالنبوۃ :۔ یا علی اخصمک ولا نبوۃ بعدی اے علی میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیۂ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلا نہیں۔

حدیث ۸۰ :۔ ابن ابی عاصم اور ابن جریر با افادہ تصحیح اور طبرانی اوسط ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا پھر بعد نماز فرمایا:۔

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیك ماسألت اللہ لی شیئا للا سألت لك مثلہ ولا سألت اللہ شیأ الا اعطانیہ غیرانہ قیل لی انہ لا نبی بعدك۔

اے ابن ابی طالب تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لئے مانگا تمہارے لئے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اُسی وقت ایسا تندرست ہوگیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔

تنبیہ:۔ اقول وباللہ التوفیق یہ حدیث حضرت امیر المومنین کے

Marfat.com

لئے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے صدیقیت ایک مرتبہ تلو محبت ہے کہ اُس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق و اخفی کہ فصیبۂ حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، تو اجناس و انواع واصناف فضائل وکمالات و بلندی درجات میں خصائص و ملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیۂ بہیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم اُن میں تفاوت وتفاضل کثیر ووافر ہو آخر نہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابن جمیل و نائب جلیل حضور پرنور سید الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومارفع المصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدما الا وضعت انا قدمی فی المواضع الذی رفع قدمہ منہ الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ فانہ لا سبیل ان ینالہ غیر نبی۔

ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پاک پر ہوں مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اُسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ اُن کی طرف غیر نبی کو اصلا راہ نہیں۔

رواہ الامام الاجل ابو الحسن علی الشطنوفی قدس سرہ فی بھجۃ الاسرار فقال اخبرنا ابو محمد سالم بن علی بن عبد اللہ بن سنان الدمیاطی

Marfat.com

المصری المولد بالقاھرۃ سنۃ ۶۷۱ احدی وسبعین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخ القدوۃ شھاب الدین ابوحفص عمر بن عبداللہ السھروردی ببغداد سنۃ ۶۲۴ اربع وعشرین وستمائۃ قال سمعت الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول علی الکرسی بمدرستہ فذکرہ اسے ابوالحسن علی شطنوفی رحمہ اللہ نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا اور کہا کہ ہمیں خبر دی ابومحمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان ومیاطی مصری نے (ان کی پیدائش قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں ہوئی) انھوں نے کہا ہمیں شہاب الدین ابوحفص عمر بن عبداللہ سہروردی نے بغداد میں ۶۲۴ھ میں خبر دی کہ میں یعنے شیخ عبدالقادر جیلانی نے رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اپنے مدرسہ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے فرماتے تھے، پھر مذکورہ روایت بیان کی ۔ بالجملہ مادوں نبوت پر فائز ہونا نہ تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وہ صدہا میں مشترک اور فی نفسہ مشکک ہر غوث وصدیق اُس میں شریک اور اُن پر بشدت مقول بالتشکیک بلکہ خود حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

طالب علم کی فضیلت

من اتاہ ملک الموت وھو یطلب العلم کان بینہ وبین الانبیاء درجۃ واحدۃ درجۃ النبوۃ ۔

جس کے پاس ملک الموت آئیں اور وہ طلب علم میں ہو اُس میں اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام میں صرف ایک درجے کا فرق ہو کہ درجۂ نبوت ہے رواہ ابن النجار

Marfat.com

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حفاظ کی فضیلت

کاد حملۃ القرآن یکونوا انبیاء الا انہ لا یوحی الیھم۔

قریب ہے حاملان قرآن انبیا ہوں مگر یہ کہ اُن کی طرف وحی نہیں آتی رواہ الدیلمی فی حدیث عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

تو اُس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی تفضیل کا وہم نہیں ہوسکتا۔ علما فرماتے ہیں ابوبکر صدیق صدیقِ اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیقِ اصغر۔ صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:۔

صدیق اکبر کی عظمت شان

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یصدر منہ غیرہ قط وکذا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر

ابوبکر کی تخصیص اس لئے ہے کہ وہ صدیق اکبر ہیں انھوں نے سب لوگوں سے پہلے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی، اور کبھی تصدیق کے علاوہ کچھ اُن سے ظاہر نہ ہوا، اسی طرح علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا حال ہے کیونکہ انھیں صدیق اصغر کہا جاتا ہے، کہ انھوں نے کبھی کفر نہ کیا

Marfat.com

الذی لم یتلبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرہ وکون ابیہ علی غیر الملۃ ولذا خص بقول علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ

اور باوجود اپنے خورد سال ہونے کے اور باپ کے دوسرے مذہب پر ہونے کے غیرِ اللہ کو سجدہ نہ کیا، اس لئے انھیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (یعنی اللہ نے ان کے چہرے کو عزت عطا کی) کہتے ہیں۔

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ وبیانہ سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بفیضانہ فتوحات مکیہ شریف میں فرماتے ہیں:۔

فلو فقد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ذلک الموطن وحضرہ ابوبکر لقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی تعالےٰ علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلی منہ یحجبہ عن ذلک فھو صادق ذلک الوقت وحکیمہ وما سواہ تحت حکمہ (ثم قال) وھذا المقام الذی اثبتنا بین الصدیقیۃ ونبوۃ التشریع الذی ھو مقام القربۃ وھو للافراد وھو دون نبوۃ التشریع وفوق الصدیقیۃ فی المنزلۃ عند اللہ والمشار الیہ بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر فضل بہ الصدیقین اذ حصل لہ فی قلبہ ما لیس فی شرط الصدیقیۃ ولا من لوازمھا فلیس بین ابی بکر وبین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل لانہ صاحب الصدیقیۃ و صاحب سر۔ یعنی اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موطن (مقام)

Marfat.com

میں تشریف رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اور جو اُن کے سوا ہیں اس سے رو کے زیر حکم وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں اور جو اُن کے سوا ہیں سب اُن کے زیر حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے یہ مقام قربت فردوں کے لئے ہے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اُس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ اُنکے قلب میں وہ راز الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اُس کے لوازم سے تو ابو بکر صدیق اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی اور صاحب راز بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تذییل :۔ بعض[1] احادیث علویہ مبطلۂ دعوے غلویہ۔

مولیٰ علی کے ارشادات کہ ابو بکر و عمر و عثمان مجھ سے اور تمام امّتِ محمدیہ سے افضل ہیں

حدیث ۸۱ :۔ صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے :۔

قال قلت لابی ای الناس خیر	میں نے اپنے والد ماجد مولیٰ علی رضی اللہ
بعد النبی صلے اللہ تعالےٰ	تعالیٰ عنہ سے عرض کی نبی صلے اللہ تعالےٰ

---

[1] یعنی بعض ایسی احادیث کا ذکر جو حضرت علی سے مروی ہیں اور ان کی محبت میں مبالغہ کرنے والوں کے دعووں کو باطل کرتی ہیں۔

Marfat.com

لیه وسلم قال ابوبکر
ل قلت ثم من قال ثم
مر ثم خشیت ان اقول
ثم من فیقول عثمان فقلت
ثم انت یا ابت فقال ما انا
لا رجل من المسلمین ۔

علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر
کون ہے فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون
فرمایا پھر عمر پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں
میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان اسلئے
میں نے سبقت کرکے کہا اے باپ میرے
پھر آپ فرمایا میں تو نہیں مگر ایک مرد
مسلمانوں میں سے ۔

رواہ ایضاً ابن ابی عاصم وخشیش وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء۔
حدیث ۸۲ :۔ طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی جب امیر المومنین
مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے امیر المومنین فرماتے :۔

السباق یذکرون السباق
یذکرون والذی نفسی بیدہٖ
ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا
الیہ ۔

ابوبکر بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں
کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے
ہیں قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں
میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی
چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے۔

حضرت علی نے شیخین سے ان کو افضلیت دینے والونکو مفتری کہا ہے

حدیث ۸۳ :۔ ابوالقاسم طلحی وابن ابی عاصم وابن شاہین اور لالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں عشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجہ اور ابن عساکر تاریخ دمشق

Marfat.com

میں راوی امیر المومنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انھیں ابو بکر و عمر سے افضل بتا
ہیں منبر پر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا :۔

ایھا الناس بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ھٰذا الیوم یقول ھٰذا فھو مفتر علیہ حد المفتری خیر الناس بعد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر زاد غیر ابطلحی ثم احدثنا بعد احداثا یقضے اللہ فیھا مایشاء ۔

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد آئے گی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابو بکر ہیں پھر عمر پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

حدیث ۸۴ :۔ امام ابو عمر ابن عبد البر استیعاب میں حکم بن حجل سے اور امام ابو الحسن دار قطنی سنن میں روایت کرتے ہیں امیر المومنین مولیٰ علی فرماتے ہیں

لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری ۔

میں جسے پاؤں گا کہ ابو بکر و عمر پر مجھے تفضیل دیتا ہے اُسے مفتری کی حد اسّی کوڑے لگاؤں گا۔

حدیث ۸۵ :۔ ابن عساکر بطریق الزہری عن عبد اللہ بن کثیر راوی امیر المومنین فرماتے ہیں :۔

Marfat.com

ویفضلنی احد علی ابی بکر	جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا اُسے
وعمر الاجلدتہ جلد اوجبیعاً	دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

حدیث ۸۶ :- امام احمد و مسدد مسند اور عدنی مائتین اور ابو عبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خثیمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم و مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی امیر المومنین فرماتے ہیں:۔

سبق رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سبقت
تعالیٰ علیہ وسلم وثنی ابوبکر	لے گئے اور اُن کے دوسرے ابوبکر اور
وثلث عمر ثم خطبتنا فتنۃ	تیسرے عمر ہوئے پھر ہمیں فتنے نے مضطرب
ویعفوا اللہ عمن یشاء للخطیب	کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا
وغیرہ فھو ماشاء اللہ زادھو	یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے
فمن فضلنی علی ابی بکر وعمر	ابوبکر و عمر پر فضیلت دے اس پر مفتری
فعلیہ حد المفتری من الجلد	کی حد واجب ہے اسّی کوڑے لگائے
واسقاط الشھادۃ	جائیں اور گواہی نہ سنی جائے۔

حدیث ۸۷) ابو طالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی ایک شخص نے امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ خیر الناس ہیں فرمایا تو نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا ابوبکر کو دیکھا کہا نہ فرمایا عمر کو دیکھا کہا نہ فرمایا

اما انک لو قلت انک رائیت	سن لے اگر تو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	کے دیکھنے کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس

Marfat.com

تقتلنك ولو قلت رائیت ابوبکر وعمر الحددتك۔

کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابوبکر وعمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

حدیث ۸۸ :۔ ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:۔

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا وقد انکر حقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو مجھے ابوبکر وعمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کا منکر ہوگا۔

حدیث ۸۹ :۔ ابوطالب عشاری اور اصبہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ علی سے عرض کی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں جائیں گے فرمایا:۔

ای والذی فلق الحبۃ وبرا السمۃ انہما لیاکلان من ثمارہا ویرویان من مائہا ویسکنان علی فراشہا وانا موقوف بالحساب۔

ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے اس کے پانی سے سیراب ہونگے اُس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

حدیث ۹۰ :۔ ابوذر ہروی و دار قطنی وغیرہما حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نہ سے راوی میں نے امیر المومنین سے عرض کی :-

یاخیر الناس بعد رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!
قال ٹھلا یا اباجحیفۃ الاخبرک
بخیر الناس بعد رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابو بکر و عمر -

ٹھہر و اے ابو جحیفہ کیا تمہیں نہ بتا دوں کہ
خیر الناس بعدِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
کون ہے، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما -

حدیث ۹۱ :- ابو نعیم سیہ اور ابن شاہین کتاب السنہ اور ابن عساکر تاریخ میں عمرو بن حریث سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ کو منبر پر فرماتے سنا :- افضل الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عثمان و عثمان و فی لفظ ثم عمر ثم عثمن بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان -

حدیث ۹۲ :- ابن عساکر بطریق سعد ابن طریف اصبغ بن بناتہ سے راوی

قال قلت لعلی یا امیر المؤمنین
من خیر الناس بعد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قال ابو بکر قلت ثم من قال
عمر قلت ثم من قال عثمان

میں نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
بعد سب سے افضل کون ہے فرمایا ابو بکر
کہا پھر کون فرمایا عمر میں نے کہا
پھر کون فرمایا عمر میں نے کہا پھر کون فرمایا

Marfat.com

قلت ثم من قال انا۔ رائیت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینی ھاتین والا نغمیتا وباذنی ھاتین والا فصمتا یقول ما ولد فی الاسلام مولود ازکیٰ ولا اطھر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر۔

عثمان کہا پھر کون فرمایا میں نے ان آنکھوں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے فرماتے سنا ورنہ بہرے ہو جائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابو بکر پھر عمر سے زیادہ ستھرا پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

حدیث ۹۳ :۔ ابو طالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :۔

وھل انا الا حسنۃ من حسنات ابی بکر

میں کون ہوں مگر ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی۔

حدیث ۹۴ :۔ خثیمہ طرابلسی وابن عساکر ابو الزناد سے راوی ایک شخص نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المومنین کیا بات ہوئی کہ مہاجرین و انصار نے ابو بکر کو تقدیم دی حالانکہ آپ کے مناقب بیشتر اور اسلام و سوابق بیشتر اور اسلام مسلمان کے لئے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا افسوس تجھ پر ابو بکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے ہجرت میں مجھ سے سابق صحبت غار میں اُنھیں کا حصہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کے لئے اُنھیں کو مقدم فرمایا۔

Marfat.com

ویحك ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابا بکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ الآیہ۔

افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالےٰ نے سب کی مذمت کی ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ نے اسکی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکّے سے باہر کیا دوسرا اُن دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حدیث ۹۵۔ خطیب بغدادی وابن عساکر اور دیلمی مسند الفردوس اور عشاری فضائل الصّدیق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سألت اللہ ثلثا ان یقدمك قابلی علی الا تقدیم ابی بکر۔

اے علی میں نے اللہ عزوجل سے تین بار سوال کیا تجھے تقدیم دے اللہ تعالےٰ نے نہ مانا مگر ابوبکر کو مقدم رکھا۔

حدیث ۹۶:۔ عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں اور ابویعلی دو ورقی وحاکم وابن ابی عاصم وابن شاہین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا:۔

دعانی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا علی ان

مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا اے علی تجھ میں ایک

Marfat.com

فیك من عیسٰی مثلاً ابغضتہ
الیھود حتیٰ بھتوا امہ واحبتہ
النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ
التی لیس بھا وقال علی الاوانی
یھلك فی رجلان محب مطرٍ لی
یقرظنی بما لیس بنبی ولا یوحی
الیّ ولٰکنی اعمل بکتاب اللہ
وسنۃ لست بنبی ولا یوحی الیّ
ولکنی اعمل بکتاب اللہ وسنۃ
نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ما استطعت فما امرتکم بہ
بطاعۃ اللہ فحق علیکم طاعتی
فیما احببتم او کرھتم او بمعصیۃ
انا وغیری فلا طاعۃ لاحد فی
معصیۃ اللہ انما الطاعۃ
فی المعروف ۔

کہا دت عیسےٰ علیہ الصلاۃ والسلا کی طرح
ہے یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ
ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصارےٰ
اُن کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ
ان کا نہ تھا وہاں جا اتارا مولیٰ علی فرماتے
ہیں سن لو میرے معاملے میں دو شخص ہلاک
ہوں گے ایک دوست میری تعریف
میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ رتبہ
بتائے گا جو مجھ میں نہیں اور ایک دشمن
مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث
ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے سن لو نہ تو
میں نبی ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے میں تو جہاں
ہو سکے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے
نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل
کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الٰہی کا
حکم دوں تو میری فرماں برداری تم پر لازم
ہے چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار اور اگر
معصیت کا حکم دوں میں یا کوئی تو اللہ کی
نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت تو مشروع

Marfat.com

بات میں ہے۔

حدیث ۹۷ :۔ ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی :۔

قال قلت لمحمد بن الحنفیۃ ھل کان ابوبکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فیما علا ابوبکر و سبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانہ کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربہ۔

میں نے امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابوبکر سب پر بلند و سابق ہوئے کہ اُن کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا فرمایا اس لئے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب عزوجل کے پاس گئے ان کا ایمان سب سے افضل رہا۔

حدیث ۹۸ :۔ امام دارقطنی جندب اسدی سے راوی :۔

ان محمد بن عبد اللہ بن الحسن اتاہ قوم من اھل الکوفۃ والجزیرۃ فسألوہ عن ابی بکر و عمر فالتفت الی فقال انظر الی اھل بلادک یسألونی عن ابی بکر و عمر لھما افضل عندی من علی۔

امام نفس زکیہ محمد عبداللہ محض ابن امام حسن مثنیٰ ابن امام حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس اہلِ کوفہ و جزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال کیا امام نے میری طرف التفات کر کے فرمایا اپنے وطن والوں

Marfat.com

کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں بیشک وہ دونوں میرے نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث ۹۹ :۔ حافظ عمر بن شبہ سیدنا امام زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن مولیٰ مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی انھوں نے رافضیوں سے فرمایا :۔

انطلقت الخوارج فبرئت ممن بقی فواللہ ما بقی لستطیعوا ان یقولوا فیھما شیئاً وانطلقتم انتم فظفرتم فوق ذلك فبرئتم منھما فمن بقی فواللہ ما بقی احد الا برئتم۔

خارجیوں نے چل کر تو انھیں سے برأت کی جو ابوبکر و عمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر ابوبکر و عمر کی شان میں کچھ نہ کہہ سکے اور اے رافضیو تم نے اُن سے اوپر جست کی کہ خود ابوبکر و عمر سے برأت کر بیٹھے تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جس سے تم نے تبرا نہ کیا۔

حدیث ۱۰۰ :۔ دار قطنی فضیل بن مرزوق سے راوی :۔

قال قلت لعمر بن علی بن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم افیکم امام تفترض طاعتہ تعرفون ذلك لہ من لم یعرف ذلك لہ فمات میتۃ جاھلیۃ فقال لا واللہ ما ذالك فینا من

میں نے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقرؑ کے بھائی امام عمر ابن علی سے پوچھا آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت فرض ہو آپ اُس کا یہ حق پہچانتے ہیں جو اُسے بے پہچانے مرجائے جاہلیت کی موت مرے فرمایا خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا

Marfat.com

من قال هٰذا فهو اکاذب فقلت انهم یقولون ان هٰذا المنزلة کانت لعلی ثم للحسن ثم للحسین قاتلهم الله ویلهم ماهٰذا من الدین والله ماهؤلاء الامتأکلین بناهٰذا المختصر۔

کہے جھوٹا ہے میں نے کہا رافضی تو کہتے ہیں یہ مرتبہ مولیٰ علی کا تھا پھر امام حسن پھر امام حسین کو ملا فرمایا اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی ہو اُن کے لئے یہ کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کھانے کمانیوالے والعیاذ باللہ عزوجل۔

تکمیل جلیل :۔ یہاں تک سو احادیث فقیر نے لکھیں اور چاہا کہ اسی پر بس کرے پھر خیال آیا کہ ذکر پاک امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے دس حدیثیں اور شامل ہوں کہ نام مبارک مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدد حاصل ہوں نظر کروں تو فیضانِ روح مبارک امیر المومنین سے تذییلات میں دس عدد حدیثیں خود ہی گزر چکی ہیں تذییل بعد حدیث ۲۵ یک و بعد ۳۹ تین و بعد ۴۲ یک و بعد ۴۸ و ۵۸ دو دو و بعد ۶۲ یک یہ مقصود تو یوں حاصل تھا مگر از انجا کہ وضع رسالہ نصوص ختم نبوت میں ہے اور ۸۱ سے ۱۰۰ تک بیس حدیثوں کا اضافہ کو دوسرے طرز سے ادا کرتی تھیں لہٰذا خاص مقصود کی بیس حدیثوں کا اضافہ ہی مناسب نظر آیا کہ خود اصل مرام پر سو حدیثوں کا عدد کامل اور اصول مرویات ایک سو بیس ہو کر تین چہل حدیث کا فضل حاصل ہو۔

متعلق ارشاداتِ انبیاء و علمائے کتب سابقہ حدیث ۱۰۱ تا ۱۰۸ :۔

حاکم صحیح مستدرک میں وہب

Marfat.com

بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابۂ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل روزِ قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے نوح نے ہمیں نہ تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ نصیحت کی ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے :۔

دعوتھم یارب دعاء فاشیلفی الاولین والاٰخرین امتہ بعد امۃ حتی انتھے الیٰ اٰخر النبیین احمد فانتسخہ وقراہ وامن بہ وصدقہ۔

الٰہی میں نے انھیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اُسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائیگا احمد امتِ احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ وامتہ یسعی نورھم بین ایدھم۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ اُن کے نور ان کے آگے جولان کرتے ہونگے

نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے شہادت ادا کریں گے۔ الحدیث وقد اختصرناہ۔

حدیث ۱۰۹ :۔ دارقطنی غرائب امام مالک اور بیہقی دلائل اور خطیب

Marfat.com

رواۃ مالک میں بطریق عدیدہ عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی و ابونعیم دلائل میں بطریق ابن لہیعہ عن مالک بن ازہر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابونعیم دلائل میں من طریق یحیے بن ابراھیم بن ابی قتیلۃ عن بن اسلم عن ابیہ اسلم مولی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاذ بن المثنے روائد مسند مسدد میں بطریق منتصر بن دینار عن عبداللہ بن ابی الھذیل ۔ بسند ابن لہیعہ، عن مالک بن ازہر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، اور ابونعیم دلائل میں بسند یحیٰی بن ابراہیم بن ابی قتیلہ عن ابن اسلم عن ابیہ اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ، اور معاذ بن مثنی روائد مسند مسدد میں بطریق منتصر بن دینار عن عبداللہ بن ابی ہذیل راوی ہیں ۔

بروجہ آخر واقدی مغازی میں عن عبدالعزیز بن عمر عن ابی بن نضلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن جریر تاریخ اور باوردی کتاب الصحابہ میں بطریق ابی معروف عبداللہ بن معروف عن ابی عبدالرحمٰن الانصاری عن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب اور ابی الدنیا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :۔

وھٰذا حدیث معاذ وفیہ صریح النص علی مرادنا وما زدنا من الطریق الاوّل ادرناحولہ ھلالین ۔	اور یہ معاذ کی صریح حدیث ہے جو ہماری مراد پر نص ہے اور جو اضافہ ہمنے اس میں پہلی سند سے کیا ہے تو اس کو دو ہلالوں کے درمیان کر دیا ہے ۔

Marfat.com

زریب بن برثملا کا عجیب واقعہ

سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لئے بھیجا یہ قیدی اور غنیمتیں لئے آتے تھے ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی نضلہ نے اذان کہی جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے کبرت کبیرا یا نضلۃ تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نضلہ جب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ جواب آیا اخلصت یا نضلہ اخلاصاً نضلہ تم نے خالص توحید کی جب کہا اشہد ان محمد رسول اللہ آواز آئی نبی بعث لا نبی بعدہ ھو النذیر وھو الذی بشر نا بہ عیسٰی بن مریم وعلیٰ راس امتہ تقوم الساعۃ یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈر سنانے والے ہیں یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسٰی بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام نے دی تھی انھیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ جب کہا حی علی الصلاۃ جواب آیا فریضۃ[1] فرضت (طوبی لمن مشی الیھا واطاب علیھا) نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی و شادمانی اُس کے لئے جو اُس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے۔

---

[1] ھٰکذا فی السابح وفی الطریق الثانی عند البیھقی فی الصلاۃ قال کلمۃ مقبولۃ وفی الفلاح قال البقاء لامتہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعکس ابن ابی الدنیا فذکر الصلاۃ البقاء لامتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی الفلاح کلمۃ مقبولہ ۱۲ منہ

جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی افلح من اتاھا واظب علیھا (افلح من[1] اجاب محمد اصلی اللہ بتعالیٰ علیہ وسلم) مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اُس پر مداومت کی مراد کو پہنچا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جب کہا قد قامت الصلاۃ جواب آیا البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ رؤسھا تقوم الساعۃ بقا ہے امت محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اور انھیں کے سروں پر قیامت ہوگی (جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ آواز آئی اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلۃ فحرم اللہ بھا جسدک علی النار اے نضلہ تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے سبب تمہارا بدن دوزخ پر حرام فرما دیا) نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے ہم نے تمہاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اُس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (وامیر المومنین عمر) کے سفیر ہیں اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے سپید مو دراز ریش سر ایک چکی کے برابر سپید اون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ حاضرین نے جواب دیا اور نضلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو کہا میں زربیب بن برثملا ہوں بندۂ صالح عیسےٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کا وصی ہوں انھوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ

---

[1] نادا الخطیب وھو البقاء لامۃ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

میں اُن کے نزول تک باقی رہوں (زاد فی الطریق الثانی) پھر ان سے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں کہا انتقال فرمایا اس پر وہ پیر بزرگ بشدت روئے پھر کہا اُن کے بعد کون ہوا کہا ابو بکر کہا وہ کہاں ہیں کہا انتقال ہوا کہا پھر کون بیٹھا کہا عمر، کہا امیر المومنین عمر سے میرا اسلام کہو اور کہ ثبات و سداد و آسانی پر عمل رکھیے کہ وقت قریب آلگا ہے، پھر علامات قرب قیامت اور بہت کلمات وعظ و حکمت کہے اور غائب ہو گئے جب امیر المومنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پیغام جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جائیے (اور وہ ملیں تو انھیں میرا اسلام کہیے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ) اُس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ تھا آخر واپس آئے۔

ابو بکر کی خلافت سے متعلق ایک عجیب حکایت

حدیث ۱۱۰:۔ طبرانی معجم کبیر میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ہم نے کہا ہاں کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے میں نے کہا ہاں وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں وہاں نبی کریم

Marfat.com

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا کس شغل میں ہو ہم نے حال کہا وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پور نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور پر نور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے وہ کتابی بولا :۔

انہ لم یکن نبی الا ھٰذا فانہ لا نبی بعدہ وھٰذا الخلیفۃ بعدہ ۔

بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں اور دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے

اُسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ابوبکر کے وفد کا ہرقل کے دربار میں پہنچنا اور عجیب الزامات کا ظہور

تذییل اوّل ۔ ابن عساکر بطریق حضرت قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت اور بیہقی و ابونعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جب صدیق اکبر اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اُسکے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکوں میں کھجور۔ اُس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان

Marfat.com

کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سُرخ کپڑے پہنے سُرخ مسند پر بیٹھا تھا اُس پاس ہر چیز سُرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں ایک دوسرے کو جیسا سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا ہم نے کہا ہم تجھے سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی لے لئے بجالائیں پھر اُس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے ہم نے کہا لا الٰہ الا اللہ خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑ گیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا ہم نے کہا ہاں کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اسی طرح کانپنے لگتی ہیں ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے نہیں دیکھا اور اس میں خدا کی قسم حکمت ہے بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سُن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی ہم نے کہا یہ کیوں، کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شانِ نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیھم مایلبسون ولہٰذا انبیا علیہم السلام کے جہادوں میں بھی جنگ دو سرداروں کا مضمون رہتا ہے الحرب بیننا وبینہ سجال ینال منا وننال منہ رواہ الشیخان عن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لہٰذا جب ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے ہرقل نے کہا ھٰذا اٰیۃ النبوۃ میں کبھی ہم بھی اُن پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ھٰذا اٰیۃ النبوۃ یہ نبوت کی نشانی ہے رواہ البزاز وابو نعیم عن دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

جہال کا اعتراض کہ اولیا کو قدرت ملتی تو امام حسین نے یزید کو کیوں نہ غارت کر دیا اور اس کا جواب

اولیا اگر قدرت کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہو جاتے ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرما دیا مگر یہ نہیں جانتے کہ اُن کی قدرت جو اُنھیں اُن کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ مقوقش بادشاہِ مصر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرمایا تھا جب انھوں نے دعا کر کے چھڑایا تھا حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جب انھوں نے انھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا مقوقس بولا انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم ہو کہ حکیم کامل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے رواہ البیہقی عن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر یہ تو فائدہ زائد تھا حدیث سابق کی طرف عود کریں، پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز و اکرام ایک مکان

Marfat.com

میں اتارا دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا ایک رات ہمیں پھر بلایا ہم گئے

ہرقل کے پاس انبیاء کے مجسموں کا بیان

اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا تو اُس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا۔ اُس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا طے کیا ہوا نکالا اُسے کھولا تو اُس میں ایک سُرخ تصویر تھی مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی۔ سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن وجمال میں) ہرقل بولا انھیں پہچانتے ہو ہم نے کہا نہ۔ کہا یہ آدم ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا اُس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا اُس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی مرد بسیار موئے سر مانند موئے قبطیان فراخ چشم کشادہ سینہ، سرا (آنکھیں سُرخ داڑھی خوبصورت) پوچھا انھیں جانتے ہو ہم نے کہا نہ کہا یہ نوح ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اُس میں حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ کی ایک تصویر تھی مرد خوب چہرہ خوش چشم دراز بینی (کشادہ پیشانی) رخسارے ستے ہوئے سر پر نشانِ پیری ریش مُبارک سپید نورانی تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا ان سے واقف ہو ہم نے کہا نہ۔ کہا ابراہیم ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ بولا تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں ہم نے سبز ریشم کا پارچہ نکالا اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر

Marfat.com

منیر تھی بولا انھیں پہچانتے ہو ہم رونے لگے اور کہا یہ محمد رسول اللہ صلے تعالےٰ علیہ وسلم ہیں وہ بولا تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں ہم نے کہا ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور کی تصویر پاک ہے۔ گویا ہم حضور کو حالت حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں اُسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا گھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا اما انہ اٰخر البیوت ولکنی عجلتہ لا نظر ما عند کم سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھوں تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے یعنی ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لئے میں نے ترتیب قطع کر کے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہ نبی موعود ہیں تو تم ضرور پہچان لو گے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور یہی دیکھ کر اُس حرمان نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ٥ والحمد للہ رب العالمین ٥ ہمارا مطلب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہیں تک پورا ہو گیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے اس کے بعد ہے ا: میں اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے حلیہ ہائے منورہ پر اطلاع مسلمین کے لئے اُس کا خلاصہ بھی مناسب یہاں تک کہ دونوں حدیثیں متفق تھیں ترجمہ مختصراً حدیث عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا جو لفظ حدیث ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتم و ازید ہے کہ اس میں پانچ انبیا لوط و اسحاق و یعقوب و سماعیل و یوسف علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر

Marfat.com

علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر شریف ہے زائد ہے لہٰذا اُسی سے اخذ کریں اور جو مضمون حدیث عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زائد ہو اُسے خطوط ہلالی میں بڑھائیں۔ فرماتے ہیں پھر اُس نے ایک اور خانہ کھولا حریر سیاہ ایک تصویر گندمی رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا رنگ ہے) مرد[1] مرغول مو سخت گھونگر والے بال آنکھیں جانب باطن مائل تیز نظر ترش رو دانت باہم چڑھے ہونٹ سمٹا جیسے کوئی حالت غضب میں ہو ہم سے کہا انھیں پہچانتے ہو یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اُن کے پہلو میں ایک اور تصویر بھی صورت اُن سے ملتی مگر سر میں خوب تیل پڑا ہوا پیشانی کشادہ پتلیاں جانب بینی مائل (سرِ مبارک مدوّر گول) کہا انھیں جانتے ہو یہ ھارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھولکر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی مرد گندم گوں سر کے بال سیدھے قد میانہ چہرے سے آثار غضب نمایاں کہا یہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانے سے حریر سپید پر ایک تصویر نکالی گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی

[1] الحمد للہ حدیثیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں ابو یعلی وابن عساکر نے بطریق یحیی بن ابی عمرو الشیبانی عن ابی صالح عن ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث معراج مبارک میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حلیہ روایت کیا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واما موسیٰ فضخم آدم طوال کانہ من رجال شنوءۃ کثیر الشعر غائر العینین متراکب الاسنان مقلص الشفۃ خارج اللثۃ عابس اور یہیں سے ترجیح حدیث صحیح ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوئی کہ گندمی رنگ بتایا تھا ۱۲ منہ

ناک اونچی رخسارے ہلکے چہرہ خوبصورت کہا یہ اسحٰق علیہ الصلوٰہ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی صورت صورتِ اسحٰق علیہ الصلوٰہ والسلام کی مشابہ تھی مگر لبِ زیریں پر ایک تل تھا کہا یہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سیاہ پر ایک تصویر نکالی رنگ گورا چہرہ حسین ناک بلند قامت خوبصورت چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں رنگ میں سُرخی کی جھلک تاباں کہا یہ تمہارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدّ کریم اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہ تھی چہرہ گویا آفتاب تھا کہا یہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ باریک ساقین آنکھیں کم کھلی ہوئیں[1] جیسے کسی کو روشنی میں چوندلگے ابھرا ہوا قد میانہ تلوار حمائل کئے مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دلکشی ٹپکتی ساق و سرین خوب گول، کہا یہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی فربہ سرین پاؤں میں طول گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن[2] دبی ہوئی پشت کوتاہ گورا رنگ) کہا یہ سلیمان

---

[1] یہ اُس سالہا سال کے گریۂ خوف کا اثر کا اثر تھا جس کے باعث رخسارۂ انور پر دو خط سیاہ بن گئے تھے۔ [2] حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حلیہ سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے قد میانہ سے زائد دراز سے کم سینہ چوڑا خون بدن پر جھلکتی بال عمدہ ان کی سیاہی سرخی مائل ۱۲ منہ

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کے ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ اُنھیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی مرد جوان داڑھی نہایت سیاہ سر کے بال کثیر چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین اعضا متناسب[1]) کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام ہیں۔ ہم نے کہا یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر کریم مطابق پائی کہا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیا مجھے دکھا دے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن پر تصاویر انبیا اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانۂ آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں تھیں ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیں (اُنھوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سُن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے[2] دیکر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحد اسلام تک پہنچا دیا) ہم نے آکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حال عرض کیا

---

[1] فائدہ یہ نفیس حلیں حدیث طویل جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ تین ورق میں بیان ہوا بحمداللہ صحیح ہے امام حافظ عماد الدین بن کثیر پھر امام خاتم الحفاظ سیوطی نے فرمایا ھٰذا جید الاسناد ورجالہ ثقات ۱۲ منہ [2] انعامات

Marfat.com

صدیقؓ روئے اور فرمایا مسکین اگر اللہ اُسکا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا ہمیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں۔

تذییل دوم :- امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکیم فتح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرمانِ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر واسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے اُن سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں انھوں نے فرمایا توحید و نماز پنجگانہ و روزۂ رمضان و حج و وفائے عہد پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا انھوں نے باختصار بیان کیا وہ بولا :-

قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیہ حمرۃ قلما نفارقہ وبین کتفیہ خاتم النبوۃ الخ	ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں اُن کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور اُن کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا :-

وقد کنت اعلم ان نبیا قد بقی وقد کنت اظن مخرجہ بالشام	مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر

Marfat.com

وھناك كانت تخرج الانبياء من قبله فاراه قد خرج فی ارض العرب فی ارض جھد وبؤس والقبط لا تطاوعنی فی اتباعه وسیظھر علی البلاد الخ

ہوگا کہ اگلے انبیا نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور فرمایا محنت و مشقت کی زمین میں اور قبطی اُن کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائینگے۔

تتمۂ حدیث ابو القاسم نے بطریق ہشام بن اسحاق وغیرہ اور ابن سعد نے طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقد اُن کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی مضمون کی عرض لکھی کہ :۔

قد علمت ان نبیا بقی وکنت اظن انه یخرج بالشام وقد علمت رسولك وبعثت الیك بھدیة۔ مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لئے نذر حاضر کرتا ہوں۔

تذییل سوم بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ اور حضور کے صفت و نام و ہیئات اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لئے توقع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میرے پھوپی بولی اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے میں نے کہا

Marfat.com

اے پھوپی خدا کی قسم وہ موسٰی بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسٰی بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ بولی :۔

یاابن اخی اھوالنبی الذی کنا	اے میرے بھتیجے کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی
نخبربہ انہ یبعث مع الساعۃ	ہم خبر دئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے
الحدیث	ساتھ مبعوث ہوں گے میں نے کہا ہاں۔

حدیث ۱۱۱:۔ (متعلق نوع اوّل) خطیب وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انا احمد ومحمد والحاشر والمقفی	میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان
والخاتم۔	کو حشر دینے والا اور سب انبیا کے پیچھے
	آنے والا اور نبوت ختم فرمانے والا صلی
	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱۲ و ۱۱۳:۔ (متعلق نوع سوم) ابویعلی وطبرانی وشاشی و ابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر وابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً اور رویانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرصلاً راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرض حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں اس کے جواب میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا:۔

Marfat.com

یاعم اقم مکانك الذی انت فیہ فان اللہ یختم بك الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔

اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱۴ :۔ امام اجل فقیہ محدث ابواللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں :۔ حدثنا ابوبکر محمد بن احمد ثنا ابوعمران ثنا عبدالرحمٰن ثنا داود ثنا عباس بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے پنجشنبہ کا دن تھا منبر پر جلوس فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو لوگو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دئے یہاں تک کہ کواریاں پردوں سے نکل آئیں حدیہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو پھر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر قیام فرما کر حمد وثنائے الٰہی بجالائے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر درود بھیجی پھر ارشاد ہوا :۔

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم العربی الحرمی

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم مکہ معظمہ

Marfat.com

المکی لا نبی بعدی۔ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ھٰذا الحدیث مختصر۔

مدینہ طیبہ میں روز تشریف آوری اور وقت رخصت مبارک کے ازدہام عام اور زمانۂ اقدس کی پچھلی مجلس میلاد مبارک کا اہتمام تمام

اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینۂ طیبہ میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے۔ زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ خوشی و شادمانی ہے زمین دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے مدینہ کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے باچھیں کھلی پڑتی ہیں دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے۔ سینوں پر جامے تنگ جامو میں قبائے گل رنگ نور ہے کہ جھما جھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک نور کا بقعہ بنا ہے۔ پردہ نشین کواریاں شوقِ دیدار محبوب کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع ،

بنی النجار کی لڑکیاں کوچے کوچے محو نغمہ سرائی ہیں کہ ؎

نحن جوارٍ من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے مجلس آخری وصیت ہے،

Marfat.com

مجمع تو آج بھی وہی ہے بچوں سے بوڑھوں تک مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے۔ ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بیتابانہ نکلے ہیں۔ شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دے ہیں دل کملائے، چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی ہے کہ آفتاب جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے۔ آسمان پژمردہ زمین افسردہ جدھر دیکھو سناٹے کا عالم اتنا ازدحام اور ہو کا مقام آخری نگاہیں اُس محبوب کے روئے حق نما تک کس حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضعف نومیدی سے ہلکان ہو کر بیخودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں۔ فرط ادب سے لب بند مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند ؎

کنت السواد لناظری　　فعمی علیک الناظر

من شاء بعدك فلیمت　　فعلیك کنت احاذر،

تو میری آنکھ کی پتلی تھا، اب تجھ پر آنکھ بند ہوئی، تو جو چاہے وہ تیرے بعد مر جائے، میں تجھ ہی پر ڈرتا تھا۔

اللہ کا محبوب امت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے انھیں حافظ حقیقی کے سپرد کر رہا ہے شانِ رحمت کو اُن کی جدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج امنڈتے ہوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی۔ نوح کی ساڑھے نوسو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت۔ یہاں بیس تیئس ہی سال میں بحمد اللہ یہ روز افزوں کثرت لنیز و غلام جوق در جوق آ رہے جگہ بار بار تنگ ہوتی جاتی ہے۔ دفعہ ارشاد ہوتا

Marfat.com

ہے آنے والوں کو جگہ بار بار تنگ کو جگہ دو۔ اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطان عالم نے منبر اکرم پر قیام کیا ہے بعد حمد و صلاۃ اپنے نسب و نام و قوم و مقام و فضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے۔ مسلمانو! خدارا پھر مجلسِ میلاد اور کیا ہے وہی دعوت عام وہی مجمع تام وہی منبر و قیام وہی بیان فضائل سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میلاد اور کس شے کا نام مگر نجدی صاحبوں کو ذکر محبوب مٹانے سے کام و ربنا الرحمٰن المستعان وبہ الاعتصام وعلیہ التکلان۔

حدیث لعفور والذب عنہ وعن حدیث الضب

حدیث ۱۱۵:۔ ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا نام کیا ہے عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی پشت سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے کلھم لا یرکبہ الا نبی اُن سب پر انبیا سوار ہوا کئے وقد کنت اتوقعك ان ترکبنی لم یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرك۔ مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اُس نسل میں میرے سوا اور انبیا میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔ میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اُسے قصداً

Marfat.com

گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اُسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اُسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مر گیا۔

هٰذا احدیث ابی منظورہ ونحوہ عن معاذ باختصار غیر انہ ذکر مکان الانبیاء ثلثۃ اخوۃ واسمہ مکان یزید عمرا وقال کلنا رکبنا الانبیاء انا اصغرھم وکنت لك الحدیث قلت ولا علیك من دندنۃ العلامۃ ابن الجوزی کعادتہ علیہ ولا من تحامل ابن دحیۃ علیٰ حدیث الضب المار سابقاً فلیس فیھما ما ینکر شرعاً ولا فی سندھما کذاب ولا وضاع ولا متھم بہ فانی یاتھما الوضع

یہ ابی منظورہ کی حدیث ہے اور ایسی ہی حدیث مختصراً معاذ سے مروی ہے البتہ اس میں آبار کی جگہ تین بھائیوں کا ذکر ہے، اور اسکا نام یزید کے بجائے عمر تھا۔ اور کہا کہ ہم تمام (دراز گوش) پر انبیاء سوار ہوئے، میں ان تمام (دراز گوش) میں چھوٹا ہوں، الحدیث، میں کہتا ہوں علامہ ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق اس پر جو چون وچرا کی ہے ایک اسکا خیال نہ کریں اور نہ ابن دحیہ کے کلام کا جو گوہ کی حدیث پر ہے، کیونکہ ان دونوں روایات میں نہ تو کوئی امر خلاف شرع ہے اور نہ ہی

Marfat.com

وھذا امام الشان العسقلانی
قد اقتصر فی حدیث ابی منظور
علی تضعیفه وله شاھد من
حدیث ابی کما تری لاجرم
ان قال الزرقانی نھایته الضعف
لا الوضع وقال ھو والقسطلانی
فی حدیث الضب (معجزاته
صلے اللہ تعالیٰ علیه وسلم
فیھا ماھو ابلغ من ھذا ولیس
فیه ما ینکر شرعا خصوصًا
وقد رواہ الائمة ھا الحفاظ
الکبار کابن عدی وتلمیذہ
الحاکم وتلمیذہ البیھقی وھو
لا یروی موضوعا والدار
قطنی وناھیك به (فنھایته
الضعف لا الوضع) کما زعم
کیف والحدیث ابن عمر طریق
اٰخر لیس فیه السلمی رواہ
ابو نعیم ودر ومثله من حدیث

ان کی سند میں کوئی کذاب وضاع، اور
متہم ہے، اس لئے ان دونوں کا اسکو
موضوع لکھنا کیسے درست ہو سکتا ہے،
اور ابن حجر عسقلانی ابو منظور کی حدیث
میں اسی کی تضعیف پر اکتفا کیا اور اسکا
ایک شاہد حدیث معاذ میں ہے جیسا تم
نے دیکھا، البتہ زرقانی نے صرف اتنا کہا
کہ زائد سے زائد یہ ضعیف ہے موضوع
نہیں، انھوں نے اور قسطلانی نے گوہ
کی حدیث کے بارے میں کہا "حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں اس
سے بھی زائد چیزیں ہیں، اور اس میں کوئی
امر خلاف شرع نہیں، بالخصوص جبکہ
ائمہ نے اس کی روایت کی ہے، جیسے
ابن عدی اور ان کے شاگرد حاکم اور ان
کے شاگرد بیہقی جو کبھی موضوع روایت نہیں
لیتے ہیں، اور دار قطنی جنکا مقام آپ جانتے
ہی نہیں، لہٰذا اس کے بارے میں زائد
سے زائد ضعف کا قول کیا جا سکتا ہے نہ

Marfat.com

عائشة وابی هریرة عند غیرهما
ھ اقلت وقد اورد کلا الحدیثین
الامام خاتم الحفاظ فی الخصائص
الکبریٰ وقد قال فی خطبتها
نزهته عن الاخبار الموضوعة
ومایرد اھ قلت وعزا الزرقانی
حدیث الضب لابن عمر تبع
فیه الماتن اعنی الامام
القسطلانی صاحب المواهب
وسبقهما الدمیری فی حیاة
الحیوان الکبریٰ لکن الذی
رائیت فی الخصائص الکبریٰ
والجامع الکبیر للامام الجلیل
الجلال السیوطی هو عزوه
لامیر المومنین عمر رضی الله
تعالیٰ عنه کما قدمت وقد
اورده فی الجامع فی مسند عمر

نہ کہ وضع کا، جیسا کہ ان کا زعم ہے، اور
یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ ابن عمر کی روایت
کی ایک سند اور ہے
اسے ابو نعیم نے روایت کیا اور اسی جیسی
روایت عائشہ اور ابو ہریرہ رضؓ سے، ان
دونوں کے غیر نے کی ہے۔
میں کہتا ہوں ان دونوں حدیثوں کو
خاتم الحفاظ نے خصائص کبریٰ میں وارد
کیا ہے جس کے خطبہ میں انھوں نے فرمایا
ہے کہ میں نے اسے موضوع اور مردود
احادیث سے پاک رکھا ہے، میں کہتا
ہوں زرقانی نے گوہ کی حدیث کو ابن
عمر کی طرف منسوب کیا ہے، اور اس میں
انھوں نے ماتن علامہ قسطلانی کی پیروی
کی ہے، اور ان دونوں سے پہلے حیواۃ
الحیوان میں دمیری نے ذکر کی ہے، لیکن
خصائص کبریٰ اور جامع کبیر جلال الدین
سیوطی میں اس کی نسبت حضرت عمر کی طرف
کی گئی ہے، اور اس کو انھوں نے جامع

Marfat.com

ابن عمر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فصیح العز والی کل وان کان الاولی ذکر المنتھی ویحتمل علی بُعد ان یکون عن کل منھما فاذن یکون مرویا عن ستۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں مسند عمر میں روایت کیا، تو لفظ ابن یا تو سہواً واقع ہوا ہے، یا حدیث یوں ہوگی کہ ابن عمر عن عمر رضی اللہ عنہما، تو ان میں سے ہر ایک کی طرف نسبت درست ہوگی اگرچہ بہتر یہ ہے کہ انتہائے سند کا ذکر ہو، اور ایک بعید احتمال یہ ہے کہ دونوں سے مروی ہو تو اس صورت میں یہ چھ صحابہ سے ہوگی، رضی اللہ عنہم اجمعین واللہ اعلم

حدیث ۱۱۶:۔ (متعلق نوع چہارم) سعید بن منصور و امام احمد و ابن مردویہ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرویا الصالحۃ میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب۔

حدیث ۱۱۷:۔ احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اُس کے قریب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا یبقی بعدی من النبوۃ شیٔ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا العبد او تری لہ

میرے بعد نبوت کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اُس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

تذییل (متعلق نوع پنجم) ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمر ولیثی

Marfat.com

اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابا کلھم یزعم انہ نبی فزاد عبید قبل یوم القیٰمۃ اقول وانما اخرناھما الی التذییل بخلاف عین اللفظ المتقدم فی الحدیث الثانی والستین لان فی تتمتہ ان من قالہ فافعلوا بہ کذا وکذا وھٰذا العموم انما تم لاجل ختم النبوۃ اذ لو جاز ان یکون بعدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صادق لما ساغ الامر المذکور بالعموم وان کان یأتی ایضاً ثلثون او الوف من الکذابین بل کان یجب اقامۃ امارۃ تمیز الصادق من الکاذب والامر بالایقاع بمن ھو کاذب منھم لا غیر کما لا یخفی والی اللہ المشتکیٰ

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اُس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔

میں نے ان دونوں روایتوں کو تذییل میں لکھا، بخلاف ان لفظوں کے جو حدیث نمبر ۶۲ میں گذرے کیونکہ اس آخر میں یہ ہے کہ جو یہ کہے اس کے ساتھ ایسا ایسا کرو، اور یہ عموم اس درست ہوا کہ نبوت ختم ہوئی، کیونکہ اگر یہ جائز ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی سچا نبی ہو، تو وہ امر عام جو ذکر ہوا کہ نبوت درست ہو سکتا، اگرچہ تیس ۳۰ یا ہزاروں کذاب آئیں، بلکہ یہ ضروری تھا کہ کوئی ایسی علامت قائم کیجائے جو صادق و کاذب کو ممتاز کردے، اور حکم ایقاع ان میں سے صرف جھوٹوں پر ہے، جیسے کہ مخفی نہیں واللہ اعلم، اور

Marfat.com

من ضعفنا فی هٰذا الزمان الکثیر فجارہ القلیل انصارہ الغالب کفارہ البین عوارہ وقد ظهر الآن بعض هٰؤلاء الدجالین الکذابین فلو اراد اللہ باحدهم شیئاً یطیر وابا المسلم والمسلم انما حدّث وما احدث فانا للہ وانا الیہ راجعون لٰکن الاحتراس کان اسلم للمسلم وانفی للفساد فاحببنا الاقتصار علی القدر المراد واللہ المستعان وعلیہ التکلان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ ہی سے شکایت ہے اس زمانہ کی کہ اس میں فاجر زائد ہیں اور کافر غالب، اور بیہودگیاں اور برائیاں ظاہر ہیں؛ ان اجالوں اور کذابوں سے کچھ ظاہر ہو چکے ہیں، اب اگر اللہ انپر عذاب نازل فرمائے تو لوگ مسلمانوں سے بدفالی لیں گے، اور مسلمان نے تو صرف حدیث بیان کی ہے جرم نہیں کیا ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون، لیکن مسلمان کے لئے بچنا بہتر تھا اور فساد کے خاتمہ کا موجب تھا تو ہمنے بھی صرف مقصود پر اکتفار کیا، اور اللہ ہی پر توکل ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۱۸:۔ (متعلق نوع ششم) خطیب حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انما علی بمنزلۃ هارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی علی ایسا ہے جیسا موسٰی سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث ۱۱۹:۔ امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصراً اور بغوی

Marfat.com

وطبرانی اپنی معاجیم باوردی معرفت ابن عدی کامل ابو احمد حاکم کُنے میں بطریق امام بخاری ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل مواخات صحابہ میں راوی وھٰذا احدیث احمد جب حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارا کیا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی یہ دیکھ کر کہ حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

والذی بعثنی بالحق ما اخرتك	قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا
الا لنفسی وانت منی بمنزلة	میں نے تمہیں خاص اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے
ھارون من موسیٰ غیر انه	تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے
لا نبی بعدی۔	مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تم میرے بھائی اور وارث ہو امیر المومنین نے عرض کی مجھے حضور سے کیا میراث ملیگی فرمایا جو اگلے انبیا کو ملی عرض کی انھیں کیا ملی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

حدیث ۱۲۰ :۔ ابن عساکر بطریق[1] عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن

---

[1] فی نسخة کنز العمال المطبوعة عن عبد اللہ بن عقیل عن (باقی ص ۳۲۹ پر)

Marfat.com

ابیہ عن جدہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابو طالب کو تم سے محبت تھی اے جعفر تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں :-

واما انت یا علی فانت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیر انی لا نبی بعدی۔	تم اے علی مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۲۱:- الحمد للہ تین چہل حدیث کا عدد تو کامل ہوا جن میں چورا سی حدیثیں مرفوع تھیں اور سترہ تذییلات علاوہ دس پہلے گذری تھیں سات[۱] اس تکمیل میں بڑھیں ان سترہ میں بھی پانچ مرفوع تھیں تو جملہ

(بقیہ ص ۳۲۸) ابیہ عن جدہ عقیل وھو خطاء وھو صواب عبد اللہ بن محمد بن عقیل عبد اللہ تابعی صدوق من رجال اربعۃ ماخلا النسائی قال الذھبی حدیثہ فی مرتبۃ الحسن وابوہ تابعی مقبول رجال ابن ماجہ کنز الاعمال کے مطبوعہ نسخے میں عن عبد اللہ بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل ہے لیکن یہ غلط ہے صحیح یہ ہے عبد اللہ بن محمد بن عقیل، عبد اللہ سچے ہیں تابعی نسائی کے سوا چاروں کے رجال سے ہیں ذہبی نے کہا انکی حدیث مرتبہ حسن میں ہے انکے باپ تابعی مقبول رجال ابن ماجہ سے ہیں۔ ۱۲۔ [۱] بعد حدیث ۱۰ تذییل اول دو حدیث عبادہ بن صامت و ہشام بن عاص و تذییل[۲] دو حدیث حاطب و شیوخ واقدی و تذییل[۳] حدیث ابن سلام و بعد حدیث ۱۱ دو حدیث ۱۱ دو حدیث عبیدہ و نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

Marfat.com

مرفوعات یعنی وہ حدیثیں جو خود حضور پرنور خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی حضور کے ارشاد و تقریر کی طرف منتہی ہیں نواسی ہوئیں لہٰذا چاہا کہ ایک حدیث مرفوع اور شامل ہو کہ نوّے احادیث مرفوعہ کا عدد کامل ہو نیز ان اللہ وتر یحب الوتر کا فضل حاصل ہو بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل رویا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ان اللہ کان توابا پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا یہ ستر کلے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے ان الحسنات یذھبن السیات تو اس کے پڑھنے والے کی نیکیاں ہی غالب رہینگی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا۔) وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

حضور لوگوں کے خواب دریافت فرماتے تھے

پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے کسی نے کچھ دیکھا ہے ابن زمل نے عرض کی ہاں یارسول میں نے ایک خواب دیکھا ہے فرمایا بھلائی یاد اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمن پر برا رب العالمین کے لئے ساری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انھوں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع

Marfat.com

نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اُس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہا سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے اُس میں ہر قسم کی گھاس ہے پہلا ہجوم آیا جب اُس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے اِدھر ادھر اصلاً نہ پھرے اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا پھر دوسرا ہلّہ آیا کہ پہلوں سے کئی گُنا زائد تھا جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی اس چراگاہ میں چَرانے بھی لگاہ اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھالے لیا پھر روانہ ہوئے پھر عام ازدحام آیا جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ اِدھر ادھر ٹپ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑلیا، جب سبزہ زار سے اونچے درجے پر جلوہ فرمائیں حضور کے آگے ایک سال خوردلاغر ناقہ ہے حضور اُسکے پیچھے تشریف لئے جاتے ہیں۔ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اُس پر قائم ہوا اور وہ سبزہ زار دنیا اور اُس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اُسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اُسے چاہا نہ اُس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے گئی گنا زیادہ ہے اُن میں سے کسی نے چرا کسی نے گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پا گئے پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں داہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ اور اے ابن زمل تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجۂ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں،

Marfat.com

واما الناقۃ التی رائت ورائیتنی اتبعھا فھی الساعۃ علینا تقوم لا نبی بعدی ولا نبی بعدکم ولا امۃ بعد امتی۔

اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی نہ میرے بعد کوئی نبی نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ امتک اجمعین وبارک وسلم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تسجیل جمیل صحابۂ احادیث کا شمار اور طائفۂ قاسمیہ پر قہر کی مار

بحمد للہ بیس احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر یہ ایک سو ایک حدیثیں ہیں اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ جن میں نوّے مرفوع ہیں اور اُن کے رُواۃ واصحاب اکثر صحابہ وتابعین جن میں صرف گیارہ تابعی امام[۱] اجل محمد باقر[۲] سعد بن ثابت ابن[۳] شہاب زہری عامر[۴] شعبی عبداللہ[۵] بن ابی الہذیل علاء بن زیاد ابو قلابہ کعب احبار[۷] مجاہد مکی[۸] محمد بن[۹] کعب قرضی وہب[۱۰] بن منبہ[۱۱] باقی ساٹھ صحابہ ازاں جملہ اکاون صحابہ خاص اصول مرویات میں ابی[۱۲] بن کعب ابوامامہ[۱۳] انس[۱۴] بن مالک۔ اسمار[۱۵] بنت عمیس۔ برار[۱۶] بن عازب بلال[۱۷] مؤذن ثوبان[۱۸] مولی یارسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جابر[۱۹] بن سمرہ جابر[۲۰] بن عبداللہ جبیر[۲۱] بن مطعم حبیش[۲۲] بن جنادہ خذیفہ[۲۳] بن اسید خذیفہ[۲۴] بن الیمان حسان[۲۵] بن ثابت حویصہ[۲۶] بن مسعود ابوذر[۲۷] ابن زمل زیاد[۲۸] بن لبید زید[۲۹] بن ارقم زید[۳۰] بن ابی اوفی سعد[۳۱] بن ابی وقاص سعید[۳۲] بن زید ابوسعید[۳۳] خدری سلمان[۳۴] فارسی سہل[۳۵] بن سعد ام المومنین ام سلمہ[۳۶] ابوالطفیل[۳۷] عامر بن ربیعہ[۳۸] عبداللہ[۳۹] بن عباس عبداللہ[۴۰] بن عمر عبدالرحمٰن[۴۱] بن غنم عدی[۴۲] بن ربیعہ عرباض[۴۳] بن ساریہ[۴۴]

Marfat.com

عصمہ[۴۵] بن مالک عقبہ[۴۶] بن عامر عقیل[۴۷] بن ابی طالب امیر المومنین علی[۴۸] امیر المومنین عمر[۴۹] عوف[۵۰] بن مالک اشجعی ام المومنین صدیقہ[۵۱] ام کرز[۵۲] مالک[۵۳] بن حویرث مالک[۵۴] بن سنان والد ابی سعید خدری محمد[۵۵] بن عدی بن ربیعہ معاذ[۵۶] بن جبل امیر معاویہ[۵۷] مغیرہ[۵۸] بن شعبہ ابن ام مکتوم[۵۹] ابو منظور[۶۰] ابو موسیٰ اشعری[۶۱] ابو ہریرہ[۶۲] اور نو صحابی تذییلات ہیں حاطب[۶۳] بن ابی بلتعہ عبداللہ[۶۴] بن ابی اوفیٰ عبداللہ[۶۵] بن زبیر عبداللہ[۶۶] بن سلام عبداللہ[۶۷] بن عمرو بن عاص عبادہ[۶۸] بن صامت عبید[۶۹] بن عمر ولیثی نعیم[۷۰] بن مسعود ہشام[۷۱] بن عارض رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط ختم نبوت کا انھیں الفاظ موجودہ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آجکل کے بعض ضُلّال قاسمان کفر و ضلال نے تحریف معنوی کی ہے اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذات لی یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں اور انبیا بی بالعرض باقی زمانے میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوّت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلا منافی نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں

عوام[۲] کے خیال میں تو رسول اللہ[۱] کا خاتم ہونا بایں معنی
ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر

---

[۱] اقول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

Marfat.com

زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا بلکہ موصوف[۳] بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی[۴] طور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض بایں[۱۶] معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض[۳۳] بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے اھ ملتقطا۔

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوۃ کی کیسی جڑ کاٹ دی خاتمیت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کو وہ تاویل گڑھی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی صاف لکھدیا کہ اگر حضور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثنا کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا وخاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا کما قال تعالیٰ وننزل من القراٰن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خساراہ اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں

Marfat.com

کے لئے شفا و رحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔

اُسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے۔ فبای حدیث بعدہ یومنون ۝ قرآن کے بعد اور کونسی حدیث پر ایمان لائینگے لہٰذا فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ[1] حدیثیں ایسی لکھیں جن تنہا پر علاوہ کا ذکر ہے باقی نوّے احادیث اور اکثر تذییلات اُن پر علاوہ سو سو سے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنے پر خاتم ہونا بتا رہی ہیں جسے وہ عوام کا خیال کہتے ہیں اور قابل تعریف نہیں جانتے صحابہ کرام و تابعین عظام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گذرے مثلاً امیر المومنین[2] عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اللہ نے حضور اکرم کو سب انبیا کے بعد عمر انس[3] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیا ہیں عبداللہ[4] بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں امام باقر رضی اللہ تعالیٰ[5] عنہ کا قول کہ وہ سب انبیار کے بعد بھیجے گئے انھیں تو کب سنیں گے صاف یہ خود بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اس کا عذر پیش کیا کہ

"اگر بوجہ[6] کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے

---

[1] سات مرفوع حدیث ۱۰، ۱۴، ۳۸، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۸ چار موقوف حدیث ۴، ۶، ۷، ۱۰۔ [2] تذییل دوم حدیث ۳۹۔ [3] تذییل دوم حدیث ۵۸۔
[4] تذییل اول سے حدیث ۵۸ [5] حدیث ۱۲، ۱۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷

Marfat.com

کی بات کہدی تو کیا وہ عظیم الشان ہوگیا۔"

مگر آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیثیں دیکھئے کہ میں عاقب[1] ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں میں[2] سب انبیاء میں آخر نبی ہوں میں[3] تمام انبیا کے بعد آیا ہمیں[4] پچھلے نبی ہیں میں[5] سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا قصر نبوت[6] میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی میں آخر[7] الانبیا ہوں میرے[8] بعد کوئی نبی نہیں رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی نبوت[10] میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے میرے[11] بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا میرے[12] بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے میں[13] خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ میری[14] امت کے بعد کوئی امت ادھر علمائے[15] کتب سابقہ اللہ و رسل جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم

---

[1] حدیث ۲۶، ۳۰، ۳۱، ۳۲، [2] ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۱۱۱، [3] ۳۱ [4] حدیث ۱۲، ۱۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، [5] حدیث ۳۹ [6] حدیث ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶؛ [7] حدیث ۴۷، [8] حدیث ۲۶، ۴۹، ۵۰، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، [9] حدیث ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، [10] حدیث ۵۱، ۵۴، ۱۱۷، [11] حدیث ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، [12] حدیث ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، [13] حدیث ۵۹، ۶۰، ۶۱ [14] ۱۲۱۔ [15] نیز تذییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گذریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے (بعد حدیث ۱۱۰) ہر کی دو حدیثیں کہ یہ خاتم آخر النبوت تھا (ایضاً) عبداللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے (ایضاً) ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں (بعد حدیث ۲۵) بلکہ جبریلؑ کی عرض کہ حضورؐ ستر پیغمبروں سے زمانے میں متاخرین ہیں (تذییل سوم حدیث ۲۹)

Marfat.com

کے ارشادات سن سن کر شہادات ادا کر رہے ہیں کہ احمد[۱] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اُن[۳] کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ[۴] آخر الانبیاء ہیں ادھر ملائکہ وانبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی صدائیں آ رہی ہیں کہ وہ پسین[۵] پیغمبراں ہیں (سب پیغمبروں کے بعد آنے والے) وہ[۵] آخر مرسلاں میں خود حضرت عزت عزتہ سے ارشادات جانفزا و دلنواز آ رہے ہیں کہ محمد[۶] ہی اول و آخر ہے اس کی امت[۶] مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی وہ[۸] سب انبیا کے پیچھے آیا۔ اے محبوب[۹] میں نے تجھے آخر النبیین کیا اے[۱۰] محبوب میں نے تجھے سب انبیا سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔ محمد[۱۱] آخر الانبیاء ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر یہ ضال مضل محرّفِ قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سُنے نہ انبیاء کی نہ مصطفےٰ کی مانے نہ اُن کے خدا کی۔

سب طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا ایک دیدہ اندھا ایک
پھوٹا۔ اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب نافہمی کے اوہام
خیالات عوام ہیں آخر الانبیا ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ کذالک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار ٥
ربنا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت

---

[۱] حدیث ۱۷، ۲۳، ۱۰۹، ۱۱۰ [۲] حدیث ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۵، [۳] حدیث ۲۰، ۲۴
[۴] حدیث ۱۶ [۵] حدیث ۱۵، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸ —
[۶] حدیث ۳، [۷] حدیث ۲، ۵ [۸] حدیث ۹ [۹] حدیث ۱۱ [۱۰] حدیث ۱۲۔
[۱۱] حدیث اول۔

Marfat.com

الوھاب ہ ہاں ان نوتے حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں دو حدیث[1] سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اے چچا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا۔ جیسے میں خاتم النبیین ہوا تم خاتم المہاجرین ہو گئے شاید وہ یہاں بھی کہدے کہ تمام مہاجرین کرام مہاجر بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے ایک[2] اور حدیث الٰہی جل و علاکہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کردوں گا اور ان کے دین و شریعت پر ادیان و شرائع کو اور وہ اب یہاں بھی کہدے کہ دین و شر بالعرض تھے یہ دین دین بالذات ہے توریت و انجیل و زبور اللہ تعالیٰ کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ

من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نورہ نسأل اللہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدیٰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد اٰخر المرسلین وخاتم	جسے خدا ہی نور عطا نہ کرے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہم اللہ سے معافی اور عافیت کے طلب گار ہیں اور ہم اسی کی پناہ چاہتے ہیں اور کفر سے بعد ایمان کے اور گمراہی سے بعد ہدایت کے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] حدیث ۱۲ ۱۳ [2] حدیث ۱۲۔ [3] بلند چوٹی۔

Marfat.com

نبیین وآلہ وصحبہ اجمعین
لحمد للہ رب العالمین۔

الحمد للہ کہ بیان اپنے منتہیٰ کو پہنچا اور حق کا وضوع ذروۂ[1] اعلیٰ کو۔ احادیث
واترہ سے اصل مقصد یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین
را اہلبیت کرام کا نبوت ورسالت سے بے علاقہ ہونا تو بروجہ تواتر قطعی خود
ں روشن وآشکار ہوا اور اس کے ساتھ خاتم النبیین نہ ماننا اور حضور اقدس
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جاننا
س کے کفر خفی ونفاق جلی کا بھی بفضلہٖ تعالیٰ خوب اظہار ہوا اور ساتھ لگے رافضیوں
کے چھوٹے بھائی حضرات تفضیلیہ کی بھی شامت آئی اسد اللہ الغالب کی بارگاہ
سے اسی کوڑوں کی سزا پائی۔ ان چھوٹے مبتدعوں کا رد یہاں محض تبعًا واستطرادًا
مذکور ورنہ ان کے ابطال مشرب ضلال سے قرآن عظیم واحادیث مرفوعہ واقوال
اہلبیت وصحابہ وارشادات امیر المومنین علی مرتضیٰ واولیائے کرام وعلمائے اعلام
ودلائل شرعیہ اصلیہ وفرعیہ کے دفتر معمور جس کی تفصیل جلیل وتحقیق جزیل فقیر
غفر اللہ تعالیٰ لہ کی کتاب مطلع القمرین[9] فی ابانۃ سبقۃ العمرین[12]
میں مسطور۔ اب بتوفیقہ تعالیٰ تکفر منکران ختم نبوت میں بعض نصوص ائمہ کرام
کرام لکھ کر بقیہ سوال کی طرف عنان گردانی منظور۔

ف منکرین ختم نبوت پر تیس نصوص ف طائفہ امیریہ ومرزائیہ کی تکفیر پر نص منیر۔
(نص۱) امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی معتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:۔

---

[1] بلند چوٹی ۱۲۔

Marfat.com

بحمد اللہ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان
روشن ترازاں ست کہ آنرا بکشف و
بیان حاجت افتد اما ایں مقدار از قرآن
از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاہلے
را در شبہتے اندازد و بسیار باشد کہ ظاہر تیار نہ
کردن و بدیں طریقہا پائے در نہند کہ خدائے
تعالےٰ بر ہمہ چیز قادر ست کسے قدرتِ اُو
منکر نیست اما چوں خدائے تعالیٰ از چیزے
خبر دہد کہ چنیں خواہد بودن یا نخواہد بودن
جز چناں نباشد کہ خدائے تعالےٰ ازاں خبر
دہد و خدائے خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر
نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ
اصلاً در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر بر رسالت
او معترف بودے دیرا در ہر چہ ازاں
خبر دادے صادق دانستے و بہماں حجتہا کہ
از طریق تواتر رسالت او پیش ما بداں
درست شدہ است ایں نیز درست شدہ
کہ وے باز پسیں پیغمبراں ست در زمان ادد
تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ

بحمد اللہ یہ مسئلہ (ختم نبوت) اہلِ اسلام
کے نزدیک واضح تر ہونے کی وجہ سے
محتاج بیان نہیں، اور قرآن سے اس
استدلال بھی ہمنے اس خطرہ کے پیش
نظر کیا ہے کہ شاید کوئی بے دین اور بے
یہ شبہ ڈالدے کہ اللہ تو ہر چیز پر قادر
خدا کی قدرت کا کون منکر ہے؟ بات تو
یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی چیز کے ہونے
یا نہونے کی خبر دیدیتا ہے تو وہ جیسی خبر
دیتا ہے ویسی ہی ہوتی ہے، اب اللہ
نے خبر دی کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
اس مسئلہ کا منکر صرف وہی ہوگا جو نبی
پر بالکل اعتقاد نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر
حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو
تو ان کی ہر بات میں تصدیق کرتا، اور جو
متواتر طریقوں سے ہمیں ان کا رسول ہونا
معلوم ہوا ہے انھیں طریقوں سے یہ بھی
معلوم ہے کہ وہ تمام پیغمبروں کے بعد
ہیں، خود ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد

Marfat.com

ں بہ شک ست در آں نیز بہ شک
ت وآں کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی
بود یا ہست یا خواہد بود وآں کس کہ
رکہ امکان دارد کہ باشد کافر ست
ست شرطِ درستیٔ ایمان بخاتم انبیار محمد
صطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا اور جس کو
اس میں شک ہے اُس میں بھی شک ہوگا
اور جو شخص یہ کہے کہ ان کے بعد دوسرا نبی
تھا، یا ہوگا، یا ممکن ہے، کافر ہے، یہ ہے
خاتم انبیار پر ایمان کی شرط۔

(نص ۲ و ۳) امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامامُ الاعظم
ی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں :۔

نبأ فی زمنہ رضی اللہ تعالیٰ
نہ رجل قال امھلونی حتی
تی بعلامۃ فقال من طلب
نہ علامہ کفر لانہ بطلبہ
لك مکذب لقول النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نبی
بعدی۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں
ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ
کوئی نشانی دکھاؤں امام ہمام نے فرمایا
جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا
کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفےٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد قطعی و متواتر
ضروری دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے
بعد کوئی نبی نہیں۔

(نص ۴ تا ۷) فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی
ہندیہ وغیرہا میں ہے :۔

واللفظ للعمادی قال قال انا

یعنی اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول

Marfat.com

رسول اللہ او قال بالفارسیۃ
من پیغمبرم یرید بہ من من پیغام
می برم یکفر ولو انہ حین قال
ھٰذا المقالۃ طلب غیرہ منہ
المعجزۃ قیل یکفر الطالب
والمتأخرون من المشائخ قالوا
ان کان غرض الطالب تعجیزہ
وانتضاحہ لا یکفر۔

ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں، کا
ہو جائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پ
پہنچانے والا ایلچی ہوں اور اگر اس کہنے
سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطل
کافر ہے اور مشائخ متاخرین نے فرمایا
اسے عاجز و رسوا کرنے کی غرض سے معج
طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم میں شک
لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا

(نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:۔

واضح تکفیر مدعی النبوۃ ویظھر
کفر من طلبہ منہ معجزۃ
لانہ بطلبہ لھا منہ مجوزا
لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ
من الدین بالضرورۃ نعم
ان اراد بذالک تسفیہ وبیان
کذبہ فلا کفر۔

مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن
اور جو اس سے معجزہ مانگے اُس کا بھی ک
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اُس
مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ
متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی
اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی
نہیں ہاں اگر اس طلب سے اُسے احمق
اُس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہ

(نص ۹ و ۱۰) اُسی میں ہے:۔

ومن ذٰلک (ای المکفرات) ایضا

انھیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کا

Marfat.com

تکذیب نبی او نسبۃ تعمد کذب الیہ او محاربتہ او سبہ او الاستخفاف بہ ومثل ذالک کما قال الحلیمی مالو تمنی فی زمن نبینا او بعدہ ان لو کان نبیا فیکفر فی جمیع ذٰلک والظاھر انہ لافرق بین تمنی ذالک باللسان او القلب اھ مختصراً۔

کردیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اُسے بُرا کہنا اُس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انھیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہوجاتا، ان صورتوں میں کافر ہوجائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے ہو یا صرف دل میں۔

سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین۔

(نص ۱۱ تا ۱۴) تتمۃ الدہر پھر ہندیہ میں بعض ائمہ حنفیہ سے اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے:۔

واللفظ لھا اذا لم یعرف ان محمداً صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔

جب نہ پہچانے کی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

Marfat.com

(نص ۱۵ و ۱۶) تاتارخانیہ پھر علمگیریہ میں[1] ہے :۔

رجل قال لاخر من فرشتۂ توام فی موضع کذا اعینك علی امرك فقد قیل انہ لا یکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملك بخلاف ما اذا قال انا نبی ۔

یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں بخلاف دعوت نبوت کہ بالاجماع کفر ہے یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانۂ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد و مسیلمہ و اسود خواہ بعد کما تقدم وسیاتی ۔

(نص ۱۷ و ۱۸) شفا شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اُس کی شرح نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی میں ہے :۔

اوکذالك یکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی (او) ادعی (نبوۃ احد بعدہ) فانہ خاتم النبیین بنص القراٰن والحدیث فھٰذا تکذیب للہ ورسولہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کالعیسویۃ)

یعنی اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن و حدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلاتا ہے جل جلالہ و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسٰی

---

[1] قلت وبنحوہ مع الفصولین وقد وقع فی نسخۃ الطبع تحریف فلیجانتنب ۱۲

Marfat.com

وهم طائفة (من اليهود)
نسبوا لعيسى بن اسحٰق اليهودي
ادعى النبوة فى زمن مروان
الحمار وتبعه كثير من اليهود
وكان من مذهبه تجويز
حدوث النبوة بعد نبينا صلى
الله تعالىٰ عليه وسلم وكاكثر
الرافضة القائلين بمشاركة
على فى الرسالة للنبى صلى الله
تعالىٰ عليه وسلم وبعده كالبز
يغية والبيانية منهم) وهم
اكفر من النصارى واشد ضررا
منهم لانهم بحسب الصورة
مسلمون ويلتبس امرهم على
العوام (فهٰؤلاء) كلهم
(كفار مكذبون للنبى صلى
الله تعالىٰ عليه وسلم لانه
صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
اخبر انه خاتم النبيين و) اخبر

بن اسحاق یہودی کی طرف منسوب ہے
اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعائے
نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع
ہو گئے اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی امت
ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولیٰ علی
کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا شریک اور حضور کے بعد انھیں نبی کہتے
ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ
وبیانیہ ان لوگوں کا کفر نصاریٰ سے بڑھ
کر ہے اور اُن سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت
میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں
پڑ جاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے
اسلئے کہ حضور اقدس صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور
خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے
بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے
خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام

Marfat.com

ایضاً انہ (لا نبی بعدہ واخبر
عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین
وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت
الامۃ علیٰ ان ھٰذا الکلام علی
ظاھرہ وان مفھومہ المراد
منہ دون تاویل ولا تخصیص
فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف
کلھا قطعا اجماعا وسمعا اھ
مختصراً۔

جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت
نے اجماع کیا کہ یہ آیات واحادیث اپنے
معنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے
خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں
کچھ تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک
نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت
وبحکم حدیث وآیت بالیقین کافر ہیں۔
الحمد للہ اس کلام رشید نے ولید بلید و
روافض بلید وقاسمیہ جدید و امیریہ[1]
طریدہ کسی مردود وعنید کا تسمہ نہ لگا رکھا
وللہ الحجۃ السامیہ۔ یہ فقرے آپ زر سے
لکھنے کے ہیں کہ ان خبیثوں کا کفر یہود ونصاریٰ
سے بدتر اور کھلے کافروں سے انکار ضرر

---

[1] اسی طرح طائفہ مرزائیہ متبعان غلام قادیانی کہ سب سے تازہ ہے یہ بھی مرزا کو مرسل من اللہ کہتا ہے اور خود مرزا اپنے اوپر وحی اترنے کا مدعی ہے اپنے کلام کو کلام الٰہی ومنزل من اللہ بتاتا بتلاتا ہے اور اس کے رسالہ (ایک غلطی کا ازالہ) سے منقول کہ اس میں صراحتہً اپنے آپ کو نبی بلکہ بہت انبیا سے افضل لکھا ہے اس بارے میں ابھی چند روز ہوئے امرتسر سے سوال آیا تھا جس پر حضرت مصنف علامہ مدظلہ نے مدلل ومفصل فتویٰ تحریر فرمایا جس کا حسن بیان پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام السوء والعقاب ہے والحمد للہ۔ عفی عنہ مصحح۔

Marfat.com

والعیاذ باللہ العزیز الاکبر۔

(نص ۱۹ و ۲۰) وجیز امام کروری ومجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:۔

اما ایمان بسیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا امن بانہ ورسول ولم یومن بانہ خاتم الانبیاء لا یکون مؤمنا۔

ہمارے مولا ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہوگیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء ومرسلین کے خاتم ہیں کہ اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔

اقول یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا کما تقدم فی کلام الامام التوربشتی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

طائفہ امیریہ ومرزائیہ کی تکفیر (نص ۲۱) امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیالھا او اعتقد نبیا فی زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او قبلہ من لم یکن نبیا کفر اھ ملخصا۔

جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہو جائے

طائفہ قاسمیہ و امیریہ و مرزائیہ کی تکفیر (نص ۲۲) امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں :۔

ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا او عدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر موؤل ولا مخصوص۔

یعنی تمام امت محمدیہ علی صاحبہا وعلیہا الصلاۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گڑھے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل و تخصیص کو راہ دے اس

Marfat.com

کی بات جنون یا نشے یا سرسام کا ہے۔
برا نے بکنے کے قبیل سے ہے اُسے کافر
کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن
کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلا تاویل
و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع
ہو چکا ہے۔

بحمداللہ یہ عبارت بھی مثل عبارت شفاء و نسیم تمام طوائف جدیدہ قاسمیہ و امینیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے ہذیانات کا رد جلیل و جلی ہے آٹھ آٹھ سو برس بعد آنے والے کافروں کا رد فرما گئے یہ ائمہ دین کی کرامت منجلی ہے۔

(نص ۲۳) غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:۔

ادعت ایضا ان علیا نبی (الی قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لعنہم اللہ وملئکتہ وسائر خلقہ الی یوم الدین وقلع واباد خضراءھم ولا جعل منہم فی الارض دیارا فانہم بالغوا فی غلوھم ومردوا علے

یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مولیٰ علی نبی ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ اُن کے درخت کی جڑ اکھیڑ کر پھینک دے تباہ کر دے زمین پر ان میں سے کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انھوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم

Marfat.com

الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا الایمان وجحدوا اللہ والرسول والتنزیل نعوذ باللہ ممن ذھب الی ھذہ المقالۃ ۔

گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ و رسول و قرآن سب کے منکر ہو گئے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اُس سے جو ایسا مذہب رکھے۔

الحمد للہ اللہ عزوجل نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دارالفتن ہند پُرمحن کی زمین میں فتنوں کی بوچھار کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں کہیں تازہ نکل پڑے وہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ جلد جلد اپنے مقر سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہر الٰہی سے الم نھلك الاولین ○ ثم نتبعھم الاٰخرین ○ کذلك نفعل بالمجرمین ○ کا منتظر ہے۔

(نص ۲۴) تحفہ شرح منہاج میں ہے:۔

او کذب رسولا او نبیا او نقصہ بای منقص کأن صغر اسمہ مریدا تحقیرہ او جوز نبوۃ احد بعد وجود نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام نبی قبل فلا یرد۔

یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے مثلاً بہ نیت توہین اُس کا نام چھوٹا کر کے لے یا ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے اُن سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

Marfat.com

(نص ۲۵) عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں

فساد مذھبھم غنی عن البیان بشھادۃ العیان کیف وھو یؤدی الی تجویز مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او بعدہ وذالک یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین واٰخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علی ظاھرہ وھذا احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ۔

فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ اُن کے رب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنے پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہلِ اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

Marfat.com

نقل هٰذین خاتم المحققین معین الحق المبین السیف المسلول مولانا فضل الرسول قدس سرہ فی المعتقد المنتقد ۔ ان دونوں کو نقل کیا خاتم المحققین معین الحق المبین سونتی ہوئی تلوار، مولانا فضل رسول صاحب نے المعتقد المنتقد۔

(نص ۲۶) مواہب شریف آخر نوع ثالث مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح مسمی بالتقاسیم والانواع سے نقل فرمایا

من ذھب الیٰ ان النبوۃ مکسبۃ لا تنقطع او الی ان الولی افضل من النبی فھو زندیق الیٰ آخرہ

جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریا ہے۔

یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن لتکذیب القرآن وخاتم النبیین یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن عظیم وختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے۔

(نص ۲۷ و ۲۸) بحر الکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے:۔

صنف من الروافض قالوا ان الارض لا تخلو من نبی و النبوۃ صادت میراثا لعلی واولادہ وقال اھل السنۃ والجماعۃ لا نبی بعد نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقولہ تعالیٰ ولکن

رافضیوں کا طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور اُن کی اولاد کے لئے میراث ہوگئی ہے اور اہلسنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

رسول اللہ وخاتم النبیین و قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذٰلک لو شک فیہ اھ ببعض اختصار

ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم و نص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

(نص ۲۹) تمہید ابو شکور سالمی میں ہے :۔

قالت الروافض ان العالم لا یکون خالیا من النبی قط وھذا کفر لان اللہ تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوۃ فی زماننا فانہ یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص ویجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ فی النبوۃ لمحمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض

رافضی کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی اور یہ کفر ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وخاتم النبیین اب جو دعوی نبوت کرے کافر ہے اور جو اُس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر کہ اُسے ارشاد الٰہی میں شک پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اُس کا اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولیٰ علی کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ اُنکا

Marfat.com

ان علیا کان شریکا لمحمد صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النبوۃ
وھذا منھم کفر۔

کفر ہے۔

طائفہ امیریہ کی تکفیر (نص ۳۰) بحر العلوم ملک العلماء

عبد العلی محمد شرح مسلم میں فرماتے ہیں :۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم خاتم النبیین و
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
افضل الاصحاب والاولیاء
وھاتان القضیتان ممایطلب
بالبرھان فی علم الکلام والیقین
المتعلق بھما یقین ثابت ضروری
باق الی الابد ولیس الحکم فیھما
علی امر کلی یجوز العقل تناول
ھذا الحکم لغیر ھذین
الشخصین و انکار ھذا مکابرۃ
وکفر۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و
خاتم النبیین ہیں اور ابو بکر رضی ا
تعالیٰ عنہ تمام اصحاب اور اولیاء سے
ہیں اور ان دونوں باتوں پر دلیل ق
علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یق
وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابد الآ
تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین
افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے
ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونو
پاک کے سوا کسی اور کے لئے اسکا ث
ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ د
اور کفر ہے۔

اقول فیہ لف ونشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عن

Marfat.com

افضل الاولیا رہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے سے انکار کفر والعیاذ باللہ رب العالمین۔

علم لدنی کی دو[۲] قسمیں ہیں رحمانی[۱]، شیطانی[۲]

تذییل امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اوّل فصل ثانی میں فرماتے ہیں:۔

العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی ولدنی شیطانی والمحك هو الوحی بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما قصة موسی مع الخضر علیهما الصلاة والسلام فالتعلق بها فی تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی الحاد وکفر مخرج عن الاسلام موجب لاراقة الدم والفرق ان موسٰی علیه الصلوٰة والسلام لم یکن مبعوثا الی الخضر

یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی اور اُن کے پہچاننے کی معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے میرا یہ علم وحی جدید کے مطابق ہے) رہا خضر و موسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ (کہ خضر کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسٰی علیہما الصلاۃ والسلام کو معلوم نہ تھا) اُسے یہاں دستاویز بنا کر علم لدنی کے سبب وحی کی پرواہ نہ رکھنا نری بے دینی وکفر

Marfat.com

ولم یکن الخضر مامورا بمتابعته
ومحمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الی جمیع الثقلین فرسالته
عامة للجن والانس فی کل
زمان فمن ادعی انه مع محمد
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کالخضر مع موسٰی علیهما
الصلاة والسلام اجوز ذلك
لاحد من الامة فلیجدد اسلامه
(لکفره بهذه الدعوی) ولیشهد
شهادة الحق (لیعود الی الاسلام)
فانه مفارق لدین الاسلام
بالکلیة فضلا عن ان یکون
من خاصة اولیاء اللہ تعالیٰ
وانما هو من اولیاء الشیطان
وخلفائه ونوابه (فی الضلال
والاضلال) والعلم اللدنی
الرحمانی هو ثمرة العبودیة
والمتابعة لهذا النبی الکریم

ہے اسلام سے نکال دینے والی بات
جس کے قائل کا قتل واجب اور فر
یہ ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسّ
حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے نہ خ
کو ان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص
اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے (کا
النبی یبعث الی قومه خاص
اور محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ت
جن وانس (بلکہ تمام ماسوائے اللہ
طرف مبعوث ہیں (وارسلت الی الخ
کافۃ) تو حضور کی رسالت ہر زما
میں سب جن وانس کو شامل ہے تو
مدعی ہو کہ وہ محمد صلے اللہ تعالیٰ
وسلم کے ساتھ ایسا ہے جیسے خضر
علیہما الصلاۃ والسلام کے ساتھ
امت میں کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن
وہ نئے سرے سے مسلمان ہو کہ ا
قول کے باعث کافر ہو گیا مسلمان
کے لئے کلمۂ شہادت پڑھے کہ وہ

Marfat.com

لیه ازکی الصلاۃ واتم
تسلیم وبہ یحصل الفہم
الکتاب والسنۃ یامر مختص
ہ کما قال علی (امیر المومنین)
قد سئل (کما فی الصحیح وسنن
لنسائی) ھل خصکم رسول
للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
شیٔ دون الناس (کما تزعم
الشیعۃ) فقال لا الا فہما
یؤتیہ اللہ عبدا فی کتابہ اھ
مختصرا مزیدا ما بین الھلالین
من شرح العلامۃ الزرقانی۔

اسلام سے یک لخت جدا ہو گیا چہ جائے
آنکہ اللہ عزوجل کے خاص اولیا سے ہو
وہ تو شیطان کا ولی اور گمراہی و گمراہ گری
میں ابلیس کا خلیفہ و نائب ہے علم لدنی
رحمانی بندگیِ خدا و پیروی محمد مصطفےٰ صلی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پھل ہے جس
سے قرآن و حدیث میں ایک خاص سمجھ
حاصل ہو جاتی ہے جس طرح صحیح بخاری
و سنن نسائی میں ہے کہ امیر المومنین
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سوال
ہوا کہ تم اہلبیت کو نبی صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے کوئی خاص شے ایسی عطا
فرمائی ہے جو اور جو لوگوں کو نہ دی جیسا رافضی
گمان کرتے ہیں فرمایا نہ۔ مگر وہ سمجھ جو اللہ
عزوجل نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں
عطا فرمائی ورقنا اللہ تعالیٰ بمنہ والا
بفضل رحمۃ باولیائہ وصل وسلم
علی خاتم انبیائہ محمد والہ وصحبہ
واحبائہ امین۔

Marfat.com

جو عقیدہ کفریہ رکھے نہ اُسے سیّد بالجملہ ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کہنا جائز اور نہ وہ سیّد صحیح النسب ہے کاہر منکر عنید صراحۃً اجامد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید امیری قاسمی مشہدی مرید رافضی غالی وہابی شدید۔ سب صریح کافر مرتد طرید علیہم لعنۃ العزیز الحمید اور جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح نہ اُسے سید کہنا جائز رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سیدا فقد استحطتم ربکم عزوجل۔

منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو۔

رواہ ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل۔

جو کسی منافق کو اے سید کہے اُس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اقول پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں۔ اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات

Marfat.com

رام بحمداللہ تعالیٰ خباثت کفر سے محفوظ و مصمون ہیں جو واقعی سید ہے اُس سے
بھی کفر واقع نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ہ

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک کر دے ستھرا کر کے۔

حدیث تمام فوائد اور بزار و ابو یعلے مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان فاطمۃ احصنت فحرمھا اللہ وذریتھا علی النار۔

بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اُسے اور اُس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کر دیا۔

حدیث ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

سالت ربی ان لا یدخل احدا من اھل بیتی النار فاعطانیھا

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی

حدیث طبرانی بسند[1] صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

[1] افادہ الھیثمی فی الصواعق حیث قال جاء بسند رواتہ ثقات انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لفاطمۃ فذکرہ ۱۲ منہ

Marfat.com

سے راوی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا:۔

ان اللہ تعالیٰ غیر معذبك ولا ولدك۔

بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حدیث ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انما سمیت فاطمۃ لان اللہ فطمھا وذریتھا عن النار یوم القیٰمۃ

فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اُسے اور اُس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔

حدیث قرطبی آیۂ کریمہ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ۝ کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل کہ انھوں نے فرمایا:۔

رضاہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لا یدخل احد من اھل بیتہ النار۔

یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ اُن کے اہلِ بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم ہے نار تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہوا اور نار خلود کافر کیلئے ہے اہلبیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ و حضرت بتول زہرا و حضرت سید مجتبےٰ و حضرت شہید کربلا صلے اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و علیہم و بارک وسلم

Marfat.com

تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم بانی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ لی مطلق دخول سے محفوظی لیجیے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہلِ تحقیق ناظر جب تو مراد بہت ظاہر اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔ شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث مذکور انما سمیت فاطمہ ہے :-

فاما هی وابناها فالمنع مطلق
واما من عداهم فالممنوع
عنهم نار الخلود او ان الله
تعالیٰ یشاء المغفرة لمن واقع
الذنوب منهم اکراما لفاطمة
وابیها صلی الله تعالیٰ علیه
وعلیها وسلم اما ما رواه ابونعیم
والخطیب ان علیا الرضا ابن موسیٰ
الکاظم ابن جعفر الصادق سئل
عن حدیث ان فاطمة احصنت
فقال خاص بالحسن والحسین
وما نقله الاخباریون عنه من
توبیخه لاخیه زید حین خرج

اور برحال وہ (فاطمہ) اور ان کے دونوں بیٹے تو منع مطلق ہے اور دوسروں کیلئے خلود ممنوع ہے، اور اللہ مغفرت کرنا چاہتا ہے ان لوگوں کی جنھوں نے ان میں سے گناہ کیا، فاطمہ اور انکے باپ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکریم کے لئے، اور جو ابونعیم اور خطیب نے روایت کیا کہ علی رضا بن موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ فاطمہ نے اپنی عزت کو محفوظ رکھا، تو اس کے بارے میں انہوں نے فرمایا یہ حسن اور حسین کے ساتھ خاص ہے اور اخباری علماء نے جو یہ نقل کیا کہ جب انکے بھائی زید نے مامون پر خروج کیا تو انھوں نے

Marfat.com

على المامون وقوله اغرك
قوله صلے الله تعالىٰ عليه وسلم
ان فاطمة احصنت الحديث
ان هٰذا المن خرج من بطنها
لا لى ولا لك فهٰذا من باب
التواضع وعدم الاغترار بالمناقب
وان كثرت كما كان الصحابة
المقطوع لهم بالجنة على غاية
من الخوف والمراقبة والالفلفظ
الذرية لا يختص بمن خرج
من بطنها فى لسان العرب
ومن ذريته داؤد وسليمان
الا يه وبينهم وبينه قرون
كثيرة فلا يريد ذالك مثل
على الرضا مع فصاحته ومعرفته
لغة العرب على ان التقليد
بالطائع يبطل خصوصية
ذريتها ومحبيها الا ان يقال
لله تعذيب الطائع فالخصوصية

ان کو توبیخ کی کہ "کیا تمہیں حضور کے
اس قول نے مغالطہ میں ڈالدیا ہے
کہ فاطمہ احصنت، یہ تو صرف ان لوگوں
کے لئے ہے جو ان کے پیٹ سے نکلے،
میرے تمہارے لئے نہیں، تو یہ محض
تواضع کے طور پر تھا، اور مناقب پر
اترانے سے بچنا تھا، جس طرح کہ وہ صحابہ
جنکا جنت میں جانا قطعی تھا انتہائی
خوف کے عالم میں رہتے تھے، ورنہ زبان
عرب میں لفظ ذریت صرف پیٹ سے پیدا
ہونے والی اولاد پر ہی نہیں بولا جاتا ہے
قرآن میں ہے، "اور ان کے ذریت سے
داؤد اور سلیمان ہیں" حالانکہ ان کے
درمیان صدیوں کا فاصلہ تھا، تو علی رضا
جیسے فصیح اور عارف بالغۃ یہ ارادہ نہیں
کر سکتے تھے، پھر اطاعت گذار کی قید سے
مقید کرنا، ذریت اور محبت کرنے والوں
کی خصوصیت کو باطل کرتا ہے ہاں یہ
کہا جا سکتا ہے کہ فرمانبردار کو عذاب دے

Marfat.com

ان لا یعذبہ اکراما لھا واللہ
اعلم اھ مختصرا ورائتنی کتبت
علی ھامش قولہ الا ان یقال
ما نصہ۔ اقول۔ ولا یجدی فان
الوقوع ممنوع باجماع اھل
السنۃ واما الامکان فثابت
عند من یقول بہ الی خلاف
ائمتنا الماتریدۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنھم فانھم یحیلونہ
وقد تکلمت فی المسئلۃ علی
ھامش فواتح الرحموت شرح
مسلم الثبوت لبحر العلوم بما یکفی
ویشفی فانی احدنی فیھا ارکن
وامیل الی قول ساداتنا الا
شعریۃ رحمھم اللہ تعالیٰ
ورحمنا بھم جمیعا واللہ اعلم
بالصواب فی کل باب۔

سکتا ہے، تو ان کی خصوصیت یہ کہ انکو
فاطمہ کی تکریم کی خاطر عذاب نہ دیگا واللہ
اعلم۔ میں نے الا ان یقال کے حاشیہ
پر لکھا ہے، کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں،
کیونکہ وقوع باجماع اہلِ سنت ممنوع
اور امکان ان لوگوں کے نزدیک ثابت
ہے جو امکان کے قائل ہیں، ہمارے ائمہ
ماتریدیہ اس کے خلاف ہیں کہ وہ اِسے
محال سمجھتے ہیں، میں نے فواتح الرحموت
شرح مسلم الثبوت کے حاشیہ پر یہ
مسئلہ کھول کر بیان کر دیا ہے، وہاں
مَیں نے اشعریہ کی طرف میلان کا اظہار
کیا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:۔

اذا تقرر ذالک فمن علمت نسبتہ

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو جس کی نسبت

Marfat.com

الی ال اللبیت النبوی والسر
العلوی لایخرج عن ذالك
عظیم جنایته ولاعدم دیانته
ولاعدم دیانتہ ثم قال بعض
المحققین مامثال الشریف الزانی
اوالشارب اوالسارق مثلا اذا
اقمنا علیہ الحد الا کامیر او
سلطان تلطخت رجلاہ بقذر
فغسلہ عنھما بعض حدمہ ولقد
برفی ھٰذا المثال وحقق ولینا مل
قول الناس فی امثالھم الولد
العاق لایحرم المیراث نعم
الکفر ان فرض وقوعہ لاحد
من اھل البیت والعیاذ باللہ
تعالیٰ ھوالذی یقطع النسبۃ
بین من وقع منہ وبین شرفہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما قلنا
ان فرض لانی اکاد ان اجزم
ان حقیقۃ الکفر لاتقع ممن علم

اہل بیت نبوی کی طرف ثابت ہوجائے، تو
پھر اس کا بڑے سے بڑا گناہ اس کو اس
خاندان سے خارج نہیں کرے گا اسلئے
بعض محققین نے فرمایا کہ اس کی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی شریف زانی یا چور
ہو مثلاً جب ہم اس پر حد قائم کرچکیں،
مگر جیسے امیر یا بادشاہ کہ اس کی دونوں
ٹانگیں گندگی میں لتھر جائیں اور اس کا
کوئی خادم دھودے، اور یہ مثال صحیح
دی ہے، اور ان جیسے لوگوں کے بارے
میں لوگوں کے قول میں غور کیا جانا چاہیئے
کہ نافرمان بیٹا میراث سے محروم نہیں
ہوتا، ہاں اگر کفر کا وقوع کسی اہلبیت
سے فرض کیا جائے والعیاذ باللہ تو یہ
حضور سے نسبت کو قطع کردے گا، اور
مَیں نے "فرض کیا جائے" کا لفظ اس لئے
کہا ہے کہ حقیقت کفر اس سے صادر
ہو ہی نہیں سکتی جسکا صحیح نسب حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متصل ہو بعض نے

Marfat.com

اتصال نسبه الصحیح تبلك البضعة الکریمة حاشاهم الله عن ذٰلك وقد احال بعضهم وقوع نحو الزنا واللواط ممن علم شرفه فما ظنك بالکفر۔

زنا اور لواطت جیسے افعال کے وقوع کو شرفا رسے سے محال جانا ہے، تو پھر کفر کا کیا ٹھکانہ؟

امام الطریقہ لسان الحقیقہ شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں :۔

لما کان رسول الله صلے الله علیه وسلم عبد المحض اقد طهره الله واهل بیته تطهیرا واذهب عنهم الرجس وهو کل ما یشینهم فهم المطهرون بل هم عن الطهارة فهذه الآیة تدل علی ان الله تعالیٰ قد شرك اهل البیت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالمغفرة لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر وای وسخ وقذر من الذنوب فطهر

چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے تھے اللہ نے آپکو اور آپکے اہلبیت کو پاک کر دیا تھا اور اُن سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھا تھا، تو وہ ہی مطہر ہیں بلکہ عین طہارت ہیں، تو آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "یغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر" میں آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو بھی شامل کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغفرت کے ذریعہ ہر اس چیز سے پاک کر دیا جو بہ نسبت ہماری گناہ ہے، تو اس حکم میں اولاد

Marfat.com

اللہ سبحانہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمغفرۃ مما ھو من اھل البیت مثل سلمان الفارسی رضی اللہ کلھم رضی اللہ تعالےٰ عنھم ومن ھو من اھل البیت مثل سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی یوم القیمۃ فی حکم ھٰذہ الاٰیۃ من الغفران الی اٰخرما افاد ولجاد وثمہ کلام طویل نفیس جلیل فعلیک بہ رزقنا اللہ العمل بما یحبہ ویرضاہ اٰمین۔

فاطمہ اور تمام اہلبیت شامل ہوگئے جیسے سلمان فارسی، اور یہ حکم قیامت تک ہے اس پر اکھوں نے بڑا نفیس اور بہترین کلام کیا، وہاں اسکا مطالعہ کیا جائے، اللہ ہمیں اپنی پسند کے عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جو کلمہ گو منکر ضروریاتِ دین سید کہلاتا ہے ضرور قصداً سید بن بیٹھا ہے یا کسی اور وجہ سے انتساب میں خطا ہے، وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرینِ ضروریاتِ دین ہیں سید کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

اگر کہیے بعض کٹر نجدی بیشمار اشد غالی رافضی بہت سچے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل وا

اقول کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت والناس امناء علیٰ انسابھم مگر جب خلاف پر دلیل قائم

ہو تو شہرت پر قناعت نامقبول وعلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت
پر اور کیا دلیل درکار کافر نجس ہے قال تعالیٰ انما المشرکون نجس اور سادات
کرام طیب وطاہر قال تعالیٰ ویطھرکم تطھیرا اور نجس وطاہر باہم متبائن
ہیں کہ ایک شے پر معاً اُن کا صدق محال جب علمائے کرام تصریح فرما چکے ہیں کہ
سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اس کا سید
صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر
کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ
سے براہ دعوے سید بن بیٹھے ع

غلہ تا ارزاں شود امسال سید می شوم

دو دلیل جلیل ساطع کہ عقیدۂ کفریہ اور رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ
رکھنے والا ہرگز صحیح النسب نہیں، بائیں ہاتھ کا کھیل ہے آج ایک
رذیل سا رذیل دوسرے شہر میں جاکر رفض اختیار کرے کل ہی میر صاحب
کا تمغا پائے تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا
میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یوں ہی مشہور چلا آتا ہو اور اگر
بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اسی پر کیا دلیل ہے کہ یہ اُسی خاندان کا ہے جسکی نسبت
یہ شہادت تامہ ہے علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ
المصطفٰے وفضائل اہل بیت الطاہرین میں فرماتے ہیں ومن این تحقق ذلک
لقیام احتمال زوال بعض النساء وکذب بعض الاصول فی الانتساب۔

Marfat.com

کیونکہ بعض عورتوں کا زوال ممکن ہے اور انتساب میں بعض اصول کا جھوٹا بھی ممکن ہے۔ یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا للہ ہزار ہا ہزار حاشا للہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر و کافر کی گنجائش نہ جسم اطہر سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذاً باللہ دخول نار کے لائق الحمد للہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدۂ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

دلیل اوّل تین قیاس پر مشتمل۔ قیاس ۱۔ یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس۔ نتیجہ۔ یہ شخص نجس ہے۔ قیاس ۲۔ ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں۔ نتیجہ۔ کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ قیاس ۳۔ اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہ شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ نتیجہ یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔ قیاس اوّل کا صغریٰ مفروض اور کبریٰ منصوص اور دوم کا صغریٰ منصوص اور کبریٰ بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم قیاس مرکب یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار نتیجہ۔ یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحق نار نہیں نتیجہ یہ شخص نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ ہے نتیجہ، یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔ پہلا کبریٰ منصوص قرآن اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان اور تیسرا عقلاً و فقہاً واضح البیان والحمد للہ الکریم المنان والصلاۃ والسلام اتمان الاکملان علیٰ

Marfat.com

سید نا ومولانا سید الانس والجان خاتم النبیین بنص الفرقان.
وعلیٰ آلہ وصحبہ وتابعیہم باحسان وعلینا معہم یارحمٰن آمین
آمین یارؤف یاحنان سبحٰنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ
الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ لمحمد ن المصطفیٰ النبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

تقریظ جناب مولانا شیخ احمد مکی مدرس مکہ معظمہ دام مجدہ

الحمد للہ الذی جعلنا من ذوی العقول ومنحنا بالرضا
والقبول نسالہ الصلاۃ والسلام کما ینبغی لجلال عظمۃ قدر بیننا و
سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء وسید کل رسول اشھد
ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ المنزہ عن الکذب والاقول
والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم انبیائہ واشرف رسلہ

Marfat.com

المبعوث الی کافۃ الخلق والی الاسود والاحمر ھو الشافع المش
فی المحشر صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ المصا
الغر دو علی الائمۃ المجتہدین الی یوم الیقین۔ اما بعد فقد
نورت جفنی باثمد ھذا الجواب۔ فیاطرب من جواب اصاب
یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ بل ھدایۃ ھ
الی الحق والصواب وکیف لا وھو للبحر الطھطام والجبر الفھ
قدوۃ الفقہاء والمحدثین وزبدۃ الکملاء والمفسرین ریاض
البلغاء المتکلمین ومرکوز الفصحاء الماھرین جامع المتون
شارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحاف
القاری الشیخ احمد رضا خان لازالت شموس افاضتہ
العالمین مشرقہ وصمصام اجوبتہ لاعناق الملحدین قا
جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء بتہ لاعناق الملح
الارتاد والنجباء فلعمری ان ھذا الجواب لا یقبلہ الا ذو ق
سلیم ولا یخوض فیہ بالباطل الا الملحد الزندیق الرجیم
الحمد للہ ان الحق قد ظھرا الا علی اکمہ لا یعرف الز
من فاضل نال من ابائہ الشرفا اروی سحاب نداہ الجن وا
والحق ان من یضلل اللہ فلا ھادی لہ ومن یھدہ فلا مض
اللھم اجعلنا متصفین بالافعال کما جعلتنا عن زیغ الزائغین
وارض عنا بجاہ سیدنا محمد والآل واحفظنا عن زیغ الزائغین

Marfat.com

همزات الشیاطین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین تمقہ
بیدہ الراجی غفور بہ الحفی الباری احمد المکی الچشتی الصابری
الامدادی المدرس بالمدرسۃ الاحمدیۃ الواقعۃ فی مکۃ المحمیۃ
سنہ ۱۳۱۷ھ۔

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جسنے ہمیں اصحاب عقول سے بنایا اور ہمیں رضا اور قبول سے سرفراز کیا، ہم اللہ سے ایسے صلاۃ وسلام کے طالب ہیں جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے لائق ہو، جو خاتم الانبیاء ہیں اور ہر رسول کے سردار ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں وہ کذب سے اور غروب ہونے سے پاک ہے اور صلاۃ سلام ہو ہمارے سردار محمد خاتم الانبیاء اشرف الرسل المبعوث الیٰ کافۃ الخلق، والی الاسود والاحمر الشافع المشفع فی المحشر صلے اللہ علیہ وسلم پر اور انکے اصحاب پر جو روشن ہیں اور ائمہ مجتہدین پر قیامت تک، اما بعد، میں نے اس جواب کے سرمہ سے اپنی آنکھیں منور کیں، پس کتنا دل خوشکن جواب ہے کہ باطل نہ اسکے سامنے سے آتا ہے اور نہ پیچھے سے بلکہ وہ حق کی طرف رہبری کرنے والا ہے، اور کیوں نہ ہو، آخر تو یہ جواب بحر طمطام حبر فہام قدوۃ الفقہاء والمحدثین وزبدۃ الکملاء والمفسرین ریاض البلغاء المتکلمین ومرکز الفصحاء الماہرین جامع المتون وشارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحاج القاری الشیخ احمد رضا خاں لازالت شموس افاضتہ علی العالمین مشرقۃ وصمصام اجوبتہ لاعناق المحدثین قاطعۃ جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء وجمع اللہ شملہ مع الاوتاد والنجباء پس قسم میری جان کی اس جواب کو قلب

Marfat.com

سلیم والا ہی قبول کرے گا اور اس میں چون چرا نہ کریگا۔ ملحد، بے دین جیسے کہا گیا ہے

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے کہ حق ظاہر ہوگیا مگر اندھے پر جو چاند
کو نہیں پہچانتا ہے، ایسے فاضل کی طرف سے جسنے اپنے آبا کیطرف
سے شرف پا اس کی سخاوت کے بادلوں نے جن و بشر کو سیراب کردیا

اور حق تو یہ ہے کہ خدا جسے گمراہ کردے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں، اور جسکو وہ ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں، اے اللہ ہمیں افعال کے ساتھ متصف فرما جس طرح کہ ہم اقوال سے متصف ہیں اور ہم سے راضی ہو، بحرمت ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے، اور ہمیں محفوظ رکھ کجروؤں کی کجی سے ہمزات شیاطین سے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، اسے اپنے ہاتھ سے لکھا، الراجی عفو ربہ الخفی الباری احمد، المکی، الچشتی الصابری الامدادی المدرس بالمدرس الاحمدیہ الواقع فی مکۃ المحمیہ سنہ ۱۳۱۷ھ۔

فتوے دربارۂ خاتم النبیین ص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقل فتوائے علمائے کرام شہر بدایونی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

Marfat.com

ایک شخص اپنا عقیدہ بایں طور رکھتا ہے کہ حضرات علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیا و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بناتا ہے اور ان حضرات اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ قرآن مجید کے برابر ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت و جماعت اولیا رکاملین سے ہے یا رافضی غالی کافر اولیائے شیاطین سے ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ الملہم للصواب

حضرات اہل بیت کرام کو جو انبیا و رسل کہتا ہے یہ قول اس کا مستلزم کفر صریح ہے اور ادعا اُس کے ثبوت کا احادیث سے کذب محض ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا ہرگز اہل سنت اور اولیائے کاملین میں سے نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بموجب تصریحات کتب عقائد و فقہ و حدیث کے کافر اولیا رشیاطین سے ہے چنانچہ تصریح اس کی کتب میں مانند معتمد علامہ تورپشتی و شفار قاضی عیاض و زواجر ابن حجر و فتاوی عالمگیریہ میں موجود ہے۔

فقط واللہ اعلم — عبد المقتدر — المجیب مصیب

صح الجواب — مطیع الرسول — کتبہ محمد عبد القیوم القادری

حررہ الفقیر عبد القادر عفی عنہ ۸۹ ۱۲

نقل فتوائے علمائے لاہور و حیدر آباد دکن دہلی و کان پور

الجواب وھو الموفق للصواب

مندرجہ بالا عقیدہ اہلسنت و جماعت کا نہیں ہے جناب رسول مقبول

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ظہور میں تشریف لانے کے بعد کسی اور شخص کو خواہ وہ ذکور میں سے ہو یا اناث میں از سرِ نو نبوت کا منصب نہیں دیا گیا اور نہ رسالت کا جو شخص حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ظہور میں تشریف لانے کے بعد کسی اور کے لئے از سرِ نو منصب نبوت اور رسالت دیے جانے کا یا اُس پر تبلیغی وحی والہام یقینی کے نازل ہونے کا قائل اور معتقد ہو وہ نہ صرف دائرہ اہلسنت وجماعت سے علیحدہ بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے قال القاضی عیاض فی کتابہ الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ

وکذلک من ادعی نبوۃ احد مع نبینا علیہ الصلاۃ والسلام او بعدہ کالعیسویۃ من الیھود القائلین بتخصیص رسالتہ الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل وکاکثر الروافض القائلین بمشارکۃ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکذلک کل امام عند ھؤلاء یقوم مقامہ فی النبوۃ والحجۃ وکالنزیغیۃ والبیانیۃ منھم

اور اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، یا آپکے بعد مدعی نبوت ہو جیسے فرقہ عیسویہ یہود کا جو اس بات کا قائل ہے کہ حضور کی رسالت صرف عرب ہی کیلئے مختص تھی اور جیسے فرقۂ خرمیہ جو رسالت کے مسلسل جاری رہنے کا قائل ہے، اور جیسے اکثر رافضی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضؓ بھی رسالت میں حضور کے ساتھ شریک تھے اور اسی طرح ان کے نزدیک ہر امام نبوت اور حجت میں حضور کا قائم مقام ہوتا ہے اور جیسے شیعوں میں نزیغیہ اور بیانیہ جو خود دعوائے

Marfat.com

القائلين

نبوة بزيغ وبيان واشباه هؤلاء
من ادعى النبوة لنفسه اوجوز
لتسابها والبلوغ بصفاء القلب
لى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة
المتصوفة وكذالك من ادعى انه
يوحى اليه وان لم يدع النبوة
اوانه يصعد الى السماء ويدخل
الجنة ويأكل من اثمارها ويعانق
الحور العين فهؤلاء كلهم كفار
مكذبون للنبى صلى الله تعالى
عليه وسلم لانه اخبر انه صلى
الله تعالى عليه وسلم خاتم
النبيين ولا نبى بعده واخبر
عن الله تعالى انه عليه السلام
خاتم النبيين وانه ارسل كافة
للناس واجمعت الامة على حمل
هذا الكلام على ظاهره وان
مفهومه المراد به دون

نبوت کرے یا اسکے حاصل کرنے کو جائز
کہے یا قلب کی صفائی سے اس مرتبہ
پر فائز ہونے کو جائز کہے جیسے فلاسفہ اور
غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح وہ شخص
جو اس بات کا مدعی ہو کہ اس کے پاس
وحی آتی ہے اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو یا یہ
دعوٰی کرے کہ وہ آسمان پر چڑھ کر جنت
میں داخل ہوتا ہے، اس کے پھل کھاتا
اور اس کی حوروں سے بغل گیر ہوتا ہے،
تو ایسے سب لوگ کافر ہیں، حضور کی نبوت
کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ حضور صلے
اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم
النبیین ہیں اور سب لوگوں کی طرف
اصول بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں اور امت
کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہی
محمول ہے اور اس کا مفہوم ہی اس کی
مراد ہے، نہ اس میں کوئی تاویل ہے
اور نہ تخصیص ہے، تو ان سب گروہوں
کے کفر میں کچھ شک نہیں ملتا اور سمعاً۔

Marfat.com

تاویل ولا تخصیص فلا شك
فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا
قطعاً اجماعاً وسمعاً۔

صـ۳۶۲ شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں :۔

"عقیدہ دہم آنکہ آنجناب خاتم النبیین ست لانبی بعدہٗ جمیع فرق اسلامیہ بہمیں قائل اند الا چند فرقہ از شیعہ مثل خطابیہ و معمریہ و منصوریہ و اسحاقیہ و مفضلیہ و سبعیہ کہ بے پردہ مخالفت ایں عقیدہ دارند۔"

دسواں عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں تمام اسلامی فرقے اسی کے قائل ہیں، سوائے شیعوں کے چند فرقوں کے جیسے خطابیہ معمریہ، منصوریہ، اسحاقیہ، مفضلیہ اور سبعیہ کہ وہ کھل کر اس عقیدہ کے مخالف ہیں۔

صـ۱۸۰ لیکن اس میں شک نہیں کہ حضرت علی و حضرت زہرا و حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے محامد و فضائل سے کتب حدیث بھری ہوئی ہیں اور ان کی جناب میں کسی قسم کی سوء ادبی کا خیال بھی سخت باعث وبال و نکال ہے

قال النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلی کرم اللہ وجھہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی

Marfat.com

الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ
مشکوٰۃ شریف ص۵۵۶ عن ام سلمۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم لا یحب علیا منافق ولا
یبغضہ مؤمن رواہ احمد والترمذی
وقال ھٰذا حدیث حسن غریب
اسنادا مشکوۃ شریف ص۵۵۶ وعن
المسور بن المخرمۃ ان رسول
اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن
اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ
یریبنی ما رابھا ویؤذینی ما اذاھا
متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۰
وعن ابی سعید قال قال رسول
اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الحسن والحسین سیدا شباب
اھل الجنۃ رواہ الترمذی مشکوٰۃ
شریف ص۵۶۲ وعن زید بن ارقم

نہ ہوگا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ سے کوئی منافق
محبت نہ کریگا اور کوئی مومن بغض نہیں
رکھ سکتا ہے احمد، ترمذی، اور انھوں نے
کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے، اور مسور
بن مخرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا
حصہ ہے جو اُسے ناراض کریگا اور ایک روایت
میں ہے کہ جو اسے مشقت میں ڈالیگا وہ
مجھے مشقت میں ڈالیگا اور مجھے تکلیف
دیگی وہ چیز جو اُسے تکلیف دیگی اور ابو سعید
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا حسن اور حسین جنت کے جوانوں
کے سردار ہیں، اسے ترمذی نے روایت کیا،
اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
آپنے فرمایا (حضرت علی، فاطمہ، حسن و حسین)
رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو آپنے فرمایا تھا،

Marfat.com

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال لعلی وفاطمہ والحسن
والحسین انا حرب لمن حاربھم و
سلم لمن سالمھم رواہ الترمذی
مشکوٰۃ شریف ص۵۶۱ عن علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ دعانی رسول
اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
ان فیک من عیسٰی مثلا ابغضتہ
الیھود حتیٰ بھتوا امہ واحبتہ
النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزل
الذی لیس بہ الا وانہ یھلک
فی اثنان محب یقرضنی بما لیس فی
ومبغض یحملہ شنانی علی ان
یبھتنی الا انی لست بنبی ولا
یوحی الی ولکنی اعمل بکتاب اللہ
وسنۃ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ما استطعت فما امرتکم من طاعۃ
اللہ فحق علیکم طاعتی فیما احببتم
وکرھتم مسند امام احمد ج ۱ ص۱۶۰ ہذا

کریگا میں اُس سے جنگ کرونگا، اور جو
اُن سے مصالحت کرے گا میں اس سے
مصالحت کرونگا، اسے ترمذی نے روایت
کیا، علی رضؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ
تمہاری مثال عیسٰی کی سی ہے کہ انھیں
یہود نے مبغوض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں پر
اتہام رکھا اور نصاریٰ نے اُن سے اتنی محبت
دکھائی کہ وہ مقام انھیں دے ڈالا جو
درحقیقت ان کا مقام نہ تھا، آگاہ ہو جاؤ
میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک
ہونگے، ایک تو وہ جو میری ایسی تعریف کریں
جو مجھ میں نہیں دوسرے وہ جو میرا بغض
اپنے اندر رکھیں اور مجھے متہم کریں، آگاہ
ہو جاؤ میں نہ تو نبی ہوں اور نہ ہی میری
طرف وحی کیجاتی ہے میں تو اللہ کی کتاب اور
اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت
پر عمل پیرا ہوں، حسب مقدور، تو جب
تک میں تم کو اطاعت الٰہی کا حکم دوں تم

Marfat.com

ماعندی واللہ اعلم بالصواب کتبہ العبد
المذنب المفتی محمد عبداللہ عفی عنہ۔

الجواب صحیح
عبداللہ مدرس ثانی مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح
غلام احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح
محمد ذاکر بگوی مدرس اول مدرسہ حمیدیہ

ھٰذا الجواب صحیح
محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح
قاضی نورالحسن معین ناظم انجمن مستشار العلما، لاہور

الجواب صحیح
احمد حسن عفی عنہ کان پوری اُستاذ قاضی سراج الدین پالن پوری

میری اطاعت کرو خواہ اس کو تم پسند کرو
یا نہ کرو۔

الجواب صحیح
محمد اسمٰعیل عفی عنہ مدرسہ رحیمیہ لاہور دارانارکلی

الجواب صحیح
غلام محمد دوم مدرسہ رحمیدیہ

الجواب صحیح
فقیر غلام محمد بگوی عفی عنہ امام مسجد شاہی لاہور

الجواب صحیح
محمد عبدالرشید دہلوی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
کتبہ القاضی ظفرالدین احمد عفا اللہ عنہ

اصاب من اجاب

دلِ مرتضیٰ
جان احمد حسن
۱۳ ۱۴

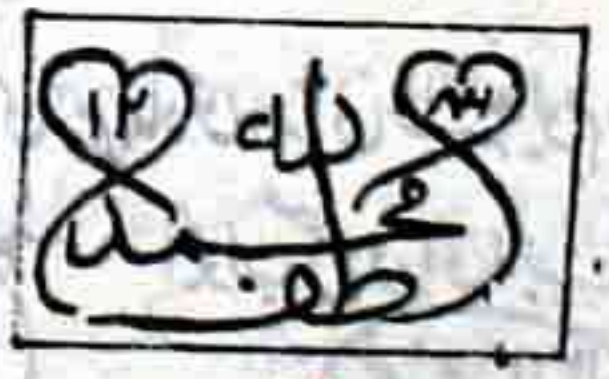

مہر استاذ الاستاذ قاضی سراج الدین پالن پوری

Marfat.com

الجواب صحیح ابو محمد عبدالحق عفی عنہ مصنف تفسیر حقانی۔ ہوالموفق

ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے انبیاء و رسول ہونیکا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے تفسیر ابو سعود میں ہے لان معنی کونہ خاتم النبیین انہ لانبیاء احد بعدہٗ انتھی واللہ اعلم وعلمہ احکم۔ حررہ الراجی غفور ربہ الودود ابو المحامد محمد عبدالحمید غفر اللہ ذنوبہ دستخط ۳۱۷ ۲۰ ۵ ۲ ج

فتوے علمائے پانی پت دستخط مصنف انوار ساطعہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث نبوی میں ہے لا نبی بعدی اس آیت و حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہونے کا اور یہی عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ہے جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی، وحضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مروی حدیث سے ثابت وہ بالکل جھوٹا ہے اس بات کا کہیں قرآن حدیث میں ذکر نہیں ہے جس شخص کا سوال میں ذکر ہے وہ تو رافضیوں سے بھی بڑھا ہوا ہے اور نص قرآنی کا منکر جو ہو وہ کافر ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ العبد المذنب عبدالسلام عفی عنہ انصاری نہم جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ یوم دوشنبہ

صح الجواب بلا ارتیاب
حررہ عبدالسمیع انصاری

عبدالسمیع عفی عنہ

الجواب صحیح ورای المجیب نجیح
محمد یحییٰ ۱۳۱۱

Marfat.com

قال مولانا ابو شکور سلمی فی التمہید

کلام الروافض مختلفة فبعضه یکون کفرًا وبعضه لا فلو قال ان علیا کان الها نزل من السماء کفر وقال بعضهم بانه شریك لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النبوة وقال بعضهم النبوة کانت لعلی وجبرئیل اخطاء ومنهم من قال ان علیا کان افضل من الرسول فهذا کله کفر انتہیٰ

خلاصہ ترجمہ عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت علی خدا ہیں نازل آسمان سے ہوئے ہیں یا وہ شریک ہیں آنحضرت صلے اللہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تھی واسطے علی کے لیکن جبریل نے خطا کی یا علی افضل ہیں رسول سے یہ تمام کفر ہے پس جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی دغیرہ رسالت اور نبوت میں شریک ہیں وہ اہلسنت وجماعت سے نہیں ہے بلکہ وہ اس فرقہ رافضی غالیہ میں ہے کہ جن کو صاحب تمہید نے کافر کہا ہے۔

فقط۔ محمد خلیل اللہ عفا اللہ عنہ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ یوجمعہ

فتوائے سہارنپور

جو شخص حضرات علی وفاطمہ وحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء ورسل کہتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کافر ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں مصرح ارشاد فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ تو جس شخص نے

Marfat.com

ان حضرات کو بھی نبی و رسول کہا وہ اس آیت شریفہ کا منکر ہوا اور آیت قرآنی کا منکر کافر ہوتا ہے نیز جس طرح نبی اور رسول پر شرعاً ایمان لانا فرض ہے اسی طرح غیر نبی و رسول کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا کفر ہے اور شیعہ کے نزدیک بھی تو ان حضرات کو نبی اور رسول کہنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ روایات شیعہ کی اصح الکتب اصول کافی وغیرہ میں موجود ہیں لہٰذا یہ شخص اثنا عشری رافضی میں بھی نہ ہوا بلکہ یہ شخص غالی رافضی اور کافر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(۲) اور یہ عقیدہ کہ حضرات موصوفین کا مرتبہ قرآن مجید کے برابر ہے اس کا منشا بھی وہی ہے کہ اُن کو معصوم اعتقاد رکھا ہے حالانکہ یہ حضرات معصوم نہیں ہیں اور قرآن مجید کا حکم قطعی ہے علاوہ اس کے کلام الٰہی خدائے تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ حضرات مخلوق ہیں مخلوق کا مرتبہ خالق اور اس کی صفت کے برابر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ حضرات قرآن مجید کے اتباع کے مکلف مامور ہیں اور ظاہر ہے کہ تابع متبوع کے برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

حررہٗ خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

المجیب مصیب۔ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء کہنا اور اعتقاد رکھنا کفر صریح ہے اور قرآن مجید کے برابر سمجھنا ضلالت ہے جیسا کہ مجیب نے مدلل ثابت فرمایا۔

خلیل الرحمٰن خلف مولانا احمد علی محدث سہارنپوری

صح الجواب۔ صدیق احمد عفا اللہ عنہ ۔ الجواب صحیح۔ عنایت الٰہی عفا اللہ عنہ

Marfat.com

صحیح
تائب علی عفی عنہ

المجیب صحیح والمجیب نجیح
محمد رحم الٰہی عفی عنہ

فتوائے دیوبند

ایسا اعتقاد رکھنے والا مسلمان سُنی نہیں بلکہ روافض سے بھی بدتر ملحد و بددین ہے کیونکہ یہ انکار ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے قال اللہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اگر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ لا نبی بعدی پس رسول و نبی کہنا کسی کو بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الحاد و کفر ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

الجواب صحیح
بندہ محمود عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

العزیز الرحمٰن
وتوکل علی اللہ ۱۳/۷

محمد منفعت ۱۳/۱۵ علی

فتوائے گنگوہ

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرات علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیا

Marfat.com

ومرسلین ہیں اور اُن کا نبی کہنا ثابت ہے وہ شخص کافر ہے کیونکہ وہ شخص رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہے، جس کا ثبوت نصوص قطعیہ قرآن وحدیث سے ہے قرآن شریف میں حق تعالیٰ فرماتا ہے ماکان رسول اللہ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایک حدیث میں جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے آیا ہے وختم بی الرسل دوسری مسلم کی حدیث میں وختم بی النبیون اور ایک روایت میں آیا ہے. لو کان بعدی نبی لکان عمر بن اور ایک حدیث میں آیا ہے وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ پس ایسا عقیدہ رکھنے والا یقیناً کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید عفی عنہ
گنگوہی۔

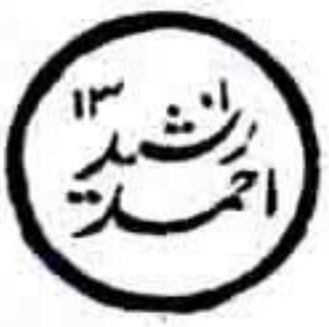

Marfat.com

اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلویؒ

کی چند ایمان افروز تصانیف

حدائقِ بخشش کامل دو حصے

جذبۂ عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسان عصر حاضر کی زبان نے وہ سوز عطا کیا ہے جو پڑھنے اور سننے والے دونوں کے دلوں پر وجدانی کیفیت طاری کر دیتا ہے

قیمت ۳/۷۵

ملفوظات اعلیٰحضرت بریلویؒ

کامل چار حصے

علوم و فنون الٰہیات، ارضیات و فلکیات، دینی و دنیاوی حقائق، فلسفہ، کلام اور منطق کی تشریح و توجیہہ، امور مذہبی، معاشی اور معاشرتی مسائل و معاملات، علمائے حق و اولیائے کرام کی علامات اور دیگر تمام ضروری معلومات اور تفصیلات کا سرچشمہ، جسکا ہر مومن کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے

قیمت

احکام شریعت

اداب معاشرت

اصلاح رسوم، تصوف

کے اسرار و رموز، اور

بدعقیدہ لوگوں کی نشاندہی

کے ساتھ ساتھ مسائل شریعت

کی وضاحت و توجیہہ جس میں

فاضل مولف کے فتاوی اور

فیصلے درج ہیں۔

قیمت

فتاویٰ افریقہ

ایک سو گیارہ استفتاء جو افریقہ سے بھیجے گئے تھے، ان سوالوں کے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ جوابات جنمیں مختلف موضوعات و مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ طباعت آفسٹ کاغذ سفید قیمت

مدینہ پبلشنگ کمپنی

ایم۔اے جناح روڈ، کراچی

Marfat.com